مکتوبات احمدیہ

(جلد پنجم نمبر پنجم)

(مرتبہ)

خاکسار عرفانی کبیر ایڈیٹر و موسس الحکم

(صرف ٹائٹل مطبوعہ مطبع نظام دکن حیدرآباد دکن)

اس لیے میں نے تالیف کی سہولت کو مدنظر رکھ کر مختلف حصص شائع کیے۔ مثلاً سوانح حیات میں حیات احمدؐ کے نام سے متفرق حصص اور سیرۃ و شمائل کے کئی حصے اور مکتوبات کی کئی جلدیں۔

اللہ تعالیٰ جو عالم السر والخفیات ہے جانتا ہے کہ میری غرض اس کی رضا ہے۔ اس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام کے بلند کرنے کا آپ وعدہ دیا۔ میں نے چاہا کہ ان اسباب و ذرائع میں میرا بھی حصہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے اس نابکار کو موقع دیا کہ الحکم کے ذریعہ آپ کی سیرۃ و سوانح اور آپ کے ملفوظات اور الہامات اور تاریخ سلسلہ کو محفوظ کرنے کی توفیق ارزانی ہوئی۔ وہ کام میری جوانی کے آغاز سے شروع ہوا۔ اور اب جبکہ میں اپنی طبعی عمر کو پہنچ چکا یعنے ستر سال کا ہو گیا۔ اسی کے فضل اور توفیق سے چاہتا ہوں کہ اسی خدمت میں آخری وقت تک مصروف رہوں تا میری نجات کا یہی ذریعہ ہو جاوے۔ اسی پر میرا بھروسہ ہے اور اسی سے توفیق چاہتا ہوں **ھو نعم المولیٰ و نعم النصیر۔**

خاکسار یعقوب علی عرفانی کبیر

سکندرآباد

۱۰ر جون ۱۹۴۴ء

(۱) احبابِ لودہانہ کے نام

لودہانہ کو تاریخ سلسلہ میں بہت بڑی اہمیت ہے اور خدا تعالیٰ کی اس وحی میں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر نازل ہوئی لودہانہ کا ذکر ہے چنانچہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کو جو اشتہار آپ نے مختلف اخبارات میں اور علیحدہ شائع کیا اور ریاض ہند پریس امرتسر میں طبع ہوا۔ اس میں ارشاد ہوتا ہے۔

"میں نے تیری تضرعات کو سنا اور تیری دعاؤں کو قبولیت کی جگہ دی اور تیرے سفر کو (جو ہوشیارپور اور لودہانہ کا سفر ہے) تیرے لئے مبارک کر دیا"

اور یہی وہ مقام ہے جہاں حضرت اقدس نے با علام الٰہی سلسلہ بیعت شروع کیا چنانچہ ۴ مارچ ۱۸۸۹ء کو جو اعلان آپ نے بیعت کرنے والوں کے لئے شائع کیا اس میں آپ نے تحریر فرمایا کہ

"تاریخ ہذا سے ۲۵ مارچ ۱۸۸۹ء تک یہ عاجز لودہانہ محلہ جدید میں مقیم ہے اس عرصہ میں اگر کوئی صاحب آنا چاہیں تو لودہانہ میں ۲۰ تاریخ کے بعد آ جاویں"

یہ مکان جہاں بیعت ہوئی حضرت منشی احمد جان رضی اللہ عنہ کے مکان کا ایک حصہ تھا اور اب وہاں دارالبیعت کے نام سے

سلسلہ کی ملکیت میں ایک شاندار عمارت ہے اور ۲۳ مارچ ۱۹۴۴ء کو حضرت مصلح موعود ایدہ اللہ الودود کے دعویٰ کے اعلان و اظہار میں جلسہ ہو چکا ہے۔

پھر لودہانہ کو یہ بھی فضیلت ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ براہین احمدیہ کے آغاز میں اسی شہر کے ایک فرد میر عباس علی صاحب کو اللہ تعالیٰ نے اشاعت براہین کے لئے کھڑا کر دیا افسوس ہے کہ ان کا انجام کسی پنہانی معصیت کی وجہ سے ارتداد پر ہوا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے مسیح موعود ہونے کا اعلان بھی پہلی مرتبہ لودہانہ ہی سے کیا اور لودہانہ ہی میں وہ عظیم الشان مباحثہ ہوا جو مباحثہ لودہانہ کے نام سے الحق میں شایع ہوا۔ جس میں مولوی محمد حسین بٹالوی کو خطرناک شکست ہوئی۔

اور جس میں اس کی علمی اور اخلاقی پردہ دری ہوئی۔ لودہانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے دعویٰ سے پیشتر لودہانہ والوں کی متواتر درخواستوں اور التجاؤں پر ۱۸۸۴ء میں تشریف لائے اور محلہ صوفیاں میں ڈپٹی امیر علی صاحب کے مکان میں حسب تجویز میر عباس علی صاحب قیام فرمایا تھا لودہانہ کے متعلق آپ کے بعض رویا اور کشوف بھی ہیں جو اپنے اپنے وقت پر پورے ہوئے ان کی تفصیل کی اس جگہ ضرورت نہیں اپنے موقعہ پر ان کا مناسب ذکر آئیگا۔ سلسلہ مکتوبات میں جن کے شایع کرنے کی خاکسار کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے توفیق ملی پہلی جلد لودہانہ کے میر عباس علی صاحب کے نام کے مکتوبات ہیں۔

میر صاحب کا معمول اور اعتقاد اسوقت اس حد تک تھا کہ وہ باوضو ہو کر ان مکتوبات کو پڑھتے اور ان کی نقل کرتے تھے یہ صاحب کا مختصر تذکرہ میں جلد اول میں کر چکا ہوں یہ جلد اول نہایت بیش قیمت حقائق و معارف کی دنیا ہے۔

چونکہ وہ قریباً ختم ہو چکی ہے دوسرے اڈیشن کو اس موجودہ تقطیع ہی پر نہایت احتیاط سے شایع کر دیا جائیگا (ان شاء اللہ) اور اس میں مندرجہ پیشگوئیاں جو جو پوری ہو چکی ہیں ان کی تفصیل بھی دی جاوے گی۔ بہر حال لودہانہ سلسلہ کی تاریخ میں بہت بڑی اہمیت اور امتیاز رکھتا ہے۔ جیسے اولاً اسی شہر میں معاندین کی ابتدا ہوئی اسی شہر سے اول الکافرین کی ایک خطرناک جماعت بھی پیدا ہوئی اور انھوں نے اس سلسلہ کے مٹانے اور فنا کر دینے کے لئے اپنی تمام طاقتوں اور حیلوں کو استعمال کیا مگر وہ نامراد و ناکام رہے پھر اس زمانے میں یعنے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح ثانی کے عہد خلافت میں انہی ذریت نے بڑے فرعونی دعاوی کے ساتھ قادیان کی اینٹ سے اینٹ بجا دینے کے اعلان کئے اور خدا تعالیٰ کے مقرر کردہ خلیفہ نے اعلان کیا کہ۔ ان کے پاؤں کے نیچے سے زمین نکلتے دیکھتا ہوں اور آخر وہی ہوا جو آسمانی اعلام الٰہی کہا تھا اور شیطان کو اس جنگ میں دوبارہ شکست ہوئی الحمد للہ۔ اب میں بغیر کسی مزید تمہید و تشریح کے احباب لودہانہ کے نام متفرق خطوط کو جو اسوقت تک مجھے مل سکے ہیں درج کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ انکو دنیا کی ہدایت اور میری اس خدمت کو قبول فرمائے۔ آمین

(خاکسار عرفانی کبیر)

حضرت منشی احمد جان صاحب رضی اللہ عنہ کے نام

(تعارفی نوٹ)

حضرت منشی احمد جان رضی اللہ عنہ لودہانہ محلہ جدید میں ایک صاحب ارشاد بزرگ تھے اور ان کے مریدوں کی بہت بڑی تعداد تھی ان کا مفصل تذکرہ کتاب تعارف میں انشاء اللہ العزیز آئیگا۔ خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ کے متعلق حضرت حکیم الامۃ خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کو ایک مکتوب مورخہ ۲۳ جنوری ۱۸۸۹ء میں مختصر تذکرہ لکھا ہے اور اس وقت حضرت خلیفۃ اول رضی اللہ عنہ کی شادی کی تجویز حضرت منشی صاحب کی صاحبزادی صغریٰ بیگم صاحبہ مدظلہا سے ہو رہی تھی۔ حضرت نے تحریر فرمایا کہ

اب میں تھوڑا سا حال منشی احمد جان صاحب کا سناتا ہوں منشی صاحب مرحوم اصل میں متوطن دہلی کے تھے۔ شاید ایام مفسدہ ۱۸۵۷ء میں لودہانہ آکر آباد ہوئے۔ کئی دفعہ میری ان سے ملاقات ہوئی نہایت بزرگوار خوبصورت خوب سیرۃ۔ صاف باطن متقی۔ باخدا اور متوکل آدمی تھے مجھ سے اس قدر دوستی اور محبت کرتے تھے۔ کہ اکثر ان کے مریدوں نے اشارتاً اور صراحتاً بھی سمجھایا کہ آپ کی اس میں کسر شان ہے۔ مگر انھوں نے ان کو

صاف جواب دیا کہ مجھے کسی شان سے غرض نہیں۔ اور نہ مجھے مریدوں سے کچھ غرض ہے۔ اس پر بعض نالائق خلیفے ان کے منحرف بھی ہوگئے۔ مگر انھوں نے جس خدا اور رسول کی سنت پر قدم مارا تھا۔ آخیر تک نباہا۔ اور اپنی اولاد کو بھی یہی نصیحت کی۔ جب تک زندہ رہے۔ خدمت کرتے رہے۔ اور دوسرے تیسرے مہینے کسی قدر روپیہ اپنے رزق خداداد سے مجھے بھیجتے رہے۔ اور میرے نام کی اشاعت کے لئے بہ دل و جان ساعی رہے۔ اور پھر حج کی تیاری کی۔ اور جیسا کہ انھوں نے اپنے ذمہ مقدر کر رکھا تھا۔ جاتے وقت بھی پچیس روپے بھیجے۔ اور ایک بڑا لمبا اور دردناک خط لکھا جس کے پڑھنے سے رونا آتا تھا۔ اور حج سے آتے وقت راہ میں ہی بیمار ہوگئے اور گھر آتے ہی فوت ہوگئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ منشی صاحب علاوہ اپنی ظاہری علمیت و خوش تقریری کے [illegible] بہت کے جو خداداد نہیں حاصل تھی۔ مومن صادق اور صالح آدمی تھے۔ جو دنیا میں کم پائے جاتے ہیں۔ چونکہ وہ عالی خیال اور صوفی تھے۔ اس لئے ان میں تعصب نہیں تھا۔ میری نسبت وہ خوب جانتے تھے کہ یہ حنفی تقلید پر قائم نہیں ہیں۔ اور نہ اسے پسند کرتے ہیں۔ مگر پھر بھی یہ خیال انھیں محبت و اخلاص سے نہیں روکتا تھا۔

غرض کچھ مختصر حال منشی احمد جان صاحب مرحوم کا یہ ہے۔ اور لڑکی کا بھائی صاحبزادہ افتخار احمد صاحب بھی نوجوان صالح ہے۔ جو اپنے والد مرحوم کے ساتھ حج بھی کر آئے ہیں۔

حضرت منشی احمد جان صاحب رضی اللہ عنہ کی فراست مومنانہ نے بہت پہلے دیکھ لیا تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خدا تعالے کی طرف سے مسیح موعود بن کر مبعوث ہوں گے چنانچہ انھوں نے جو اعلان براہین احمدیہ کی اعانت کیلئے شایع کیا اس میں لکھا ہے

تم مسیحا بنو خدا کے لئے

اگرچہ وہ اعلان بیعت سے پہلے فوت ہو گئے مگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کو بیایعین میں شریک قرار دیا اور ان کے اخلاص و عقیدت کو انعام میں داخل فرمایا۔ حضرت منشی احمد جان صاحب رضی اللہ عنہ نے اپنی اولاد اور مریدوں کو قبول سلسلہ کی وصیت فرمائی اور خدا کے فضل و کرم سے آپ کا سارا خاندان سلسلہ احمدیہ میں شریک اور صدق و وفا کے اعلےٰ مقام پر ہے اور حضرت موصوف کی صاحبزادی صغریٰ بیگم صاحبہ کو یہ شرف حاصل ہوا کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریک سے اس جلیل القدر انسان کے نکاح میں آئیں جس کی نسبت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے

چہ خوش بودے اگر ہر یک ز امت نور دیں بودے
ہمیں بودے اگر ہر دل از پر نور یقیں بودے

اور جس کے اخلاص و ایثار اور قربانی کا یہ ثمرہ اس دنیا میں ہوا کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد آپ کے خلیفہ اول منتخب ہوئے۔

اور حضرت منشی احمد جان رضی اللہ عنہ کی نواسی کو یہ شرف حاصل ہوا کہ ایک وہ خلیفہ کی بیٹی اور دوسرے خلیفہ کی اہلیہ ہوں

میں سمجھتا ہوں اس قدر تعارفی نوٹ کافی ہے تفصیل انشاء اللہ کتاب تعارف میں آئے گی جس کی پہلی جلد اللہ تعالیٰ نے توفیق دی تو اس سال شائع ہوگی۔ اب میں ان کے نام کے مکتوبات درج کرتا ہوں وباللہ التوفیق۔

حضرت منشی احمد جان صاحب رضی اللہ عنہ کے نام

(۱) مخدومی مکرمی اخویم منشی احمد جان صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہٗ بعد ہذا آں مخدوم کے دونوں عنایت نامہ مع اشتہار پہنچ گئے جزاکم اللہ احسن الجزاء۔ خداوند کریم آپ صاحبوں کی کوشش میں برکت ڈالے اور آپ کو وہ اجر بخشے جو آپ کے خیال سے باہر ہو آں مخدوم نے جو کچھ اس عاجز کی اپنی نسبت لکھا ہے وہ عاجز کے دل میں ہے۔ مشت خاک کی کیا حقیقت ہے کہ کچھ دعوے کرے۔ یا زبان پر لاوے۔ لیکن اگر خداوند کریم نے چاہا اور توفیق بخشی تو حضرت احدیت میں عاجزانہ دعا کروں گا۔ آپ اپنے کام میں جہاں تک ممکن ہو سرگرمی سے متوجہ ہوں۔ کیونکہ ایسی محبت مستحق ہوتی ہے اور حصہ چہارم کے صفحہ ۵۱۹

میں ایک الہام یہ ہے من ربکم علیکم واحسن الی احبابکم۔ یہ الہام اگرچہ بصورت ماضی ہے لیکن اس سے استقبال مراد ہے اور اس کے یہ معنی ہیں کہ خدا تعالیٰ تم پر احسان کرے گا اور تمہارے دوستوں سے نیکی کریگا اور پھر حصہ چہارم صفحہ ۲۴۲ میں الہام ہوا وبشر الذین امنوا ان لھم قدم صدق عند ربھم اس کے بھی یہی معنی ہیں کہ جو لوگ ارادت سے رجوع کرتے ہیں ان کا عمل مقبول ہے اور ان کے لئے قدم صدق ہے۔ پھر صفحہ ۲۴۱ میں ایک الہام ہے۔ ینصرک رجال نوحی الیھم من السماء یعنی تری مدد وہ کریں گے جن کے دلوں میں ہم آپ ڈالیں گے۔

سوان سب الہامات سے خوشنودی حضرت احدیت کی نسبت سمجھی جاتی ہے۔ جن کو خدا نے اس طرف رجوع بخشا ہے اس سے زیادہ ذریعہ حصول سعادت اور کوئی نہیں کہ جو مرضی مولا ہے اس کے موافق کام کیا جائے اور مولا کریم کی ایک نظر عنایت انسان کے لئے کافی ہے۔ میں یقیناً سمجھتا ہوں کہ جو اخوان مومنین اس بات کی توفیق دئے گئے ہیں۔ جو انھوں نے صدق دل سے اس احقر عباد کا انصار ہونا قبول کیا ان کے لئے حضرت احدیت کے بڑے بڑے اجر ہیں اور میں اجمالی طور پر ان کو عجیب نور سے منور دیکھتا ہوں اور میں دیکھ رہا ہوں کہ وہ نہایت سعید ہیں اور دنیا کی روشنی ہیں۔

ایک الہام حصہ چہارم کے صفحہ ۵۵۶ کی آخری سطر میں درج ہے اور وہ یہ ہے۔ وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامة۔

یہ الہام اس کثرت سے بار بار ہوا تھا جس کی تعداد خدا ہی کو معلوم ہے۔ اس میں انواع اقسام کا وعدہ ہے۔

غرض کریم میزبان تب کسی کو اپنی طرف بلاتا ہے کہ جب اس کے طعام کا بندوبست کر لیتا ہے۔ اور وہی لوگ اس کے خوانِ نعمت پر بلائے جاتے ہیں جن کو اس عالم الغیب نے اپنی نظرِ عنایت سے چن لیا ہے۔

سو جن کو اس نے پسند کر لیا ہے اُن کو وہ رد نہیں کرے گا۔ اور ان کے خطیات کو معاف فرمائے گا۔ اور ان پر راضی ہوگا۔ کیونکہ وہ کریم و رحیم اور بڑا وفادار اور نہایت ہی محسن مولیٰ ہے۔ فسبحان اللہ وبحمدہٖ سبحان اللہ العظیم۔

(۶ مارچ ۱۸۸۴ء ، ۸ جمادی الاول ۱۳۰۱ھ)

(نوٹ) اس مکتوب میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرۃ مطہرہ اور تعلق باللہ کی ایک شان نمایاں ہے۔ اور آپ کی جماعت کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بشارات کے وعدہ ہیں جن کو آج ہم پورا ہوتے دیکھتے ہیں الحمد للہ علیٰ ذالک۔

(۲) مخدومی مکرمی اخویم منشی احمد جان صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہٗ بعد ہذا کارڈ آں مخدوم پہنچا سوال آپ کی طرف سے یہ ہے کہ اس کارِ خیر میں کتنے لوگ بصدقِ دل ساعی ہیں۔ سو واضح ہو کہ آں مخدوم کے سوا چار آدمی ہیں کہ ارادت اور حسنِ ظن سے ساعی ہیں پٹیالہ میں منشی عبدالحق صاحب اکونٹنٹ دفتر نہر سرہند۔ ڈیرہ غازی خاں میں منشی الٰہی بخش صاحب اکونٹنٹ پشاور میں

مولوی غلام رسول صاحب صدر قانون گو انبالہ میں منشی محمد بخش صاحب
ان چاروں صاحبوں نے سعی میں کچھ فرق نہیں کیا۔ منشی عبدالحق صاحب
نے سب سے پہلے اس کار خیر کی طرف قدم رکھا۔ اور جانفشانی سے کام
کیا۔ اور ان کی کوشش سے لاہور اور انبالہ اور کئی ایک شہروں میں
خریداری کتاب کی ہوئی۔ اور اب بھی وہ بدستور سرگرم ہیں۔ کچھ حاجت
کہنے کہلانے کی نہیں۔ منشی الٰہی بخش صاحب نے سعی اور کوشش میں کچھ
دریغ نہیں کیا۔ اور منشی محمد بخش صاحب بھی بدل وجان مصروف ہیں۔
اور ان کی سعی سے بہت مدد پہنچی۔ یہ چاروں صاحب دلی مخلص ہیں۔
اور حتی الوسع اپنی خدمت ادا کر چکے ہیں۔ مگر پھر سے دوبارہ منشی عبدالحق صاحب
و منشی الٰہی بخش صاحب کو لکھا ہے۔ اور میں یقین رکھتا ہوں کہ وہ سعی میں
کچھ فرق نہ کرینگے اور نہ کیا ہے۔

اور ان کے سوا دو تین آدمی اور بھی ہیں کہ جنھوں نے حسب مقدار جوش
اپنے کچھ خدمت کی ہے۔ مگر بہتر ہے کہ ان کی اسی قدر خدمت پر قناعت
کی جائے۔ تا موجب کسی ابتلاء کا نہ ہو۔"

(۱۵ مارچ سنہ ۱۸۸۴ء م ۱۶ جمادی الاول سنہ ۱۳۰۱ھ)

ضروری نوٹ

مندرجہ بالا مکتوب کے متعلق مجھے نہایت درد دل کے ساتھ
ایک ضروری امر کا اظہار کرنا پڑتا ہے۔ اور یہ مقام خوف ہے۔ جن
بزرگوں کا اس مکتوب میں حضرت اقدس نے ذکر فرمایا ہے۔ سوائے
مولوی غلام رسول صاحب کے میں تینوں بزرگوں سے ذاتی واقفیت

رکھتا ہوں۔ یہ لوگ مولوی عبداللہ غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کے ملنے
والوں میں سے تھے۔ جہاں تک ظاہر کا تعلق ہے۔ ان کی زندگیاں
حتیٰ الوسع شریعت کے مطابق تھیں۔ صوم صلوٰۃ کے پابند تھے۔
حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ابتدائی زمانے میں فدائیوں میں سے
تھے۔ اور ہر خدمت کو بجالانا اپنی سعادت اور خوش بختی سمجھتے تھے
بعض حالتوں میں طبع کتب کے سلسلے میں یا اور ایسی ہی دینی ضرورتوں
کے لئے حضرت اقدس منشی الٰہی بخش یا عبدالحق سے قرض بھی لے لیا کرتے
تھے۔ اُس وقت یہ اپنے اخلاص میں بے نظیر تھے لیکن حضرت کے
دعوے مسیحیت کی ابتداء تک اُن کی یہی حالت چلی گئی۔ منشی الٰہی بخش صاحب
کو الہام ہونے کا دعویٰ تھا۔ لیکن ان کی طبیعت میں خشونت اور
ضد بے حد تھی۔ رفتہ رفتہ ان میں تکبر اور رعونت پیدا ہونے
لگی۔ میں اس وقت ساری داستان نہیں لکھ سکتا۔ اگرچہ میں پورے
طور سے شاہد عینی کے طور پر اس سے واقف ہوں۔ اس تکبر اور
رعونت نے انھیں حق سے دور ڈالنا شروع کر دیا۔ آخری مرتبہ وہ
منشی عبدالحق کو ساتھ لیکر قادیان آئے۔ اور حضرت اقدس سے
ملاقات کی اور اپنے الہام وغیرہ سناتے رہے۔

شام کے وقت بغیر کسی ارادے اور تجویز کے حضرت مخدوم
الملّۃ مولانا مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے
حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے سوال کیا کہ بلعم حضرت موسیٰ علیہ السلام
کے مقابلے میں باوجود اپنی نیکی کے کیوں رد کر دیا گیا؟
اس پر حضرت اقدس نے ایک تقریر کی لیکن منشی الٰہی بخش نے

یہ سمجھا کہ مجھ کو ملہم یا عور بنایا گیا۔ اس غصے میں پیچ و تاب کھاتا ہو
آخر وہ یہاں سے چلا گیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے انہی ایا
میں ضرورت امام شائع کی۔ لیکن وہ بھی الٰہی بخش کے زلغ کا علا
نہ کر سکی بلکہ یضل بہ کثیرا کا باعث ہوگئی۔ آخر وہ اس سلسلے سے
کٹ گیا۔ اور اس نے مخالفت پر کمر باندھی۔ مگر اس کا جو دردناک
انجام ہوا۔ وہ بہت عبرت انگیز ہے اس کا کچھ ذکر میرے مکرم مخ
مخلص بھائی بابو فضل دین صاحب اور سیہر نے ایک علمی ستاہد
حیثیت سے لکھا ہے۔ میرا مقصد اس واقعہ کے بیان کرنے سے
صرف اس قدر ہے۔ کہ انسان اپنی خدمات پر نہ اترائے۔ بلکہ مومن
کا خاصہ ہے کہ جس قدر اسے نیکی کی توفیق ملتی ہے۔ اسی قدر وہ ترساں
ہوتا ہے۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ ان لوگوں نے حضرت
ابتدائی زمانے میں بڑی خدمات کیں مگر خدا جانے کہ ان کے ساتھ ا
نفس کی کیسی بری ملونی تھی کہ ان کا خاتمہ قابل افسوس ہوا۔
منشی عبدالحق کی طبیعت الٰہی بخش سے متغائر واقع ہوئی تھی
مگر اسے اس کی دوستی نے تباہ کیا۔
بابو محمد صاحب آخیر وقت تک سلسلے میں رہے گو انکو کچھ شکوک
سلسلے کے بعض اخراجات کے متعلق پیدا ہوگئے تھے۔ انھوں نے کبھی
تعلق کو نہ توڑا۔ اور آخیر وقت تک اسے قائم رکھا۔ پس

مقام خوف ہے

انسان اپنی نیکی اور خدمت پر اترائے نہیں وہ ہمیشہ حسن خاتمہ کی
دعا کرتا رہے۔ اس مقصد سے میں نے اس عبرت انگیز واقعہ کو لکھا۔
دعرفانی

(۳۳) مخدومی مکرمی اخویم منشی احمد جان صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ۔ وجزاکم اللہ خیرالجزا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آں مخدوم کا عنایت نامہ پہنچا۔ خداوند کریم کے احسانات کا شکر ادا نہیں ہو سکتا جس نے اس احقر العباد کے لیے ایسے دلی احباب میسر کئے جن کا وجود اس ناچیز کے لیے موجب عزت وفخر ہے۔ خداوند کریم آپ کو خوش وخرم رکھے۔ اور آپ کو ان دلی توجہات کا اجر بخشے۔ یہ عاجز سخت ناکارہ اور حقیر ہے۔ اور حضرت ارحم الراحمین کا سراسر منت اور احسان ہے کہ اس نالائق پر بغیر ایک ذرہ استحقاق کے تفضلات کثیرہ کی بارش کر رہا ہے۔ قصور پر قصور پاتا ہے اور احسان پر احسان کرتا ہے۔ اور ظلم پر ظلم دیکھتا ہے۔ اور انعام پر انعام کرتا ہے۔ فی الحقیقت وہ نہایت رحیم وکریم ہے۔ ایسی زبان کہاں سے لاؤں جو اس کا شکر ادا کر سکوں! یہ عاجز ہیچ اور ذلیل اور بے بضاعت اور سراسر مفلس ہے۔ اس نے خاک میں مجھے پایا اور اٹھالیا۔ اور نالائق محض دیکھا۔ اور میری پردہ پوشی کی۔ میرے ضعف پر نظر کر کے مجھ کو آپ قوت دی۔ اور میری نادانی کو دیکھ کر مجھ کو آپ علم بخشا۔ میرے حال پر وہ عنایتیں کیں جن کو میں گن نہیں سکتا۔ اور اس کی عنایات کا ایک یہ ظہور ہے کہ آپ جیسے بزرگ بھائیوں کے دلوں میں اس احقر کی محبت ڈال دی۔ سو اسکے احسانات سے تعلق ہے کہ اس حب کو ترقی دے گا۔ اور وہ ان سب پر فضل کرے گا۔ جن کو اس ملک میں منسلک کیا ہے۔

اس خط کے تحریر کے بعد یہ شعر کسی بزرگ کا الہام ہوا ؎

ہرگز نمیرد آں کہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

(۲۸ مارچ ۱۸۸۳ء م ۱۹ جمادی الاول ۱۳۰۰ھ)

(نوٹ) اس مکتوب سے ظاہر ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دل پر محبت و عظمت الٰہی کا بے انتہا غلبہ ہے اور اپنی فروتنی مسکینی اور خاکساری کا کمال بھی نمایاں ہے الٰہی تفضلات اور انعامات پر شکر گزاری کی روح آپ کے اندر بول رہی ہے۔ اور جو عشق و محبت آپ کو حضرت باری عزاسمہ سے ہے اسکی صداقت اس الہام باری سے ہوتی ہے جو اس مکتوب کی تحریر کے بعد آپ کو ہوا۔ ہے

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

یہ الہام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی غیر فانی اور ابدی زندگی اور دنیا میں شہرت دوام اور امٹ ہونے کی عظیم الشان پیشگوئی کو لیے ہوئے ہے۔ آج ساٹھ برس بعد اس کی شہادت روئے زمین کے بسنے والے ہر ملک اور ہر قوم میں دے رہے ہیں۔ اور دنیا کی ہر زبان میں یہ نام مبارک پہونچ چکا ہے۔ اللھم صل علے محمد و علی آل محمد و بارک وسلم۔

(۴) از عاجز عاید باللہ الصمد غلام احمد۔ باخویم مخدوم و مکرمی منشی احمد جان صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ۔ بعد السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

عنایت نامہ آں مخدوم پہنچا۔ اس عاجز کی غرض پہلے خط سے حج بیت اللہ کے بارے میں صرف اسی قدر تھی۔ کہ سامان سفر میسر

ہونا چاہیئے۔ اب چونکہ خدا تعالے نے زاد راہ میسر کر دیا اور عزم
مصمم ہے۔ اور ہر طرح سامان درست ہے۔ اس لئے اب یہ
دعا کرتا ہوں کہ خداوند کریم آپ سے یہ عمل قبول فرمائے۔
اور آپ کا یہ قصد موجب خوشنودی حضرت عز اسمہ ہو۔ اور آپ
خیر و عافیت اور سلامتی سے جاویں اور خیر و عافیت اور سلامتی
سے بہ تحصیل مرضات اللہ واپس آویں۔ آمین یا رب العالمین۔
اور انشاء اللہ یہ عاجز آپ کے لئے بہت دعا کرے گا۔ اور آپ کے
پچیس ۲۵ روپے پہنچ گئے ہیں۔ آپ نے اس ناکارہ کی بہت مدد کی ہے
اور خالصاً للہ اپنے قول اور فعل اور خدمت سے حمایت اور نصرت
کا حق بجا لائے۔ جزاکم اللہ خیر الجزاء احسن الیکم فی الدنیا والعقبیٰ۔
یہ عاجز یقین رکھتا ہے کہ آپ کا یہ عمل بھی حج سے کم نہیں ہوگا۔
انشاء اللہ تعالے دل تو آپ کی اس قدر جدائی سے محزون اور مغموم
رہے گا۔ لیکن آپ جس دولت اور سعادت کو حاصل کرنے کیلئے
جاتے ہیں اس فوز عظیم پر نظر کرنے سے انشراح خاطر ہے۔
خدا تعالیٰ آپ کا حافظ اور حامی رہے۔ اور یہ سفر من کل الوجوہ
مبارک کرے۔ آمین

اس عاجز ناکارہ کی ایک عاجزانہ التماس یاد رکھیں کہ جب
آپ کو بیت اللہ کی زیارت بفضل اللہ تعالے میسر ہو تو اس
مقام محمود مبارک میں اس احقر عباد اللہ کی طرف سے انہیں لفظوں
سے مسکنت و غربت کے ہاتھ بحضور دل اٹھا کر گزارش کریں کہ:
اے ارحم الراحمین! ایک تیرا بندہ عاجز و ناکارہ پر خطا

اور نالائق غلام احمد جو تیری زمین ملک ہند میں ہے۔ اس کی یہ عرض ہے کہ اے ارحم الراحمین تو مجھ سے راضی ہو۔ اور میرے خطیات اور گناہوں کو بخش کہ تو غفور اور رحیم ہے۔ اور مجھ سے وہ کرا جس سے تو بہت ہی راضی ہو جائے۔ مجھ میں اور میرے نفس میں مشرق اور مغرب کی دوری ڈال۔ اور میری زندگی اور میری موت اور میری ہر ایک قوت جو مجھے حاصل ہے اپنی ہی راہ میں کرا اور اپنی ہی محبت میں مجھے زندہ رکھ اور اپنی ہی محبت میں مجھے مار۔ اور اپنے ہی کامل محبین میں اٹھا۔ اے ارحم الراحمین جس کام کی اشاعت کے لئے تو نے مجھے مامور کیا ہے اور جس خدمت کے لئے تو نے میرے دل میں جوش ڈالا ہے اس کو اپنے ہی فضل سے انجام تک .... اور عاجز کے ہاتھ سے حجت اسلام مخالفین پر اور ان سب پر .... جو اسلام کی خوبیوں سے بے خبر ہیں پوری کر اور اس عاجز اور .... اور مخلصوں اور ہم مشربوں کو مغفرت اور مہربانی کے .... حمایت میں رکھ کر دین اور دنیا میں ان کا متکفل .... اور سب کو اپنے دار الرضا میں پہنچا۔ اور اپنے .... اور اس کے آل و اصحاب پر زیادہ سے زیادہ درود و سلام نازل کر۔ آمین یارب العلمین۔

یہ دعا ہے جس کے لئے آپ پر فرض ہے کہ ان ہی الفاظ سے بلا تبدل و تغیر بیت اللہ میں حضرت ارحم الراحمین میں اس عاجز کی طرف سے کریں۔ والسلام۔ خاکسار غلام احمد ۱۳۰۳ء

(نوٹ) یہ خط آپ نے حضرت منشی احمد جان رضی اللہ عنہ کو جب کہ وہ حج بیت اللہ کے لئے جا رہے تھے اور آپ نے جیسا کہ

مکتوب مبارک سے ظاہر ہے بیت اللہ میں اس دعا کے لیئے تاکید
کی تھی چنانچہ حضرت صوفی احمد جان رضی اللہ عنہ نے اپنی جماعت کیساتھ
بیت اللہ اور عرفات میں دعا کی۔
اس سال حج اکبر ہوا یعنی جمعہ کے دن حج سے فراغت پاکر بخیر و عافیت
جیساکہ حضرت اقدس نے تحریر فرمایا تھا۔ واپس تشریف لائے اور گیارہ
بارہ روز زندہ رہ کر ۱۳۰۳ھ میں خود ہانہ میں وفات پائی۔ یہ اس دعا
کی قبولیت کا ایک نشان ہے۔ حضرت اقدس نے منشی صاحب کی
بخیر و عافیت واپسی کے لیئے دعا کی تھی۔ اس دعا کی قبولیت تو
ان کی مع الخیر واپسی سے ظاہر ہے۔ اور یہی ثبوت ہے۔ کہ دعا جو اس
خط میں درج ہے۔ وہ بھی قبول ہوئی۔ اور بعد کے واقعات اور
حالات نے اس کی قبولیت کا مشاہدہ کرا دیا۔

کافی ہے سوچنے کو اگر اہل کوئی ہے

اِس خط کے بوسیدہ ہوجانے کی وجہ سے کچھ حصہ اُڑ گیا ہے۔
یہاں نقطے دیدیئے ہیں۔ مگر یہ ضائع شدہ الفاظ مضمون کے مطالعہ
سے معلوم ہوسکتے ہیں۔ تقاضائے ادب مجھے مجبور کرتا ہے کہ میں
ان الفاظ کو (جو سیاق و سباق عبارت سے بآسانی سمجھ میں آسکتے
ہیں) اپنی طرف سے نہ لکھوں۔ بہرحال حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی
دعا آپ کی سیرت آپ کے ایمان علی اللہ اور جوش تبلیغ اور قبولیت
دعا پر ایمان کے مختلف شعبوں کو ظاہر کرتی ہے۔
(عرفانی کبیر)

یہ خط حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت میں ایک مبسوط باب کا متن ہے۔ میں ناظرین کرام سے بار بار درخواست کروں گا۔ کہ وہ اس کو پڑھیں کہ کیا یہ اس قلب کی تصویر ہو سکتی ہے جس کو کاذب اور مفتری کہا جاتا ہے؟ یا اس ضمیر پرتنویر کا مرقع ہے جو غیر فانی جوش اپنے قلب میں رکھتا ہے۔ اور وہ اس شعور سے بول رہا ہے کہ خدا نے اسے کھڑا کیا ہے۔ اور اس کی زندگی کا مقصد صرف ایک ہے کہ

میرا مولیٰ مجھ سے راضی ہو جائے

اگر یہ صحیح ہے اور ضرور صحیح ہے تو اس کے بعد اس کی تکذیب مجھے تو کیا نتیجہ پیدا کرے گی۔ یہی وہ دعا ہے جن کے لئے خدا تعالیٰ نے اس پر شعر الہام کیا ہے

دلم می بلرزد چو یاد آورم
مناجات شوریدہ اندر حرم

حضرت نواب علی محمد خان (رضی اللہ عنہ) آف جھجر کے نام

تعارفی نوٹ

حضرت نواب علی محمد خان صاحب آف جھجر (جو فتنۂ غدر کے بعد لودہانہ آکر مقیم ہو چکے تھے) جھجر کے حکمراں خاندان میں سے تھے ۱۸۵۷ء کے غدر کے بعد جھجر کے خاندان پر بھی الزام آیا اور اس کا نتیجہ اس خاندان کا عزل تھا نواب علی محمد خاں صاحب لودہانہ آکر آباد ہوئے اور انھوں نے اپنی رہائش کے لئے ایک عالی شان کوٹھی معہ باغ تعمیر کی۔ اور اسکے ساتھ ہی ایک مسجد عبادت کے لئے اور ایک سرائے تعمیر کی تاکہ وہ آمدنی کا ذریعہ ہو۔ راقم الحروف خاکسار عرفانی کو بفضلہ تعالیٰ نواب مرحوم سے سعادت ملاقات و ہم نشینی اس وقت سے حاصل ہوئی جب کہ وہ ۱۸۸۱ء میں لودہانہ کے بورڈ سکول کا ایک طالبعلم تھا اور روزانہ ظہر کی نماز ان کی مسجد میں پڑھا کرتا تھا اور نواب صاحب باقاعدہ شریک جماعت ہوتے تھے سرائے میں ایک مدرسہ عربیہ بھی قائم تھا جس کی صدر مدرسی حضرت مولوی عبد القادر صاحب رضی اللہ عنہ کے سپرد تھی اسی عہد کے بعض یاراں قدیم الحمد للہ سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شریک ہو گئے جیسے حضرت مولوی ابو البقاء ابراہیم صاحب بقاپوری اور ان کے برادر محترم حضرت مولوی محمد اسماعیل صاحب رضی اللہ عنہ۔

حضرت نواب محمد علی محمد خاں صاحب ایک نہایت دیندار۔ خدا ترس مخیر اور شب زندہ دار بزرگ تھے۔ غدر کے حوادث اور انقلابات نے ان کی طبیعت میں دنیا کی بے ثباتی اور دنیوی شان و شوکت اور مال و منال کی حقیقت کو نمایاں کر دیا تھا۔ غدر کے مصائب اور انقلابات نے انھیں یقین

دلادیا تھا کہ مسلمانوں کا نفاصرف مسلمان ہوکر رہنے میں ہے۔ اگرچہ
جیسا کہ ان کے واقف کاروں نے بتایا کہ وہ ہمیشہ سے ایک پرہیزگار اور
متقی انسان تھے مگر اس انقلاب کے بعد ان کی زندگی میں بھی ایک غیر معمولی
انقلاب پیدا ہوا۔ اور انکا اکثر وقت عبادت ذکر الٰہی اور مطالعہ کتب وغیرہ
میں گذرتا تھا اور حمایت اسلام کی اعانت میں اکثر جلسے ان کے ہی
مکان پر ہوا کرتے تھے۔ وہ ایک لمبے قد کے خوش رو انسان تھے اور
ان کے چہرہ کو دیکھکر ہی ان کی متقیانہ زندگی کا اثر ہوتا تھا۔ ڈاڑھی
کو حنا کرتے تھے لباس نہایت سادہ ہوتا تھا اور چلتے پھرتے ذکر الٰہی
میں مصروف رہتے تھے چونکہ پرانی طرز کے صوفی تھے اس لئے ہر وقت
تسبیح ہاتھ میں رہتی تھی۔ نہایت خوش اخلاق ملنسار۔ منکسر المزاج اور
خندہ پیشانی رکھتے تھے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے آپ کی ارادت ۱۳۰۲ھ / ۱۸۸۴ء
میں شروع ہوئی۔ اور یہ براہین احمدیہ کا اثر تھا۔ نواب صاحب خود
صاحب علم تھے اور علوم عربیہ دینیہ اور تصوف کے ماہر تھے۔ میر
عباس علی صاحب (اللہ تعالیٰ ان کی خطاؤں کو معاف کرے) اسوقت
بڑے سرگرم معاونین میں سے تھے اور ان معاونین کی جماعت میں نواب
علی محمد خاں بھی پیش پیش تھے بلکہ سچ تو یہ ہے کہ اس وقت تک اس
پایہ کا کوئی آدمی بھی حضرت اقدس کے ارادت مندوں میں شریک
نہ ہوا تھا۔

اس لئے کہ گو اس وقت ان کی وہ خاندانی حکومت کا جاہ و جلال
باقی نہ تھا مگر ابھی اس دور حکومت کے اثرات باقی تھے اور وہ اپنی خاندانی

عظمت کے علاوہ اپنی عملی زندگی اور ہمدردی اسلام کے سچے جوش کیوجہ سے مشار الیہ تھے۔

چونکہ حضرت قاضی خواجہ علی صاحب کی شکرموں کا اڈا پاس ہی تھا اور وہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے بڑے بے ریا اور مخلص اور جان نثار اور دلیر انسان تھے اکثر نواب صاحب کے ہاں ان کی نشست و برخاست رہتی۔ اور حضرت اقدس کے حالات اور تازہ واقعات کا تذکرہ رہتا نواب صاحب کو حضرت اقدس کے ساتھ غایت درجہ کا عشق اور محبت تھی اس لئے کہ انھوں نے خود اپنی ذات میں ان نشانات و آیات کا مشاہدہ کیا تھا جو خدا کے مرسلوں کے سوا کسی اور کو نہیں دئے جاتے۔ حضرت اقدس نے ان نشانات کا اپنی تصانیف میں بھی ذکر فرمایا ہے اور ان خطوط میں بھی جو میں ذیل میں درج کر رہا ہوں بعض نشانات کا ثبوت ملیگا۔ نواب علی محمد خان صاحب بیعت اولی میں شریک تھے اور سابقین الاولین کی اس جماعت میں ممتاز تھے۔ چونکہ صوفی مشرب تھے اور حضرت صاحبزادہ سراج الحق صاحب جمالی نعمانی کے خاندان سے بھی انھیں ارادت و عقیدت تھی اس لئے صاحبزادہ صاحب جب بھی لودیانہ آتے ان کے ہاں ہی قیام فرماتے ان کے خاندان کے بعض لوگ پیر صاحب کے سلسلے میں مرید بھی تھے۔ اگرچہ اس تعارفی نوٹ کا مقصد سوانح حیات کا بیان نہیں تاہم میں اس نوٹ کو بھی درج کر دینا ضروری سمجھتا ہوں جو صاحبزادہ مرحوم نے مغفور نواب صاحب کے متعلق اپنے سفرنامہ میں لکھا ہے تا کہ احباب کو ایسے بزرگ کے لئے جو سلسلہ کی بنیادی اینٹوں میں سے ایک ہیں اور جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اور

حضرت اقدس جن سے محبت رکھتے تھے دعا کی خاص تحریک ہو اور میں اذکروا موتاکم بالخیر کے ارشاد کی تعمیل کا ثواب حاصل کرسکوں و باللہ التوفیق۔

نواب صاحب موصوف حکمت اور تصوف میں اور علوم شرعیہ میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔ اور خصوصاً تصوف میں ایسی معرفت رکھتے تھے کہ میں نے سینکڑوں درویش صوفی دیکھے مگر یہ معلومات اور یہ دستگاہ نہیں دیکھی۔ نواب صاحب اہل اللہ کے بڑے معتقد تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق جانباز تھے ہر وقت درود شریف پڑھتے رہتے۔ باوجود اس قدر وسیع معلومات اور تصوف میں ماہر ہونے کے حضرت اقدس علیہ السلام سے اعلیٰ درجہ کا عشق تھا اور پورا اعتقاد رکھتے تھے۔ نواب صاحب اکثر کہا کرتے تھے کہ جو بات میں نے حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی میں دیکھی۔ وہ کسی میں نہیں دیکھی۔ بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اگر کوئی شخص ہے تو یہی ہے۔ اس کی تحریر میں نور اور ہدایت اس کے کلام میں اس کے چہرہ میں نور ہی نور ہے۔ ایک روز میں نے نواب صاحب سے اپنا کشف بیان کیا جو آگے آئے گا۔ تو اس کو سن کر نہایت خوش ہوئے اور وہ کشف لوگوں سے بیان کیا اور وہ کشف حضرت اقدس کی تصدیق میں تھا۔

حضرت اقدس علیہ السلام بھی کبھی کبھی نواب صاحب سے ملنے جایا کرتے تھے اور نواب صاحب بھی آپ سے ملنے کے لئے اکثر آیا کرتے تھے۔

نواب صاحب کے انتقال کے وقت حضرت اقدس علیہ السلام ہوشیارپور میں تشریف رکھتے تھے۔ بوقت انتقال نواب صاحب نے

دعا و سلامتی ایمان اور نجات آخرت کے لیے ایک آدمی حضرت اقدس کی
خدمت میں بھیجا اور جوں جوں وقت آتا جاتا تھا۔ آدھ آدھ گھنٹہ اور
دس دس منٹ کے بعد آدمی بھیجتے رہے اور کہتے رہے کہ میں بڑا خوش
ہوں کہ آپ میرے آخیر وقت میں لودھیانہ تشریف رکھتے ہیں اور مجھے
دعا کرانے کا موقع ملا۔ پھر بیہوشی طاری ہوگئی۔ لیکن جب ذرا ہوش
آتا تو کہتے کہ حضرت مرزا صاحب کی خدمت میں آدمی جائے اور دعا عاقبت بخیر
اور اچھے انجام کے لئے عرض کرے۔ اور جب حالت نزاع طاری ہوئی تو
یہ وصیت کی کہ میرے جنازہ کی نماز حضرت مرزا صاحب پڑھائیں۔ تاکہ
میری نجات ہو۔ ادھر حضرت اقدس بھی نواب صاحب کے لئے بہت
دعائیں کرتے رہے اور ہر بار آدمی سے یہی فرماتے رہے کہ ہاں ہاں
تمہارے واسطے دعائیں کیں۔ اور کر رہا ہوں۔ اور یہ وصیت نماز جنازہ
بھی حضرت اقدس تک پہنچا دی اور نواب صاحب مرحوم کا انتقال ہوگیا
جب نواب صاحب کا انتقال ہوا تو نواب صاحب کے اقربا۔ انکی اولاد
اور بھائی مولویوں کے زیر اثر اور مرعوب تھے۔ اور مولوی محمد اور
مولوی عبداللہ اور مولوی عبدالعزیز یہ تینوں حضرت اقدس علیہ السلام
کے مکفر اور مکفرین اولین میں سے تھے۔ تینوں یہود صفت بلکہ ان سے
بھی بڑھ چڑھ کر تھے اور اس وقت سے مکفر اور سخت مخالف تھے کہ
جب سے براہین احمدیہ شائع ہوئی تھی تمام مولوی خاموش یا موافق
تھے۔ مگر یہ بدقسمت اور ایک بدبخت مولوی غلام دستگیر قصوری مخالف
تکفیر کے علاوہ سب وشتم کرنے والے تھے اور ان مولویوں کی یہ عادت
تھی کہ جو مولوی درویش لودھیانہ میں آیا اور ان سے مل لیا تو خیر اور

جو نہ ملا تو بس اُس کو کفر کا نشانہ بنایا۔ یہ تینوں شاخ مولوی اِس آیت کے مصداق تھے کہ اِنْطَلِقُوْا اِلٰى ظِلٍّ ذِىْ ثَلٰثِ شُعَبٍ لَّا ظَلِيْلٍ وَّلَا يُغْنِىْ مِنَ اللَّهَبِ ۔ چلو اُس تین رخے سایہ کی طرف جس میں [illegible] ہے اور نہ گرم لپٹ سے بچاؤ کی کوئی صورت ہے۔ [illegible] زمانہ میں حضرت اقدس علیہ السلام کی مخالفت میں ایک قیامت برپا کر رکھی تھی۔ اِن مولویوں کو بھی خبر نواب صاحب کی وصیت نماز جنازہ پہنچ چکی تھی۔ اِن مولویوں اور معتقدوں نے نواب صاحب کے اقربا کو کہلا بھیجا کہ اگر مرزا امام موعود علیہ السلام [illegible] جنازہ پر آیا تو ہم اور کوئی مسلمان جنازہ پر نہ آئیں گے۔ اور تم پر کفر کا فتوےٰ لگ جائے گا۔ اور آئندہ تم میں سے جو مرے گا تو نماز جنازہ کوئی نہ پڑھے گا۔ وہ بیچارے ڈر گئے اور یہ خیال نہ کیا کہ ان بیہودہ صفت مولویوں کی کیا مجال ہے کہ ایسا کر سکیں کیا یہ ہمیشہ زندہ رہیں گے۔ اور کیا اور کوئی بندہ خدا کا نماز جنازہ پڑھانے والا نہ ملیگا۔ اور حضرت اقدس علیہ السلام کے مرید لودہانہ میں نہیں ہیں۔ اِن کی کمزوری اور ضعف ایمانی نے اِن کو ڈبو دیا۔ وہ مرحوم بھی ان سے متنفر تھا اور جب ان مولویوں کا ذکر کبھی مرحوم کے روبرو کوئی کرتا تو مرحوم کی پیشانی پر بل پڑ جاتے تھے۔ اور وہ اُن کو بدتر سے بدتر خیال کرتا تھا۔ اِن اشر الناس مولویوں کی نماز سے تو بے نماز ہی جنازہ رہتا تو بہتر تھا اس لئے کہ مسیح وقت علیہ السلام خود دعائیں کر چکا۔ اور مرحوم دعائیں کرا چکا۔ اور نماز جنازہ بھی تو ایک دعا ہی ہے۔ ایمان ایک ایسی شئے بے بہا ہے کہ کوئی شئے اس کو دور نہیں کر سکتی۔ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام

فرمایا کرتے تھے کہ اگر کوئی ایمان پر اس دنیا سے رخصت ہو تو کوئی اسکو بول و براز میں پھینکدے تو اس کا کچھ نہیں بگڑتا۔ اور اگر کوئی بے ایمان مرے تو کیسے ہی اُس کو عطر و گلاب میں رکھے تو اس کو کچھ فائدہ نہیں پہنچتا۔ پھر یہ حدیث شریف پڑھتے۔ اَلْقَبْرُ رَوْضَۃٌ مِّنْ رِیَاضِ الْجَنَّۃِ اوحُفْرَۃٌ مِّنْ حُفَرِ النِّیْرَانِ۔

الغرض حضرت اقدس نے نواب صاحب کے جنازہ کی نماز اپنے مکان پر پڑھی اور دعاء مغفرت و رحمت بہت کی۔ جنازہ کی نماز جو حضرت اقدس علیہ السلام پڑھاتے تھے سبحان اللہ کیسی عمدہ اور باقاعدہ موافق سنت پڑھاتے تھے۔

مکتوب نمبر ۵/۱

(اوپر کا نمبر سلسلہ کا ہے اور نیچے کا مکتوب الیہ کے نام مکتوبات کا عرفانی نمبر)

مخدومی مکرمی عنایت فرمائے این عاجز نواب صاحب
علی محمد خاں صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ بعد ہذا اس عاجز نے ماہ صفر ۱۳۰۱ میں آپ کے حق میں بہت دعائیں کیں۔ اور میں اُمید نہیں رکھتا کہ کوئی گدا حضور کریم میں اس قدر دعائیں کر کے بھی محروم رہے۔ سو اگرچہ تعین نہیں ہوگی۔ مگر امید واثق ہے کہ خداوند کریم آپ کے حال پر جس طرح چاہے گا کسی نہ نہج رحم کرے گا۔ وھو ارحم الراحمین۔

میں نے قریب صبح کے کشف کے عالم میں دیکھا کہ ایک کاغذ میرے

سامنے پیش کیا گیا اس پر لکھا ہے کہ ایک ارادت مند لدھیانہ میں ہے۔ پھر اس کے مکان کا مجھے پتہ بتایا گیا جو مجھے یاد نہیں۔ اور پھر اس کی ارادت اور قوت ایمانی کی یہ تعریف اسی کاغذ میں لکھی ہوئی دکھائی اصلہا ثابت وفرعہا فی السماء مجھے معلوم نہیں۔
وہ کون شخص ہے۔ مگر مجھے شک پڑتا ہے کہ شاید خداوندکریم آپ ہی میں وہ حالت پیدا کرے۔ یا کسی اور میں واللہ اعلم بالصواب۔
اپنی خیر و عافیت سے اطلاع بخشیں۔ والسلام

الراقم عاجز غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور

(مورخہ ۱۸ر جنوری ۱۸۸۳ء)

نوٹ۔ اس نوٹ میں حضرت حجتہ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو لودہانہ کے ایک شخص کے اخلاص و ارادت کے متعلق اطلاع دی گئی ہے۔ اگرچہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس کا پتہ نشان بتا دیا تھا مگر اپنی مشیت خاصہ کے تحت اسے بھلا دیا۔ ایک وقت میں آپ اس کا مصداق میر عباس علی صاحب کو بھی سمجھتے رہے اس وجہ سے کہ وہ خدمت دین میں بظاہر کامل اخلاص و ارادت کا اظہار کر رہا تھا۔ لیکن اس کے انجام نے ثابت کر دیا کہ وہ اس کا مصداق نہ تھا اور حضرت اقدس کے اس مکتوب سے پتہ چلتا ہے کہ آپ نے نواب علی محمد خاں آف جھجر کو بھی اس کا مصداق سمجھا اور واقعات نے اس کی تصدیق کی کہ وہ آخر وقت تک اخلاص و ارادت کا ایک پیکر بنا رہا۔

حضرت اقدس نے جنوری ۱۸۸۳ء میں ہی ایک مکتوب میر عباس علی صاحب کے نام لکھا تھا جو مکتوبات احمدیہ کی جلد اول میں مکتوب نمبر ۳ کے

عنوان سے طبع ہوا ہے اس میں فرمایا

"خصوص ایک عجیب کشف سے جو مجھ کو ۳۰ دسمبر ۱۸۸۲ء
بروز شنبہ کو یکدفعہ ہوا۔ آپ کے شہر کی طرف نظر لگی ہوئی
تھی اور ایک شخص نامعلوم الاسم کی ارادت صادقہ خدا
نے میرے پر ظاہر کی جو باشندہ لودہانہ ہے اس عالم
کشف میں اس کا تمام پتہ و نشان سکونت بتلا دیا جواب
مجھ کو یاد نہیں رہا صرف اتنا یاد رہا کہ سکونت خاص
لودہانہ اور اس کے بعد اس کی صفت میں یہ لکھا ہوا پیش
کیا گیا۔

سچا ارادت مند اصلہا ثابت و فرعہا فی السماء

یعنی اس کی ارادت اتنی قوی اور کامل ہے کہ جس میں نہ کچھ تزلزل ہے
نہ نقصان بعض لوگ میر عباس علی صاحب کے ارتداد پر اور اب بھی کبھی
اعتراض کر دیتے ہیں کہ اس کے متعلق یہ الہام ہوا تھا یہ غلط ہے لودہانہ کے
کسی شخص کے متعلق ہوا تھا اور اس کا نام و پتہ اللہ تعالے نے بتلا کر پھر آپ
کے حافظہ سے اسے محو کر دیا۔ اور ۱۸ جنوری ۱۸۸۳ء کو جو مکتوب آپ نے
نواب علی محمد خاں صاحب کے نام لکھا اس میں آپ نے اپنا خیال نواب صاحب
میں ہی اس حالت کے پیدا ہو جانے کا ظاہر فرمایا اور واقعات نے بتایا کہ
اسکے مصداق نواب علی محمد خاں رضی اللہ عنہ ہی تھے۔

اس مکتوب سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ نواب صاحب کے تعلقات حضرت اقدس
سے ۱۸۸۳ء سے پہلے قائم ہو چکے تھے اور یہ زمانہ تالیف براہین احمدیہ ہے۔

(عرفانی کبیر)

مکتوب نمبر ۶/۲

یہ حصہ مکتوب بنام میر عباس علی صاحب کے مکتوب کا ایک حصہ تھا مگر چونکہ نواب صاحب کے متعلق تھا اس لئے میں نے اسے علیحدہ نمبر دیکر یہاں درج کر دیا (عرفانی کبیر)

نواب صاحب کے بارے میں جو آپ نے دریافت فرمایا ہے اس کی حقیقت یہ ہے کہ نواب صاحب کے لئے یہ عاجز ایک مدت تک بہت تضرع سے دعا کرتا رہا ہے۔ ایک مرتبہ خواب میں دیکھا کہ نواب صاحب کی حالت غم سے خوشی کی طرف مبدل ہوگئی ہے۔ اور آسودہ حال و شکر گزار ہیں۔ اور نہایت عمدگی اور صفائی سے یہ خواب آئی۔ اور یہ خواب بطور کشف تھی۔ چنانچہ اسی صبح نواب صاحب کو اس خواب کی اطلاع دی گئی۔ پھر ایسا اتفاق ہوا کہ ایک صاحب الٰہی بخش نام اکونٹنٹ نے جو اس کتاب کے معاون ہیں کسی اپنی مشکل میں دعا کے لئے درخواست کی۔ اور بطور خدمت پچاس روپے بھیجے۔ اور جس روز خواب آئی۔ اس دن سے دو چار دن پہلے ان کی طرف سے دعا کے لئے الحاح ہو چکی تھی۔ دیگر یہ عاجز نواب صاحب کے لئے مشغول تھا۔ اس لئے ان کے لئے دعا کرنے کو کسی اور وقت پر موقوف رکھا۔ جس روز نواب صاحب کے لئے بشارت دی گئی۔ تو اس دن خیال آیا کہ آج منشی الٰہی بخش کے لئے بھی توجہ سے دعا کریں۔ سو بعد نماز عصر وقت صفا پایا۔ اور دعا کا ارادہ کیا گیا۔ تو پھر بھی دل نے یہی چاہا کہ اس دعا میں نواب صاحب کو بھی شامل کر لیا جائے۔ سو اس وقت نواب صاحب اور منشی الٰہی بخش دونوں کیلئے دعا کی گئی۔

بعد دعا اسی جگہ الہام ہوا کہ نجی ھما من الغم یعنی ہم ان دونوں کو غم سے نجات دیں گے۔ چونکہ یہ عاجز اسی دن صبح کے وقت نواب صاحب کی خدمت میں خط روانہ کر چکا تھا اور بذریعہ رویائے صادقہ نواب صاحب کو بہت تسلی دی گئی تھی۔ اسی لئے اسی خط پر کفایت کی گئی۔ اور منشی الٰہی بخش کو اس الہام سے اطلاع دی گئی۔ اور بروقت صدور اس الہام کے چند نمازی موجود تھے۔ اور اتفاقاً دو ہندو ملاوامل اور شرمپت نامی بھی کہ جو اکثر آیا جایا کرتے ہیں۔ عین اس وقت پر موجود تھے۔ ان کو بھی اسی وقت اطلاع دی گئی اور کئی مہمان آئے ہوئے تھے۔ ان کو بھی خبر دی گئی۔ پھر چند روز کے بعد نواب صاحب کا خط آگیا۔ کہ سرائے کا کام جاری ہو گیا ہے۔ سو چونکہ یہ دعا اسی کام کے لئے کی گئی تھی۔ پھر اطلاع دینا فضول سمجھا گیا۔ مگر خداوند کریم کا بڑا شکر ہے کہ مجمع کثیر میں یہ الہام ہوا۔ اور جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے عین الہام کے صدور کے وقت دو ہندو موجود تھے۔ جن کو اسی وقت مفصل بتایا گیا۔ اور دوسرے نمازیوں کو بھی خبر دی گئی۔ اور منشی الٰہی بخش کو بھی لکھا گیا۔

نواب علی محمد خان صاحب کی ارادت اور محبت اور دلی توجہ اور اخلاص قابل تعریف ہے۔ خدا تعالیٰ ان کو ہر غم سے خلاصی بخشے۔ اور حسن عاقبت عطا فرمائے۔ آپ نواب صاحب کو بھی اطلاع دیں۔ کہ مالیرکوٹلہ سے نواب ابراہیم علی خان صاحب والئے مالیرکوٹلہ کے ایک سررشتہ دار کا خط آیا کہ وہ مبلغ پچاس روپے بطور امداد بھیجیں گے۔ مگر ابھی نہیں آئے۔

مکتوب نمبر ۳

مخدومی مکرمی حضرت والا شان نواب صاحب بالقابہ دام ظلہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہٗ۔ بعد ہذا والانامہ آنحضرت عین انتظار میں اس احقر العباد کو پہنچا۔ خداوند کریم کے لطف و احسان کا شکریہ ادا کیا جاوے۔ جس نے اس ناچیز کی دعا کو قبول فرمایا الحمد للہ ثم الحمد للہ۔ آں مخدوم کا منی آڈر بھی پہنچ گیا۔ جزاکم اللہ احسن الجزا واحسن الیکم فی الدنیا والاخرۃ آں مخدوم نے اپنے دلی اعتقاد سے بہت کچھ مدد فرمائی خدا تعالیٰ نے آپ کو خوش و خرم رکھے۔ اور آپ کی عمر و عزت اور عافیت میں برکت اور ترقی بخشے۔ حضرت خداوند کریم کی قبولیت کی ایک یہ نشانی ہے کہ بعض اوقات آپ کی ترقیات کی مجھ کو وہ خبر دیتا رہتا ہے۔ اور پرسوں کے دن بھی ایک عجیب بات ہوئی۔ کہ ابھی آں مخدوم کا منی آڈر نہیں پہنچا تھا۔ اور نہ خط پہنچا تھا کہ ایک منی آرڈر آپ کی طرف سے برنگ زرد مجھ کو حالت کشفی میں دکھایا گیا۔ اور پھر آں مخدوم کے خط سے اس عاجز کو بذریعہ الہام اطلاع دی گئی۔ اور آپ کے ما فی الضمیر اور خط کے مضمون سے مطلع کیا گیا۔ جس میں یہ پیرایہ الہامی عبارت بطور حکایت آں مخدوم کی طرف تھا۔ میرے خیال میں یہ آپ ہی کی توجہ کا اثر ہے۔ چنانچہ یہ خط کا مضمون اور ما فی الضمیر کا منشاء تین ہندوؤں اور بہت سے مسلمانوں کو بھی بتلایا گیا۔ اور بعد ازاں آپ کا منی آرڈر اور خط بھی آ گیا۔ سو حضرت خداوند کریم کا بیش از دفعہ

آپ کے نام اور آپ کے منی آرڈر اور آپ کے خط اور آپ کے مضمون خط اور آپ کے مافی الضمیر سے مطلع فرمانا اس بات پر دلیل ہے کہ حضرت ارحم الراحمین کی آپ کے حال پر رحمت شامل ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک آں مخدوم کے لئے یہ عاجز دعا کرے گا۔ اور آپ کا دلی اعتقاد اور ربط بھی قائم مقام دعا کا ہی ہو رہا ہے۔ اور دلی دعا اور ربط کو خاص مدعا میں بہت دخل ہے اور جس سے دلی ربط اور توجہ ہو اگرچہ اس کے حق میں کسی وقت دعا نہ کرے۔ تب بھی اثر ہو جاتا ہے مجھ کو یاد ہے اور شاید عرصہ تین ماہ یا کچھ کم و بیش ہوا ہے کہ اس عاجز کے فرزند نے ایک خط لکھ کر مجھ کو بھیجا کہ جو میں نے امتحان تحصیلداری کا دیا ہے اس کی نسبت دعا کریں کہ پاس ہو جائے اور بہت کچھ انکسار اور تذلل ظاہر کیا کہ ضرور ہی دعا کریں۔ مجھ کو وہ خط پڑھ کر بجائے دعا کے غصہ آیا کہ اس عاجز نے وہ خط پڑھتے ہی تمام تر نفرت اور کراہت چاک کر دیا۔ اور دل میں کہا کہ دنیوی غرض اپنے مالک کے پیش کروں۔ اس خط کے چاک کرتے ہی الہام ہوا "پاس ہو جاوے گا"۔ وہ عجیب الہام بھی اکثر لوگوں کو بتایا گیا۔ چنانچہ وہ لڑکا پاس ہوگیا۔ فالحمد للہ۔ سو خداوند کریم کی عالیشان درگاہ میں نازک آداب ہیں جب کوئی عرض آداب کے مطابق صادر ہوتی ہے تو قبول ہو جاتی ہے اور ربط محبت و اعتقاد کرنا ان معاملات میں بہت کچھ دخل ہے صاحب محبت اور ارادت سے بہت سے ایسے آفات اور مکروہات بباعث عین محبت دور کئے جاتے ہیں کہ اس کی اس کو خبر نہیں ہوتی۔ نواب صاحب مالیر کوٹلہ کا ایک

کچھ روپیہ نہیں آیا۔ مناسب ہے کہ آں مخدوم تاکیدی طور پر ان کو یاد دلائیں۔ والسلام۔

خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان

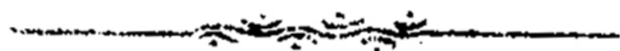
(۱۱؍مئی ۱۸۸۳ء)

(نوٹ) اس مکتوب میں جس لڑکے کا ذکر آپ نے فرمایا ہے وہ حضرت مرزا سلطان احمد صاحب رضی اللہ عنہ آپ کے سب سے بڑے بیٹے تھے ان ایام میں وہ نائب تحصیلدار تھے۔ اس مکتوب میں آپ نے دعا کی قبولیت کے لئے یہ بھی ایک گُر بتایا ہے کہ تعلقات اور ربط ایک ایسی چیز ہے جس کا قبولیت دعا سے بہت بڑا تعلق ہے۔
نواب علی محمد خاں مرحوم اس خط کو اپنی نوٹ بک میں رکھتے تھے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت اور آپ کے مقام قرب کے اظہار کے لئے ہر اس شخص کو دکھاتے تھے جن سے وہ حضرت اقدس کا ذکر کرتے وہ آپ کی دلایل صداقت میں اپنے اس ذاتی نشان کا ذکر فرماتے تھے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس نشان کا ذکر اپنی کتاب نزول المسیح کے نشان نمبر ۹۳ میں کیا ہے اس کو میں یہاں اس لئے درج کر رہا ہوں کہ تا ہر اپنے والے کا ایمان بڑہے۔ اور جس روگ کے اٹھائے جانے کا ذکر ہے۔ مکتوب نمبر ۳ میں اس کے متعلق صاف ذکر موجود ہے۔

علی محمد خاں صاحب نواب جھجر نے لدھیانہ میں ایک غلہ منڈی بنائی تھی کسی شخص کی شرارت کے سبب اُن کی منڈی بے رونق ہوگئی اور بہت نقصان ہونے لگا تب انھوں نے دعا کیلئے میری طرف

رجوع کیا لیکن پیشتر اس کے کہ نواب صاحب کے طرف سے میرے
پاس کوئی خط اس خاص امر کے لیے دعا کے بارے میں آتا میں نے
اللہ تعالیٰ کے طرف سے یہ خبر پائی کہ اس مضمون کا خط نواب
موصوف کی طرف سے آرہے گا چنانچہ میں نے اس واقعہ کی خبر
اپنے خط کے ذریعے سے نواب محمد علیخاں مرحوم کو قبل از وقت
دیدی اور ایسا اتفاق ہوا کہ اس طرف سے تو میرا خط روانہ ہوا
اور اسی دن اُن کے طرف سے اُسی مضمون کا خط میری طرف روانہ
ہو گیا جو میں نے خواب میں دیکھا تھا جس کی روانگی کی میں نے اسی
وقت اُن کو خبر دیدی تھی کہ گویا ایک ہاتھ سے انھوں نے
ڈاک میں چھٹی ڈالی اور دوسرے ہاتھ سے وہی خط میرا انکو مل گیا
جس میں اُس روانہ شدہ چھٹی کا مع مضمون اس کے ذکر تھا
تب تو نواب محمد علیخاں خط کو پڑھ کر ایک عالم سکتہ میں آگئے
اور تعجب کیا کہ یہ راز کا خط جس کو میں نے ابھی ڈاک میں روانہ کیا
کیونکہ اس کا حال ظاہر کیا گیا اس علم غیب نے اُن کے ایمان کو
بہت قوت دی چنانچہ انھوں نے بارہا مجھے جتلایا کہ اس خط سے خدا
پر میرا ایمان بہت بڑھ گیا اُس خط کو وہ ہمیشہ اپنی کتاب جیبی میں بطور
تبرک رکھا کرتے تھے ایک مرتبہ انھوں نے خلیفہ محمد حسین کو بھی
جو وزیر اعظم پٹیالہ تھے بڑی تعجب سے وہ خط دکھایا اور موت سے
ایک دن پہلے پھر اس خط کو مجھے دکھلایا کہ میں نے اپنی جیبی کتاب
میں رکھ لیا تھا اور اس نشان کے ساتھ دوسرا نشان یہ ہے کہ جب
عالم کشف میں ان کا دوسرا خط مجھ کو ملا جس میں بہت بے قراری

ظاہر کی گئی تھی تو میں نے اس جواب کے خط کو پڑھ کر ان کے لئے دعا کی
اور مجھ کو الہام ہوا کہ کچھ عرصہ کے لئے یہ روک اٹھا دی جاوے گی
اور ان کو اس غم سے نجات دی جاوے گی۔ یہ الہام ان کو اسی
خط میں لکھ کر بھیجا گیا تھا جو زیادہ تر تعجب کا موجب ہوا جس کے
وہ الہام جلد تر پورا ہوا اور تھوڑے دنوں کے بعد ان کی منڈی
بہت عمدہ طور پر بارونق ہو گئی اور روک اٹھ گئی۔ اس نشان میں
دو نشان ظاہر ہوئے اول قبل از وقت اطلاع دینا کہ ایسا واقعہ
پیش آنے والا ہے۔ دوئم قبولیت دعا سے اطلاع ہونا کہ منڈی
پھر بارونق ہو جائے گی لہ۔



لہ۔ خواجہ صاحب نے اس واقعہ کو اپنی نوٹ بک میں درج کیا تھا اور محمد حسین شاہ
صاحب وزیر پٹیالہ کو بھی تیرہ سال قبل اپنی کتاب دکھائی تھی۔ وزیر صاحب کی مجلس میں
بیٹھنے والے لوگ اور لدھیانہ کے کئی آدمی اس واقعہ کے گواہ ہیں۔

۴ ایک گشتی مکتوب

یہ ایک مکتوب ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بظاہر حضرت حکیم الامۃ مولوی نورالدین خلیفۃ المسیح اولؓ کے نام بشیر اول کی وفات پر لکھا تھا مگر اس مکتوب کی متعدد نقول میاں شمس الدین ساکن قادیان (جو حضرت اقدس کے استاد اول میاں فضل الٰہی کے بیٹے تھے۔ ابتداً اور عموماً حضرت اقدس کے مسودات کو خوشخط صاف کیا کرتے تھے) نے کی تھیں اور حضرت اقدس نے ایک نقل لودہانہ، کپور تھلہ کے احباب اور بعض بعض احباب کو روانہ فرمائی تھیں۔ میں نے حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ کے مکتوبات میں اسے چھوڑ دیا تھا اس لئے کہ وہ حقانی تقریر کے مضمون کا خلاصہ تھا اور میں نے اس جلد کے آخر میں اس کا ذکر بھی کیا تھا لیکن چونکہ یہ مکتوب متعدد احباب کو بھیجا گیا تھا اس لئے میں اس متفرق مکتوبات کے سلسلے میں اسے شائع کر دینا ضروری سمجھتا ہوں تاکہ وہ سلسلے کے ریکارڈ میں محفوظ ہو جاوے۔ اس مکتوب میں حضرت نے بعض احباب کے اخلاص خاص کا ذکر ان الفاظ میں فرمایا ہے کہ "یہ بشیر درحقیقت ایک شفیع کی طرح پیدا ہوا اور اس کی موت ان سچے مومنوں کے گناہوں کا کفارہ ہے جن کو اس کے مرنے پر شدید غم ہوا۔ یہاں تک کہ بعض نے کہا کہ اگر ہماری ساری اولاد مر جاتی اور بشیر جیتا رہتا تو ہمیں کچھ رنج نہ تھا"۔

یہ بزرگ جس نے اس اخلاص کا اظہار کیا وہ حضرت منشی محمد خانصاحب افسر بگھی خانہ کپورتھلہ رضی اللہ عنہ تھے نور اللہ مرقدہ۔

حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ ہمیشہ حضرت منشی محمد خانصاحب کے اس اخلاص پر رشک فرمایا کرتے تھے اور بار بار فرمایا کہ بشیر اول کی وفات پر جو شخص ہم سب سے آگے نکل گیا وہ محمد خان تھا رضی اللہ عنہ حقیقت میں یہ بڑا فضل اور بڑا اکرم رب کریم کا ان پر تھا اور اس اخلاص و عقیدت کا ایک بین ثبوت دنیا نے دیکھ لیا کہ انکی وفات پر اللہ تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بشارت دی کہ

اولاد سے نیک سلوک کیا جائیگا

چنانچہ سب کے سب معزز و خوشحال ہوئے اور اپنے اپنے رنگ میں اخلاص کا بہترین نمونہ ہیں اب میں اس مکتوب کو درج کر دیتا ہوں غور سے پڑھو اور مصلح موعود (جس کو خدا نے اب ظاہر کر دیا ہے) کے مقام اور شان کو سمجھو۔ (عرفانی کبیر)

ایک عام مکتوب

۲

از عاجز عاید باللہ الصمد غلام احمد۔ بخدمت اخویم مخدوم و مکرم مولوی حکیم نور الدین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ۔ بعد از سلام علیکم و رحمۃ اللہ برکاتہ۔

عنایت نامہ پہنچا۔ آپ کا لفظ لفظ قوت ایمانی پر شاہد ناطق ہے
عادت اللہ قدیم سے جاری ہے کہ وہ اپنے بندوں کو بغیر آزمائش
کے نہیں چھوڑتا۔ اور ایسے ایمان کو قبول نہیں کرتا۔ جو آزمائش سے
پہلے انسان رکھتا ہے اگر بشیر احمد کی وفات میں ایک عظیم الشان
حکمت نہ ہوتی۔ تو خدا تعالیٰ ایسا رحیم و کریم تھا۔ کہ اگر بشیر عظم رمیم
بھی ہوتا۔ تب بھی اس کو زندہ کر دیتا۔ مگر اللہ جل شانہ نے یہی چاہا
تا اس کے ذریعہ سے کام پورے ہوں۔ جن کا اس نے ارادہ کیا ہے۔
بشیر احمد کی وفات کا حادثہ ایسا امر نہیں ہے۔ کہ جو ایک صفا باطن اور
دانا انسان کی ٹھوکر کھانے کا باعث ہو سکے جب بشیر پیدا ہوا۔
تو اس کی پیدائش کے بعد صدہا خطوط پنجاب اور ہندوستان سے
اس مضمون کے پہنچے۔ کہ آیا یہ وہی لڑکا ہے۔ جس کے ہاتھ پر لوگ
ہدایت پائیں گے۔ تو سب کو یہی جواب دیا گیا۔ کہ اس بارہ میں صفائی
سے ابتک کوئی الہام نہیں ہوا۔ ہاں گمان غالب ہے۔ کہ یہی ہو
کیونکہ اس کی ذاتی بزرگی الہامات میں بیان کی گئی ہے۔ ایسے
جوابات کی یہ بھی وجہ ہے۔ کہ خدا تعالیٰ نے اس پسر متوفی کے
استعدادی کمالات اس عاجز پر کھول دئے تھے۔ اور اس بنا پر
قیاسی طور پر گمان کیا گیا تھا۔ کہ غالباً یہی مصلح موعود ہے۔ کیونکہ
ذاتی استعداد اور مقدس اور مطہر ہونے کی حالت جو اس کی
پیدائش کے بعد الہامات میں بیان کی گئی۔ وہ مصلح موعود کے برابر بلکہ
اس سے کہیں بڑھ کر تھی۔ مگر پیدائش کے بعد ایسا الہام نہیں ہوا۔ کہ یہی
مصلح موعود اور عمر پانے والا ہے۔ اور اسی تصفیہ کی غرض سے سرخ نیز

کے چھاپنے میں توقف درتوقف ہوتی گئی۔

الہامات جو اس پسر متوفی کی نسبت اس کی پیدائش کے بعد ہوئے ان سے خود مترشح ہوتا ہے۔ کہ وہ خلق اللہ کے لئے ایک ابتلاء عظیم کا موجب ہوگا۔ جیسا کہ یہ الہام۔ انا ارسلناک شاھداً ومبشراً ونذیراً۔ کصیبٍ من السّماءِ فیہ ظلمات و رعد و برق۔ پس اس الہام میں صاف فرمادیا۔ کہ وہ ابر رحمت ہے۔ مگر اس میں تاریکی ہے۔ اس تاریکی سے وہی آزمائش کی تاریکی مراد ہے۔ جو لوگوں کو اس کی موت سے پیش آئی۔ اور ایسے سخت ابتلاء میں پڑ گئے۔ جو ظلمات کی طرح تھا۔ سچ ہے۔ اور بالکل سچ۔ کہ یہ عاجز اجتہادی غلطی سے اس خیال میں پڑ گیا تھا۔ کہ غالباً یہ لڑکا مصلح موعود ہوگا۔ جس کی صفائی باطنی اور روشنی استعداد اور تطہر اور پاکیزگی کی اس قدر تعریف کی گئی ہے۔ مگر اجتہادی غلطی کوئی ایسا امر نہیں ہے کہ نفس الہام پر کوئی دھبہ لگا سکے۔ ایسی غلطیاں اپنے مکاشفات کے سمجھنے میں نبیوں سے بھی ہوتی رہی ہیں۔ باایں ہمہ جب لوگ پوچھتے رہے۔ کہ کیا یہ لڑکا مصلح موعود ہے۔ تو ان کو یہی جواب دیا گیا۔ کہ ہنوز یہ امر قیاسی ہے۔ چونکہ خدا تعالےٰ نے ارادہ کیا تھا۔ کہ لوگوں کو ایک ابتلاء عظیم میں ڈالے۔ اور سچوں اور کچوں میں فرق کر کے دکھلا دے۔ اس وجہ سے یہ عاجز کہ ایک ضعیف بشر ہے۔ اس ارادہ کا مغلوب ہوگیا۔ اور یوں ہوا۔ کہ اس لڑکے کی پیدائش کے بعد اس کی طہارت باطنی اور صفائی استعداد کی تعریف بس الہام میں بیان کی گئیں۔ اور پاک نور اللہ اور ید اللہ اور مقدس اور بشیر اور خدا باما ست۔ اس کا نام رکھا گیا۔ سو ان الہامات نے یہ

خیالات پیدا کئے کہ غالباً یہ وہی مصلح موعود ہوگا۔ مگر پیچھے سے کھل گیا۔ کہ مصلح موعود نہ تھا۔ مگر مصلح موعود کا بشیر تھا۔ اور روشن فطرتی اور کمالات استعدادیہ میں بہت بڑھا ہوا تھا اور وہ ہزاروں مومنوں کے لیئے جو اس کی موت کے غم میں شریک ہوتے۔ بطور فرط کے ہوگا۔ بس یہ نہیں کہ وہ بے فائدہ آیا۔ بلکہ خدا تعالیٰ نے ظاہر کر دیا۔ کہ اس کی موت عظیم الشان ابتلاء کا ایک بھاری حلہ تھا۔ وہ ان کو جو اس حملہ کی برداشت کر گئے۔ عنقریب ایک تازہ زندگی بخشے گی۔ اور اپنی حالت میں وہ ترقی کر جائیں گے۔ یہ بشیر درحقیقت ایک شفیع کی طرح پیدا ہوا۔ اور اس کی موت ان سچے مومنوں کے گناہوں کا کفارہ ہے۔ جن کو اس کے مرنے پر محض للہ غم ہوا۔ یہاں تک کہ بعض نے کہا کہ اگر ہماری ساری اولاد مرجاتی۔ اور بشیر جیتا رہتا۔ تو ہمیں کچھ رنج نہ تھا۔ بس کیا ایسے لوگوں کے گناہوں کا وہ کفارہ نہ ہوگا۔ کیا ایسوں کے لئے وہ پاک اور معصوم شفیع نہیں ٹھہریگا ضرور ٹھہریگا۔ اور اس کی موت نے ایسے مومنوں کو زندگی بخشی ہے۔ غرض وہ مومنوں اور ثابت قدموں کیلئے جو اس کی موت کے غم میں محض للہ شریک ہوئے۔ ایک ربانی مبشر تھا۔ اللہ جل شانہ کے انزال رحمت اور روحانی برکت کے بخشنے کے لیئے کئی طریقے ہیں۔ سو بشیر کی موت مومنوں کو برکت دینے کیلئے ان طریقوں میں سے ایک عمدہ طریقہ ہے۔ گو کوئی شخص اس عاجز پر اعتقاد رکھے یا نہ رکھے۔ اور اس ضعیف کو ملہم سمجھے یا نہ سمجھے۔ مگر بشیر کی موت سے اگر محض للہ اس کو غم پہنچا ہے۔ تو بلا شبہ اور اس کے لئے فرط اور شفیع ہوگا۔

یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں کہ جو
بظاہر ایک لڑکے کی بابت پیشگوئی سمجھی گئی تھی۔ درحقیقت وہ ۲ لڑکوں کی
بابت پیشگوئی تھی۔ یعنی اشتہار مذکور کی پہلی یہ عبارت کہ خوبصورت پاک
لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے۔ اس کا نام عنموائیل اور بشیر بھی ہے۔ اس
کو مقدس روح دی گئی ہے۔ وہ رجس سے (یعنے گناہ سے) پاک ہے۔
وہ نور اللہ ہے مبارک ہے۔ جو آسمان سے آتا ہے۔ یہ تمام عبارت
اس پسر متوفی کے حق میں ہے۔ اور مہمان کا لفظ جو اس کے حق میں
استعمال کیا گیا ہے۔ یہ اس کی چندروزہ زندگی کے طرف اشارہ ہے
کیونکہ مہمان وہی ہوتا ہے۔ جو چند روز رہکر چلا جاوے۔ اور دیکھتے
دیکھتے رخصت ہو جائے۔ اور بعد کا فقرہ مصلح موعود کے طرف اشارہ
ہے۔ اور اخیر تک اسی کی تعریف ہے۔ چنانچہ آپ کو اور اجمالاً سب
کو معلوم ہے کہ بشیر کی موت سے پہلے۔ ۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء کے اشتہار میں
یہ پیشگوئی شائع ہو چکی ہے۔ کہ ایک اور لڑکا پیدا ہونے والا ہے جو
اولوالعزم ہوگا۔ اور ۸ اپریل ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں وہ فقرہ الہامی
جو انھوں نے کہا کہ آنے والا ہی ہے۔ یا ہم دوسرے کی راہ تکیں۔
اسی کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ اور بشیر کی موت سے پہلے آپ قادیان
میں ملاقات کے لئے تشریف لائے۔ تو زبانی بھی اس آنے والے
لڑکے کے بارے میں آپ کو الہام سنا دیا گیا۔ یعنے یہ کہ ایک
اولوالعزم پیدا ہوگا۔ یخلق ما یشاء وہ حسن اور احسان میں تیرا نظیر
ہوگا۔ سو الہام الہٰی نے پہلے سے ظاہر کر دیا۔ کہ لڑکا ایک نہیں بلکہ دو ہیں۔
اور کسی مدت تک یہی اجتہادی غلطی رہی کہ لڑکا ایک ہی سمجھا گیا۔ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء

پیشگوئی جو لڑکے کی بابت تھی۔ وہ درحقیقت دو پیشگوئیوں پر مشتمل تھی۔
جو غلطی سے ایک سمجھی گئی۔ اور پھر بعد میں بشیر کی موت سے پہلے خود الہام
نے اس غلطی کو رفع کر دیا۔ اگر الہام اس غلطی کو بشیر کی موت سے پہلے رفع نہ کرتا
تو ایک غبی کو شبہات پیدا ہونے ممکن تھے۔ مگر اب کوئی گنجائش شبہ کی
نہیں۔ حضرت مسیح نے اجتہادی طور پر بعض اپنی پیشگوئیوں کو ایسے طور سے
سمجھ لیا تھا کہ اس طور سے وقوع میں نہیں آئیں۔ اور حضرات حواریاں
بھی جو عیسائیوں کے نبی کہلاتے ہیں۔ کئی دفعہ پیشگوئیوں کے سمجھنے میں
غلطی کرتے رہے۔ حالانکہ ان غلطیوں سے ان کی شان میں کچھ فرق نہیں آتا
اجتہادی غلطی جیسے کبھی علماؤں کو پیش آتی ہے۔ ایسے ہی علماء باطن کو بھی
پیش آجاتی ہے۔ اور پاک دل آدمی ان امور سے ذرہ بھی متغیر نہیں ہوتے
خدا تعالیٰ اپنے برگزیدہ بندوں کو ایسی حالت میں کب چھوڑتا ہے۔ اور
اپنے انوار کو صرف اسی حد تک کب ختم کر دیتا ہے۔ بلکہ بعض وقت کی یہ
اجتہادی غلطی خلق اللہ کے لئے موجب نفع عظیم کی ہوتی ہے۔ اور جب
فرستادہ الٰہی کی سچائی کی کرنیں چاروں طرف سے کھلنی شروع ہوتی ہیں۔
تب سالک کے لئے یہ اجتہادی غلطی ایک دقیق معرفت کا نکتہ معلوم
ہوتا ہے۔ جس شخص کو خدا تعالیٰ سے کچھ غرض نہیں۔ اور معرفت الٰہی سے کچھ
واسطہ نہیں۔ اور اس کا دین محض ہنسی اور ٹھٹھا ہے۔ اور اس کا مبلغ علم
صرف موٹی باتوں اور سطحی خیالات تک محدود ہے۔ ایسے شخص کی نکتہ چینی
اور اعتراضات کیا حقیقت رکھتے ہیں۔ وہ حباب کی طرح جلد گم ہو جاتے
ہیں اور نور حقانیت اور برہان صداقت جب پورا پورا اپنا پرتو دکھلاتے ہیں
تو ایسے ظلماتی اعتراضات کہ ایک غبی اور مردہ دل کے منہ سے نکلتے ہیں

ساتھ ہی ایسے معدوم ہو جاتے ہیں۔ کہ گویا وہ کبھی ظہور پذیر نہیں ہوئے تھے۔
محجوب لوگ جیسے خدا تعالےٰ کو شناخت نہیں کر سکتے۔ ایسے ہی اس کے
خالص بندوں کی شناخت سے قاصر ہیں۔ اور ایسوں کو اپنے ایمان اور
اپنی معرفت کے پورا کرنے کی پرواہ بھی نہیں ہوتی۔ وہ کبھی آنکھ اٹھا کر نہیں
دیکھتے۔ کہ ہم دنیا میں کیوں آئے۔ اور ہمارا اصلی کمال کیا ہے۔ جس کو
ہمیں حاصل کرنا چاہیئے۔ وہ صرف رسم اور عادت کے طور پر مذہب کے
پابند رہتے ہیں۔ اور صرف رسمی جوش سے قوم کے حامی یا مذہب کے ریفارمر
بن بیٹھے ہیں۔ وہ کبھی اس طرف خیال بھی نہیں کرتے۔ کہ سچا یقین حاصل
کرنے کے لئے کیا کرنا چاہیئے۔ اور کبھی اپنی حالت کو نہیں ٹٹولتے۔ کہ وہ
کیسے سچائی کے طریق سے گری ہوئی ہے۔ اور تعجب یہ کہ وہ آپ تو حق کے
بھوکے اور پیاسے نہیں ہوتے۔ با ایں ہمہ یہ مرض ایسی طبیعت ثانی کا
حکم ان میں پیدا کر لیتی ہے۔ کہ وہ اسی مرض کو صحت سمجھتے ہیں۔ اور اب
اس کی تائید میں زور دیتے ہیں۔ کہ اگر ممکن ہو تو ہر گز بدوں کو بھی اپنی اس
حالت کی طرف کھینچ لاویں۔ سو ایسوں کے اعتراضات کچھ چیز نہیں۔ ہمارے
نزدیک اگر وہ مسلمان بھی کہلاویں بلکہ مولوی اور فاضل عالم کے نام سے
موسوم کئے جائیں تب بھی ان کا ایمان ایک ایسی حقیر چیز ہے۔ جس سے
ہر ایک طالب عالی ہمت بالطبع متنفر ہوگا۔ ہم ایسے لوگوں سے جھگڑنا
نہیں چاہتے۔ اور ان کا اور اپنا تصفیہ فیصلہ کے دن پر چھوڑتے ہیں۔
اور لکم دینکم ولی دین کہہ کر ان کو رخصت کرتے ہیں۔
یہ بالکل سچ اور سراسر سچ ہے۔ کہ سچا رجوع اور سچا یقین بجز
سچی معرفت کے جو آسمان سے نازل ہوتی ہے۔ بالکل غیر ممکن ہے۔

یہ کام مجرد عقلی دلایل سے ہرگز نہیں ہوسکے گا۔ وہ اتم اور اکمل مرتبۂ معرفت جو مدار نجات ہے۔ فقط عقلی دلایل سے ہرگز حاصل نہیں ہوسکتا۔ بلکہ فقط عقلی طور پر ایسے خصم کو ساکت کرنا ایک ناقص اور ناتمام فتح ہے۔ ہمیشہ حقیقی فائدہ خلق اللہ کے ایمان کو اکابر کی برکاتِ روحانیہ سے ہوتا رہا ہے اور اگر کبھی ان کی کوئی پیشگوئی کسی کے ٹھوکر کھانے کا موجب ہوئی بھی۔ تو دراصل خود اسی کا قصور تھا۔ جس نے بوجہ قلتِ معرفت عادۃ اللہ ٹھوکر کھائی۔ یہ بات ہر ایک وسیع المعلومات شخص پر ظاہر ہے کہ اپنے مکاشفات کے متعلق اکثر نبیوں سے بھی اجتہادی غلطیاں ہوئی ہیں۔ اور ان کے شاگردوں سے بھی۔ جیسا کہ حضرت ابوبکر نے بضع کے لفظ کو جو آیت سیغلبون فی بضع سنین میں داخل ہے۔ تین برس میں محدود سمجھ لیا تھا۔ اور یہ غلطی تھی جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو متنبہ کیا۔ اور اسرائیلی نبیوں کی اجتہادی[1] غلطیاں تو خود ظاہر ہیں۔ جن سے

---

[1]۔ بنی اسرائیل کے چار سو نبی نے ایک بادشاہ کی فتح کی نسبت خبر دی اور وہ غلط نکلی یعنے بجائے فتح کے شکست ہوئی۔ دیکھو سلاطین اول باب ۲۲ آیت ۱۹۔ مگر اس عاجز کی پیشگوئی میں کوئی الہامی غلطی نہیں۔ الہام نے پیش از وقوع لڑکا پیدا ہونا ظاہر کیا۔ کہ جو انسان کے اختیار سے باہر تھا۔ سو لڑکا پیدا ہوگیا۔ اور الہام نے اس لڑکے کی ذاتی فضیلتیں تو بیان کیں۔ مگر کہیں نہیں تبلایا۔ کہ وہ ضرور بڑی عمر پائے گا۔ بلکہ یہ تبلایا۔ کہ بعض لڑکے کم عمری میں فوت ہونگے دیکھو اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء ہاں الہام نے پیش از وفاتِ بشیر یہ بھی کھول دیا کہ ایک دوسرا بشیر دیا جائیگا۔ جس کا نام محمود ہے۔ دیکھو اشتہار

عیسائی بھی انکار نہیں کرسکتے۔ پس کیا بمجرد ظہور کسی اجتہادی غلطی کے ان
پاک نبیوں کے وفادار اور روشن ضمیر پیرو انھیں یہ صلاح دے سکتے
تھے۔ کہ آپ اپنے دعاوی اور پند کو صرف عقلی طریق تک محدود رکھیں۔
اور دعوے نبوت اور پیشگوئیوں کے بیان کرنے سے دستکش ہو جائیں۔
کہ یہ حق کے طالبوں کے لئے فائدہ مند چیز نہیں۔ ان بزرگوں نے ہرگز
ایسا نہیں کیا۔ کیونکہ وہ جانتے تھے۔ کہ بمقابل ان روحانی برکات کے
کہ جو خدا تعالےٰ کے پاک نبیوں سے صادر ہوتی ہیں۔ ایک آدھ اجتہادی
غلطی کوئی چیز نہیں۔ میں قطعاً و یقیناً کہتا ہوں۔ اور علٰے وجہ البصیرت
کہتا ہوں۔ کہ مجرد عقلی دلایل کا ذخیرہ اس نسیر میں اور اطمینان بخش
معرفت تک نہیں پہنچا سکتا۔ جس سے انسان بکلی خدا تعالےٰ کے طرف
منجذب ہو جاتا ہے۔ بلکہ اس مرتبہ کے حاصل کرنے کے لئے فقط آیات
آسمانی و مکالمات ربانی ذریعہ ہیں۔ اس ذریعہ کو وہی مجنون الرحمٰن
ڈھونڈتا ہے جو اپنے اندر سچی آگ تلاش کی پاتا ہے۔ اور اپنے تئیں رسمی
ایمان پر اکتفا کرکے دھوکہ دینا نہیں چاہتا۔ فقط رسمی ایمان پر خوش ہونا
ان لوگوں کا طریق ہے۔ جن کے دل محبت دنیا میں پھنسے ہوئے ہیں۔
اور جو کبھی دن کو یا رات کو اور چلتے یا پلنگ پر لیٹے ہوئے اپنے ایمان کی
آزمائش نہیں کرتے۔ کہ کس قدر اس میں قوت ہے۔ اور زبان کی چالاکی اور

بقیہ حاشیہ صفحہ (۴۶)۔ ۱۶ جولائی ۱۸۸۸ء سو اگر ابتدا میں دو لڑکیوں کو ایک لڑکا سمجھا گیا۔ تو حقیقت میں یہ کچھ غلطی نہیں۔ کیونکہ اس غلطی کو پہلے لڑکے کی موجودگی میں ہی الہام نے رفع کر دیا۔ ۱۲

شعلہ منطق نے کہاں تک ان کے دلوں کو منور کر کے سیدھی راہ پر لگا دیا
ہے۔ اور کس درجہ تک جام یقین پلا کر محبت مولیٰ بخش دی ہے۔

شاید بعض لوگ میری تقریر مندرجہ بالا کو پڑھ کر جو میں نے صفائی
استعداد اور عالی فطرتی پسر متوفی کی بابت لکھا ہے۔ اس حیرت میں پڑینگے۔
کہ جو بچہ صغر سنی میں مر جائے اس کے علو استعداد کے کیا معنے ہیں سو
میں ان کی تسکین کے لئے کہتا ہوں۔ کہ کمال استعدادی اور پاک جوہری
کے لئے زیادہ عمر پانا کچھ ضروری نہیں۔ اور یہ بات عندالعقل بدیہی ہے۔
کہ بچوں کی استعداد میں ضرور باہم تفاوت ہوتا ہے گو بعض ان میں سے
مریں یا زندہ رہیں۔ وہ اندرونی قوتیں اور طاقتیں جو انسان اس ساز خانہ
میں ساتھ لاتا ہے۔ وہ بچوں میں کبھی برابر نہیں ہوتیں۔ ایک بچہ دیوانہ سا
اور غبی معلوم ہوتا ہے۔ اور منہ سے رال ٹپکتی ہے اور ایک ہوشیار دکھائی
دیتا ہے بعض بچے جو کسی قدر عمر پاتے ہیں۔ اور مکتب میں پڑھتے ہیں۔
نہایت ذہین اور فہیم معلوم ہوتے ہیں۔ مگر عمر وفا نہیں کرتی۔ اور صغر سنی
میں مر جاتے ہیں۔ پس تفاوت استعدادات میں کس کو انکار ہو سکتا ہے۔
اور جس حالت میں صدہا بچے فہیم اور ذہین اور ہوشیار مرتے نظر آتے ہیں
تو کون کہہ سکتا ہے کہ کمالات استعدادیہ کے لئے عمر طبعی تک پہنچنا ایک
ضروری امر ہے سیدنا و مولانا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ابراہیم
اپنے لخت جگر کی نسبت بیان کرنا کہ اگر وہ جیتا رہتا۔ تو صدیق یا نبی ہوتا۔
بعض احادیث سے ثابت ہوتا ہے۔ سو اسی طرح خدائے عزوجل نے
مجھ پر کھول دیا ہے۔ کہ بشیر جو فوت ہو گیا ہے۔ کمالات استعدادیہ میں
اعلیٰ درجے کا تھا۔ اور اس کے استعدادی کمالات دوسرے عالم میں نشوونما پائینگے۔

قصیر العمر ہونا اس کے جوہر کے لئے مضر نہیں۔ بلکہ اس کا پاک آنا اور پاک جانا اور گناہ سے بکلی معصوم رہنا اس کے شرف پر ایک بدیہی دلیل ہے اور جیسا کہ الہام نے بتلایا تھا۔ کہ خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے اور وہ گناہ سے پاک ہے۔ ایسا ہی وہ مہمان کی طرح چند روز رہ کر پاکی اور معصومیت کی حالت میں اٹھایا گیا اور موت کے وقت بطور خارق عادت اس کا چہرہ چمکا۔ اور اپنے ہاتھ سے اپنی آنکھیں بند کر لیں۔ اور سو گیا۔ یہی اس کی موت تھی۔ جو معمولی موتوں سے دور اور نہایت پاک وصاف تھی۔

اس جگہ یہ بھی تحریر کے لائق ہے کہ اس کی موت سے پہلے جل شانہ نے پہلے اس عاجز کو پوری بصیرت بخش دی تھی۔ کہ یہ لڑکا اپنا کام کر چکا ہے۔ اور اب فوت ہو جائیگا۔ اسی وجہ سے اس کی موت نے اس عاجز کی قوت ایمانی کو بہت ترقی دی۔ اور آگے قدم بڑھایا۔ اس موت کی تقریب پر بعض مسلمانوں کی نسبت الہام ہوا۔ احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا امنا وھم لا یفتنون۔ قالوا تاللہ تفتؤا تذکر یوسف حتی تکون حرضا او تکون من الھالکین شاھت الوجوہ فتول عنھم حتی حین۔ ان الصابرین یوفی اجرھم بغیر حساب۔ اب خدا تعالےٰ نے ان آیات میں صاف بتلا دیا۔ کہ بشیر کی موت لوگوں کی آزمائش کے لئے ایک ضروری امر تھا۔ جو کچے تھے۔ وہ مسیح موعود کے ملنے سے نومید ہو گئے۔ اور انہوں نے کہا۔ کہ تو اسی طرح اس یوسف کی باتیں ہی کرتا رہیگا۔ یہاں تک کہ قریب المرگ ہو جائیگا۔ یا مر جائیگا۔ سو خدا تعالیٰ نے مجھے فرمایا کہ ایسا سے اپنا منہ پھیر لے۔ جب تک وہ وقت پہنچ جائے اور بشیر کی موت پر جو بعض قلم

رہے۔ اُن کیلئے بے اندازہ اجر کا وعدہ ہوا۔ یہ خدا تعالیٰ کے کام ہیں۔ اور
کوتہ بینوں کی نظر میں حیرت ناک۔

کوتہ بیں لوگ یہ بھی خیال نہیں کرتے کہ جس حالت میں اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء
میں یہ پیشگوئی شائع کی گئی تھی۔ کہ بعض لڑکے کم عمری میں فوت ہونگے تو کیا یہ
ضرور نہ تھا۔ کہ وہ پیشگوئی پوری ہوتی۔ فی الحقیقت بشیر کی خورد سالی اور اسکی
موت نے ایک پیشگوئی کو پورا کیا۔ جو اس کی موت سے تین سال پہلے کی گئی تھی۔
سو دانا کیلئے زیادہ معرفت کا یہ محل ہے نہ انکار و حیرت کا۔

اس جگہ یہ بھی یاد رکھنا چاہئے۔ کہ خدا تعالیٰ نے پسر متوفی کے اپنے
الہام میں کئی نام رکھے۔ ان میں سے ایک بشیر اور ایک عنموائیل اور ایک
خدا با ما ست و رحمت حق اور ایک ید اللہ بجلال و جمال ہے۔ اور اسکی
تعریف میں ایک الہام ہوا۔ جاءک النور وھو افضل منک یعنی
کمالات استعدادیہ میں وہ تجھ سے افضل ہے۔ کیونکہ اس پسر متوفی کو
اس آنے والے فرزند سے تعلقات شدید تھے۔ اور اس کے وجود کیلئے
یہ بطور ارہاص تھا۔ اس لئے الہامی عبارت میں جو ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء
کے اشتہار میں درج تھی۔ ان دونوں کے ذکر کو ایسا مخلوط کیا گیا۔ کہ
گویا ایک ہی ذکر ہے۔ ایک الہام میں اس دوسرے فرزند کا نام بھی بشیر
رکھا ہے۔ چنانچہ فرمایا کہ دوسرا بشیر تمہیں دیا جائیگا۔ یہ وہی بشیر ہے
جس کا دوسرا نام محمود ہے جس کی نسبت فرمایا۔ کہ وہ اولوالعزم ہوگا۔ اور
حسن و احسان میں تیرا نظیر ہوگا۔ یخلق ما یشاء۔ یہی حقیقت حال ہے۔
جو میں نے آپ کے لئے لکھی۔ و افوض امری الی اللہ واللہ بصیر بالعباد۔

الراقم۔ خاکسار غلام احمد از قادیان

احبابِ کپورتھلہ کے نام

تعارفی نوٹ

جماعت کپورتھلہ کے وہ بزرگ (جو جماعت مذکور کے بانیوں
میں سے تھے اور جنھوں نے اپنے عشق و وفا کا وہ عملی ثبوت
دیا کہ خدا کے برگزیدہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انہیں
جنت میں اپنے ساتھ ہونے کا وعدہ دیا۔ گویا یہ وہ لوگ تھے جو
عشرہ مبشرہ کے نمونے کے لوگ تھے) انکا تذکرہ تو سیرۃ صحابہ
میں انشاء اللہ ہوگا اور کسی قدر ہر ایک بزرگ کے متعلق الحکم میں مختلف
اوقات میں لکھا بھی گیا ہے یہاں صرف ان مکتوبات کا اندراج
مقصود ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے
ان مخلصین و صادقین کو لکھے۔ میری تحقیقات میں کپورتھلہ کی جماعت
کے آدم حضرت منشی ظفر احمد صاحب رضی اللہ عنہ تھے در انکے
اخلاص اور عملی زندگی نے دوسروں کو شیدائے مسیح موعود کر دیا
اور پھر یہ کہنا مشکل ہو گیا کہ کون پہلے ہے اور کون پیچھے۔ ہر ایک
اپنے اپنے رنگ میں بے نظیر اور واجب التقلید تھا اللہ تعالیٰ
ان سب پر اپنے رحم و کرم کے بادل برسائے اور جنت الفردوس
میں اعلیٰ مقامات دے اور ہمیں انکی عملی زندگی کی توفیق۔ جماعت
کپورتھلہ کے مخلصین کے نام مکتوبات بہت کم ہیں اسکی وجہ یہ ہے
کہ عشق و محبت کے یہ پروانے ذرا فرصت پاتے تو قادیان
پہنچ جاتے اور خط و کتابت کی نوبت ہی نہ آتی جہاں حضرت جاتے
یہ ساتھ جاتے تاہم جو تبرکات ان سے حاصل ہوئے وہ درج ذیل ہیں۔

(عرفانی کبیر)

(۱) حضرت منشی حبیب الرحمٰن صاحب رئیس حاجی پور کے نام

حضرت منشی حبیب الرحمٰن صاحب اور حضرت منشی ظفر احمد صاحب دو قالب و یک جان تھے حضرت منشی صاحب کے بزرگوار حاجی ولی اللہ صاحب براہین کے خریدار تھے اور ان ایام میں خوش عقیدت بھی تھے ان کی کتاب براہین احمدیہ نے حضرت ظفر المظفر (حضرت مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ منشی ظفر احمد صاحبؓ کو اسی نام سے عام گفتگو میں پکارا کرتے تھے) کو کھینچا اور پھر یہ دونوں بزرگ حضرت اقدس میں ہو کر۔

ایک ہی باپ کے توام بیٹے ہو گئے

حاجی پوراں ہی حاجی صاحب کا آباد کیا ہوا گاؤں تھا جہاں کے رئیس منشی صاحب مغفور تھے (عرفانی کبیر)

۹/۱

مشفقی مجبی اخویم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

محبت نامہ پہونچکر آپ کے تردوات کا حال دریافت کر کے بہت غم ہوا۔ دعا کرتا ہوں کہ خدا تعالےٰ آپ کو تمام تردوات سے مخلصی عطا فرماوے۔ آپ نے بہت ثواب کا کام کیا۔ کہ دس رسالے مفت تقسیم

جزاکم اللہ۔ اب عنقریب انشاء اللہ رسالہ دافع الوساوس بھی شائع ہو جائے گا۔ میں یقیناً کہتا ہوں کہ آپ کی خواب نہایت عمدہ ہے۔ منشی ظفر احمد جو موجود دیکھے اس سے مراد انشاء اللہ ظفر ہے۔ یعنی فتح آپ کو ہے۔ والسلام۔ خاکسار غلام احمد۔ ۴ر جنوری ۱۸۹۲ء

۱۰/۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہٗ و نصلی
محبی اخویم منشی حبیب الرحمٰن صاحب
السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

آپ کا محبت نامہ پہنچا۔ آپ کی علالت کی خبر سنکر تفکر ہوا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جلد صحت کامل عطا فرما دے۔ نہایت آرزو ہے کہ آپ ۲۷ر دسمبر ۱۸۹۲ء کے جلسہ میں تشریف لائیں۔ اگر آٹھ نو روز تک صحت کامل ہو جائے۔ تو آپ آ سکتے ہیں۔ امید کہ حالات خیریت آیات سے مطلع فرماتے رہیں۔ مرض کی حالت میں قصر نماز نہیں چاہیئے البتہ اگر طاقت کھڑے ہونے کی نہ ہو تو بیٹھ کر پڑھ سکتے ہیں۔ والسلام۔ ۱۹ر دسمبر ۱۸۹۲ء

۱۱/۳

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہٗ و نصلی
محبی اخویم
السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

آپ کا عنایت نامہ پہونچا۔ ڈیڑھ میل تک شہر میں اپنے گاؤں سے آنا بجز حرج کے متصور نہیں۔ چونکہ گاؤں میں مسجد ہے۔ اگر شہر کے نزدیک بھی ہے۔ تب بھی ایک محلہ کا حکم رکھتا ہے۔ کسی حدیث صحیح میں

اس ممانعت کا نام و نشان نہیں۔ بلاشبہ جمعہ جائز ہے۔ خدا تعالیٰ کے دین میں حرج نہیں۔ کتاب دافع الوساوس چھپ رہی ہے۔ والسلام

خاکسار غلام احمد ۳۰ اگست ۹۲ء

۱۲/۴ مشفقی مجبی اخویم منشی حبیب الرحمٰن صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ، عنایت نامہ پہونچکر بدریافت واقعہ ہائلہ حادثہ وفات آپ کی ہمشیرہ کے بہت غم و اندوہ ہوا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ خدا تعالیٰ آپ کو صبر بخشے۔ اور اس مرحومہ کو داخل جنت میں داخل فرمائے آمین ثم آمین باقی بفضلہ تعالیٰ سب طرح سے خیریت ہے۔ والسلام

خاکسار غلام احمد۔ ۱۷ مئی ۹۲ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی

۱۳/۵ مجبی مشفقی اخویم السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ مدت کے بعد آپکا عنایت نامہ مجھکو ملا۔ ایک رسالہ آپکے نام روانہ ہوگیا ہے۔ دافع الوساوس بعد اس کے شائع ہوگا۔ زیورات کی نسبت جو آپ نے دریافت کیا ہے۔ یہ اختلافی مسئلہ ہے۔ مگر اکثر علماء اس طرف گئے ہیں کہ جو زیور مستعمل ہو اسکی زکوٰۃ نہیں ہے۔ مگر بہتر ہے کہ دوسرے کو عاریتاً کبھی دیدیا کریں مثلاً دو تین روز کیلئے کسی عورت کو اگر عاریتاً پہننے کیلئے دیدیا جائے تو پھر بالاتفاق ساقط ہو جاتی ہے۔ خواب آپ کی نہایت عمدہ ہے۔ والسلام

راقم خاکسار غلام احمد از قادیان۔ ۲۵ جنوری ۱۸۹۲ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی

۵/۶

مکرمی عزیزی اخویم منشی حبیب الرحمن صاحب

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ'

جوتا جو آپ نے بھیجا تھا بہت عمدہ تھا صرف اس قدر فرق تھا کہ وہ کچھ مردانہ قطع تھی دوسرے جیسا کہ زنانہ جوتیاں ہوا کرتی ہیں نازک ..... کا حصہ انچ ان کم ہے اور بقدر ایک جو اس پہلی جوتی کے چھوٹی ہے۔ اور اس لئے ....

والسلام ۔ خاکسار غلام احمد از قادیان ۱۹؍ اکتوبر ۱۸۹۴ء

(نوٹ) حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام عموماً لودہانہ کا بنا ہوا نرم نری کا سرخ رنگ کا جوتا پہنا کرتے تھے اور منشی حبیب الرحمن مرحوم کی یہ عادت تھی کہ وہ عموماً لودہانہ سے جوتا بنوا کر پیش کیا کرتے تھے۔ ان کے گاؤں میں دیمک کی کثرت تھی اکثر کاغذات اور کتب ان کے تباہ ہو گئے۔ یہ خط بھی ایک دو جگہ سے صاف نہیں پڑھا جاتا۔ البتہ یہ سمجھ میں آتا تھا کہ اس مرتبہ جو جوتا آپ نے پیش کیا اس میں بعض نقایص رہ گئے۔ تاہم حضور نے اول اس کی خوبی اور عمدگی کو بیان کیا تا کہ جس اخلاص اور محبت سے تیار کرا کر انھوں نے بھیجا تھا اسکو ٹھیس نہ لگے۔ اور اس میں جو واقعی نقص رہ گیا تھا وہ اس وجہ سے کہ اصل غرض پوری نہ ہو سکتی تھی اس کا بھی ذکر فرما دیا۔

(عرفانی کبیر)

---

(۲) حضرت منشی ظفر احمد صاحب رضی اللہ عنہ کے نام

تعارفی نوٹ

حضرت منشی ظفر احمد صاحب رضی اللہ عنہ میری تحقیقات
میں کپور تھلہ کی جماعت کے آدم ہیں عین عنفوان شباب میں
انھوں نے براہین احمدیہ کو پڑھا اور اس نور سے حصہ لیا۔
ان کا تاریخی نام انظار حسین تھا۔ وہ ضلع مظفر نگر (یو۔پی)
کے اصل باشندے تھے اور ایک شریف معزز اور عالم
خاندان کے فرد تھے۔ خاندان میں شرافت کے علاوہ دینداری
کا ہمیشہ چرچا رہا اس لئے کہ یہ خاندان عرصہ دراز سے
خاندان مغلیہ کے عہد میں مسلمان ہو چکا تھا اور اس عہد کی
تاریخوں میں اس خاندان کے تذکرے آتے ہیں۔ یہ قانون گو
کہلاتے تھے۔ قرآن کریم کے حفظ کرنے کا بھی شوق اس
خاندان میں پایا جاتا ہے چنانچہ خود حضرت منشی صاحب کے
والد صاحب۔ دادا صاحب۔ پردادا صاحب
حسب حافظ قرآن تھے مگر خدا تعالےٰ نے حضرت منشی صاحب
کو قرآن مجید کے حقایق و معارف کے ایک چشمہ جاریہ پر
لاکر کھڑا کر دیا اور وہ سیراب ہو گئے اور دوسروں کو
سیراب کرتے رہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

کے عشاق میں سے تھے اور اہل بیت حضرت مسیح موعود علیہ
الصلوٰۃ والسلام سے محبت ان کے ایمان کا جزو اعظم
تھا اس جگہ مجھے ان کی زندگی کے واقعات کی تفصیل
مطلوب نہیں سرسری تعارف زیر نظر ہے۔ بزرگان ملت
حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب
رضی اللہ عنہ اور دوسرے اصحاب کبار آپ کے ساتھ
محبت رکھتے تھے جو دراصل خود ان کی اس محبت کا عکس تھا
حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپکا ذکر ان الفاظ میں فرمایا
منشی ظفر احمد صاحب۔ یہ جوان صالح کم گو
اور اخلاق سے بھرا دقیق الفہم آدمی ہے استقامت کے
آثار و انوار اس میں ظاہر ہیں وفاداری کی علامات
و اثارات اس میں پیدا ہیں۔ ثابت شدہ صداقتوں کو
خوب سمجھتا ہے اور ان سے لذت اٹھاتا ہے اور حسن ظن
جو اس راہ کا مرکب ہے۔ دونوں سیرتیں اس میں پائی
جاتی ہیں۔ جزاکم اللہ خیرا لجزا (ازالہ اوہام طبع اول ۷۹۸)
سنہ ۱۸۶۲ بجرمی کے قریب قصبہ باغپت میں پیدا ہوئے۔
اور ۲۰ اکتوبر سنہ ۱۹۴۱ء کو کپورتھلہ میں فوت ہو گئے اور
وہاں سے ان کا جنازہ قادیان لایا گیا اور مقبرہ بہشتی
میں دفن ہوئے (رضی اللہ عنہ)

(خاکسار عرفانی کبیر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علی رسولہ الکریم

۱۶/۱

از عاجز عائذ باللہ الصمد غلام احمد باخویم مکرم منشی ظفر احمد صاحب بعد السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، عنایت نامہ آپ کا پہنچا حرف حرف اس کا پڑھا گیا۔ اور آپ کے لئے دعا کی گئی۔

قبض اور بے ذوقی میں کیا کرنا چاہئے

قبض اور بے مزگی اور بے ذوقی کی حالت میں مجاہدات شاقہ بجا لاکر اپنے مولا کو خوش کرنا چاہئے اور یاد رکھنا چاہئے کہ وہ مجاہدہ جس کے حصول کے لئے قرآن شریف میں ارشاد و ترغیب ہے اور جو مورد کشود کار رہے۔

وہ مشروط بے ذوقی و بے حضوری ہے۔

مجاہدہ حقیقی

اور اگر کوئی عمل ذوق اور بسط اور حضور اور لذت سے کیا جائے اس کو مجاہدہ نہیں کہہ سکتے۔ اور نہ اس پر کوئی ثواب مترتب ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ خود ایک لذت اور نعیم ہے۔ اور تنعم اور تلذذ کے کاموں سے

کوئی شخص مستحق اجر نہیں ہو سکتا۔ ایک شخص نیز بن شربت پی کر اس کے پینے کی مزدوری نہیں مانگ سکتا، سو یہ ایک نکتہ نہایت باریک ہے کہ بے ذوقی اور بے مزگی تلخی اور مشقت کے ختم ہونے سے وہیں ثواب اور اجر ختم ہو جاتا ہے۔ اور عبادات عبادات نہیں رہتیں بلکہ ایک روحانی غذا کا حکم پیدا کر لیتی ہیں۔ سو حالت قبض جو بے ذوقی اور بے مزگی سے مراد ہے ہی ایک ایسی مبارک حالت ہے جس کی برکت سے سلسلہ ترقیات کا شروع رہتا ہے۔

نکتہ معرفت

ہاں بے مزگی کی حالت میں اعمال صالحہ کا بجالانا نفس پر نہایت گراں ہوتا ہے۔ مگر ادنیٰ خیال سے اس گرانی کو انسان اٹھا سکتا ہے جیسے ایک مزدور خوب جانتا ہے کہ اگر میں نے آج مشقت اٹھا کر مزدوری نہ کی تو پھر رات کو فاقہ ہے۔ اور ایک نوکر یقین رکھتا ہے کہ میں نے تکالیف سے ڈر کر نوکری چھوڑ دی تو پھر گذرہ ہونا مشکل ہے۔ اسی طرح انسان سمجھ سکتا ہے کہ

فلاح آخرت بجز اعمال صالحہ کے نہیں

اعمال صالحہ

اور اعمال صالحہ وہ ہوں جو خلاف نفس اور مشقت سے ادا کئے جائیں اور عادت اللہ اسی طرح پر جاری ہے کہ دل سے جس کام کے لئے مصمم عزم کیا جاوے۔ اس کے انجام کیلئے طاقت مل جاتی ہے۔ سو مصمم عزم اور عہد واثق سے اعمال کی طرف متوجہ ہونا چاہئے اور نماز میں اس دعا کو پڑھنے میں کہ

اِهدِنَا الصِّرَاطَ المُستَقِیمَ (الخ)

(طریقِ دُعاء)

بہت خشوع اور خضوع سے زور لگانا چاہیئے اور بار بار پڑھنا چاہیئے۔ انسان بغیر عبادت کچھ چیز نہیں۔ بلکہ جانوروں سے بدتر ہے اور شر البریۃ ہے۔ وقت گذر جاتا ہے اور موت درپیش ہے اور جو کچھ عمر کا حصہ ضائع طور پر گذر گیا۔ وہ نا قابل تلافی ہے اور سخت حسرت کا مقام ہے۔ دعا کرتے رہو اور نصیحت لا تیئسوا من روح اللہ

(کامیابی کے گُر)

یہ عاجز آپ کے لئے دعا کرتے رہے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ ہر ایک بات کے لئے ایک وقت ہے۔ صابر اور منتظر رہنا چاہیئے۔ ایسا نہ ہو کہ بعض میں کچھ فرق آجاوے۔ کیونکہ استعجال سم قاتل ہے اگر فرصت ہو تو کبھی کبھی ضرور ملنا چاہیئے۔ غور سے ترجمہ قرآن شریف کا دیکھا کریں۔

(منشی صاحب کا خواب)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو آپ نے خواب میں دیکھا ہے۔ یہ بہتر ہے فاروق کی زیارت سے قوت اور شجاعت دین حاصل ہوتی ہے۔

(فقر کا مفہوم)

میری دانست میں فقر کے یہ معنی ہیں کہ اعمال کی ضرورت ہے نہ نسب کی۔ یہ پوچھا جائے گا کہ کیا کام کیا۔ یہ نہیں پوچھا جائے گا کہ کس کا بیٹا ہے۔

(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کس طرح ہو)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لئے مناسبت و پیروی و محبت اور پھر کثرت درود شریف شرط ہے یہ باتیں بالعرض حاصل ہو جاتی ہیں خدا تعالے کے راضی ہو جانے کے بعد اور بآسانی یہ امور طے ہو جاتے ہیں۔ والسلام

(خاکسار:۔ غلام احمد از قادیان ۱۱ مئی ۱۸۹۵ء)

نوٹ۔ اس مکتوب میں حضرت منشی ظفر احمد صاحب کی ایک رویا کا ذکر بھی حضرت نے فرمایا ہے جس میں انہوں نے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو خواب میں دیکھا اور حضرت نے اس کی تعبیر عام بھی فرمائی ہے اور اس میں کیا شبہ ہے کہ یہ حقیقی تعبیر ہے۔ لیکن میں اپنے ذوق پر اس کے متعلق یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اس میں حضرت منشی صاحب کو قبل از وقت بشارت دی گئی کہ وہ اس عصر سعادت کے فاروق فضل عمر کو دیکھ لیں گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات میں ایک یہ بھی ہے کہ :۔

فیاکِ مادۃ فاروقیہ

اس میں کیا شبہ ہے کہ حضرت بجائے خود بھی فاروق ہی تھے۔
لیکن اس وحی میں یہ ہے کہ تجھ میں فاروقی مادہ ہے اور اس کا ظہور آپ کی صلبی اولاد میں ہے ایک اولوالعزم مولود کے ذریعہ ہونے والا تھا جو زبان وحی میں فضل عمر کہلایا۔
بہر حال حضرت منشی ظفر احمد صاحب کو اللہ تعالیٰ نے بتا دیا کہ وہ اس عہد کے فاروق کو دیکھیں گے اور یہ خواب اسی سال کا ہے جب کہ وہ مولود مبشر موعود عالم وجود میں آچکا تھا یعنی ۱۸۸۹ء۔
پس میرے ذوق میں اس خواب کی تعبیر واقعات کے رنگ میں بھی نمایاں ہے اور میں حضرت ظفر کو مبارکباد دیتا ہوں کہ انھوں نے اس عہد مبارک کو پالیا۔ اور حضرت فضلِ عمر کو دیکھ لیا۔
(عرفانی کبیر)



خانصاحب عبدالمجید خاں صاحب کے نام

تعارفی نوٹ

(خانصاحب عبدالمجید خاں صاحب ریٹائرڈ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کپورتھلہ حضرت منشی محمد خاں صاحب رضی اللہ عنہ کے فرزند اکبر ہیں حضرت منشی محمد خاں صاحب کپورتھلہ کی جماعت کے ان عشاق میں سے تھے جو اپنی عقیدت و اخلاص اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ محبت وایثار میں بہت بلند درجہ رکھتے ہیں۔ منشی محمد خانصاحب کا ذکر میں پہلے اس گشتی مکتوب میں کر آیا ہوں جو بشیر اول کی وفات پر حضرت نے لکھا تھا اور تفصیلی تذکرہ کتاب تعارف میں انشاء اللہ مزید آوے گا۔ منشی محمد خانصاحب افسر بگھیخانہ کپورتھلہ تھے جب ان کی وفات ہوئی۔ اس جگہ کے لئے کپورتھلہ کے کئی شخص امیدوار تھے اور حالت یہ تھی کہ حضرت منشی محمد خاں صاحب کی علالت کی طوالت کے باعث حساب کتاب بھی نامکمل تھا اور مختلف قسم کے خطرات درپیش تھے مگر اللہ تعالے نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بذریعہ وحی بتا دیا تھا کہ اولاد کے ساتھ نرم سلوک کیا جاوے گا چنانچہ

منشی عبدالمجید خاں صاحب افسر گنجانہ مقرر ہوئے اور
بالاخر ترقی کرتے کرتے وہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ہوئے
اور اسی عہدہ سے پنشن پائی۔ خانصاحب عبدالمجید خانصاحب
اپنے اخلاص و ارادت میں اپنے والد مرحوم کے نقش قدم
پر ہیں۔ اور سلسلہ کی خدمت کے لئے ہمیشہ تیار رہنا
اپنی سعادت اور خوش قسمتی یقین کرتے ہیں اللھم زد فزد
حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خطوط سے پہلے
میں ایک مکتوب مکرمی مفتی فضل الرحمن صاحب مرحوم
کا درج کرتا ہوں اس لئے کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ
الصلوٰۃ والسلام کے نشان کا ایک شاہد ہے۔ (عرفانی کبیر)

مفتی صاحب کا خط حضرت منشی روڑے خاں رضی اللہ عنہ کے نام

۱۷/۱ مکرمی منشی صاحب۔ السلام علیکم۔ خاکسار کل ۲ بجے یہاں پہونچا
حضور علیہ السلام سے عرض کیا گیا فرمایا مجھے ۲ جنوری کو ایسی حالت طاری
ہوئی تھی جیسے کوئی نہایت عزیز مر جاتا ہے ساتھ ہی الہام ہوا۔

اولاد کیساتھ نرم سلوک کیا جائیگا

اطلاعاً عرض ہے دعا کے واسطے کہا گیا حضور کو بہت سخت رنج ہوا ہے
میرے بعد میرے والد صاحب کی دونا رین آئی تھیں میں نے آج پھر د

جاتا ہوں کل سے بارش شروع ہے ۲۳ تاریخ انشاء اللہ گورداسپور پہونچ جاؤنگا اور خیریت ہے عبدالمجید خاں وغیرہ سب کو السلام علیکم۔

خاکسار فضل الرحمن از قادیان

(نوٹ اب اسکے بعد حضرت مسیح موعود علیہ الصلواۃ والسلام کے مکتوبات درج کئے جاتے ہیں۔ عزخانی کبیر)

۱۸/۲ - بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی

مجبی اخویم میاں عبدالمجید خاں صاحب سلمکم اللہ تعالے

السلام علیکم ورحمتہ اللہ برکاتہ' چاول اور آم مرسلہ آپ کے پہنچ گئے جزاکم اللہ خیرا۔ ایک گھوڑی نہایت عمدہ نسل کی دہنی کھیپ کے علاقے کی ہے۔ عمدہ قدکی۔ اور خوب چالاک اور ساری خوبیاں اس کے اندر ہیں اور عمر کی جوان بچھیری۔ یعنی نوجوان۔ صرف یہ بات ہے کہ ذرا ڈرتی ہے اور ہمارے بچے کمزور ہیں۔ میں خود اندیشہ کرتا ہوں کہ اس چالاک گھوڑی پر سواری ان کے مناسب نہیں۔ اور ایسٹ انڈیا کمپنی کی پاس شدہ ہے اور اس پر ای۔آئی کمپنی کا داغ دیا ہوا ہے۔ صرف باعث خوف ڈر اس کے بیرا یہ ارادہ ہے کہ اس کے عوض کوئی اور گھوڑی اصیل جو ڈرتی نہ ہو اور تاخن نہ لیتی ہو اور بدلگام نہ ہو اور چک گیر نہ ہو۔ چال بہت صاف بغیر ٹھوکر کے ہو خرید لی جائے۔ اور میرے خیال میں آپ اس کام کو بخوبی انجام دے سکتے ہیں۔ اور آپ کا اختیار ہے کہ اس جگہ اور گھوڑی بدلا کر بھیجدیں۔ یا اس کو بیچ کر اور گھوڑی عمدہ خرید کر بھیجدیں اور ضرور توجہ کرکے اس کام کو انجام دیں۔ نہایت تاکید ہے۔

اور آپ ایک ہوشیار آدمی بھیج کر گھوڑی منگوالیں۔ اور ہم اس جگہ بھی اس کے ہمراہ اپنا ایک آدمی کر دیں گے۔ والسلام

مرزا غلام احمد از قادیان
۲۶ اگست ۱۹۰۶ء

(نوٹ) اس مکتوب سے ظاہر ہے کہ خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اعلیٰ درجے کے شاہ سوار تھے جو ہدایات آپ نے گھوڑی کی خرید کے متعلق دی ہیں ان سے اس علم کا بھی پتہ لگتا ہے جو گھوڑوں کی خوبی کے متعلق آپ کو تھا۔ نیز اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور نے بچپن ہی سے صاحبزادوں کی تربیت ایک ایسے رنگ میں فرمائی جوان کی آئندہ زندگی کے ساتھ ایک خاص تعلق رکھتا ہے خصوصیت سے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی تربیت میں آپ کو خاص شغف تھا۔ یہ گھوڑی حضرت امیر المومنین ہی کی سواری کے لئے لی گئی تھی و حضرت امیر المومنین ایک عمدہ شاہ سوار ہیں۔

۱۹

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہٗ و نصلی

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ آپ کا خط پہونچا میری یہ حالت ہے کہ میں قریباً تین روز سے بیمار ہوں کھانسی کی بہت شدت سے ہے دوسرے عوارض بھی ہیں اس وقت میں ایسا کمزور ہو گیا ہوں کہ دعا میں پورا مجاہدہ اور کوشش نہیں کر سکتا اگر اللہ تعالےٰ نے چاہا تو شخص مذکور کے لئے دعا کروں گا اللہ تعالےٰ رحم فرما دے میں اسقدر کمزور ہو گیا ہوں کہ اسقدر تحریر بھی مشکل سے کی ہے۔ یہ خدا تعالےٰ کے

اختیار میں ہے کہ اگر میری صحت میں خدانخواستہ کچھ زیادہ مخلل نہوا تو حتی المقدور دعا کروں گا۔ انشاء اللہ تعالےٰ۔ مرزا غلام احمد۔
۱۰ فروری ۱۹۰۸ء

(نوٹ) اس مکتوب سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خطوط کے جواب میں کس قدر محتاط اور مستعد تھے اور آپ انسان کی فطرت کو سمجھتے تھے کہ خطوط کے جواب کے لئے وہ کسی قدر مضطرب رہتا ہے۔ دوسرے آپ نے دعا کے متعلق بھی قبول ہونے والی دعا کا راز بتایا کہ وہ ایک خاص مجاہدہ اور کوشش کو چاہتی ہے۔ سوم آپ کی طبیعت پر صداقت کس قدر غالب ہے نمائش اور ریا سے آپ پاک ہیں چونکہ بوجہ علالت شدید دعا کے لئے وہ حالات میسر نہیں صاف اعتراف فرمایا کہ اس وقت دعا نہیں کر سکتا۔ اس مکتوب کے ہر لفظ سے آپ کا توکل علی اللہ نمایاں ہے
(عرفانی کبیر)

۲۰/۴۴ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم
السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہٗ
ہر ایک خط کے پہونچنے پر دعا کیگئی انشاء اللہ بعد میں کئی دعائیں کی جائینگی خدا تعالیٰ ہر ایک بلا سے محفوظ رکھے آمین والسلام۔
مرزا غلام احمد عفی اللہ۔ ۴ جون ۱۹۰۰ء

۲۱/۵ حبی فی اللہ عبد المجید خاں۔ السلام علیکم رحمۃ اللہ وبرکاتہٗ
آپ کے واسطے دعا کیجاتی ہے حساب سرکاری میں اللہ تعالیٰ سہولت عطا فرمائے والسلام۔

انشاء اللہ القدیر دعا کروں گا آپ کا قریباً ہر روز خط پہنچتا ہے
اور دعا بھی کی ہے والسلام۔

خاکسار مرزا غلام احمد۔ ۱۲ جون ۱۹۰۷ء

(نوٹ) خط نمبر ۵ کا ابتدائی حصہ حضرت مفتی محمد صادق صاحب
ظلہ کا قلمی ہے جو ان ایام میں حضور کے کاتب خطوط تھے یا آجکل کی
اصطلاح میں پرائیویٹ سکرٹری۔ ان کی عادت یہ تھا کہ جن خطوط
کے جواب کے لئے حضرت کا ارشاد بھی ہوتا تھا خط لکھنے کے بعد
حضرت کے حضور اس نیت اور مقصد سے پیش کر دیتے کہ حضرت بھی
خود کوئی جملہ یا کم از کم اپنا دستخط ہی کر دیں جس کے خدام طلب گار
رہتے تھے۔ ان ایام میں حضرت منشی محمد خاں صاحب رضی اللہ عنہ کے
نام علالت کا حساب ہو رہا تھا اور حضرت منشی اروڑے خاں صاحب
اور حضرت منشی حبیب الرحمٰن صاحب رضی اللہ عنہما یہ کام کر رہے تھے
اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے موافق حساب میں سہولت اور اولاد
کے لئے نرم سلوک کے انوار ظاہر کر دئے مرحوم منشی صاحب ہی کا
روپیہ ایصال طلب ثابت ہوا۔ اور حکومت کپورتھلہ نے اسے
ادا کر دیا حضرت مرحوم اپنی دیانت امانت اور تقویٰ و طہارت
میں ایک بے نظیر آدمی تھے۔ باوجود اتنے بڑے عہدہ پر مامور
ہونے کے اپنی زندگی درویشانہ گزارتے تھے جو ملتا تھا اس میں سے
صرف قوت لایموت رکھ کر سلسلہ کی نذر کر دیتے۔ اللہ اللہ کیا لوگ
رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ

(عرفانی کبیر)

۲۲/۹ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

السلام علیکم رحمتہ اللہ و برکاتہٗ۔ ہر ایک خط پہونچنے پر دعا کیگئی ہے انشاء اللہ بعد میں کئی دن دعا میں کوشش کی جاوے گی اللہ تعالےٰ نے ہر ایک بلا سے محفوظ رکھے آمین۔

مرزا غلام احمد ۲ جنوری ۱۹۰۷ء

(نوٹ) اس خط سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک خاص عادت کا پتہ ملتا ہے اور میں اس کو ذاتی علم اور بصیرت سے بھی جانتا ہوں۔ حضرت اقدس کا معمول تھا کہ جب ڈاک آتی تو ایک اجمالی دعا سب کے لئے کرتے اور پھر ہر خط کو پڑھتے وقت اور رکھوتے وقت صاحب خط کے مقاصد کے لئے دعا فرماتے۔ اور اس کے بعد یہ بھی انتظام تھا کہ دعا کے لئے ایسے تمام ارباب کی ایک فہرست تیار ہوکر حضور کی خدمت میں بھیجی جاتی تھی۔ خان صاحب عبدالمجید خان صاحب کے نام اس خط میں آپ نے ہر بلا سے محفوظ رکھے جانے کی دعا کی اور دوران ملازمت میں دشمنوں کی ہر مخالفت اور منصوبے سے جو ان کو نقصان پہونچانے کا کیا گیا اللہ تعالےٰ نے ان کو محفوظ رکھا وللہ الحمد (عرفانی کبیر)

۲۳/۹ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

مخدومی مکرمی خان صاحب۔ السلام علیکم ورحمتہ اللہ برکاتہٗ

آج آپ کا خط مجھے ملا جس میں آپ تاکید فرماتے ہیں۔ کہ حضرت کا نام جو آپ کا خط ہو اس کا جواب آپ سوائے حضرت کے اور کسی کے

مانگھ سے نہیں چاہتے۔ ساتھ حضرت نے آج مجھ سے دریافت فرمایا ہے۔
کہ عبدالمجید صاحب کے خطوط کا جواب کیوں نہیں دیا جاتا۔

میں تعجب کرتا ہوں کہ حضرت کے نام آپ کے خطوط کا جواب فوراً دیا جاتا ہے۔ اور عموماً میں خود لکھتا ہوں۔ بلکہ حضرت کی تحریر بھی آپ کو روانہ کرتا ہوں۔ پھر بھی آپ نے حضور کو ایسے الفاظ لکھے ہیں جن سے حضور کو یہ خیال ہوا ہے۔ کہ گویا آپ کو خطوط کا جواب ہی نہیں دیا جاتا۔ آپ کو چاہیے تھا کہ بوضاحت لکھتے۔ کہ میرے خطوط کا جواب حضور کی طرف سے بہ دستخط محمد صادق پہنچتا ہے۔ مگر مجھے اس کی ضرورت نہیں۔

اور اب بھی آپ حضرت کو اطلاع کر دیں۔ اور کھول کر اب رہی یہ بات کہ ہم آپ کے خطوط کا جواب لکھا کریں یا نہ لکھا کریں۔ سو اس کے متعلق یہ گزارش ہے۔ کہ مجھے آپ کا حکم ماننے بھی کبھی تامل نہ ہوتا۔ مگر میں حضور علیہ السلام کے حکم سے مجبور ہوں۔ مجھے جب حکم ہوتا ہے۔ کہ میں ایک خط کا جواب لکھوں۔ تو وہ مجھے ضرور لکھنا پڑتا ہے۔ خواہ کسی کو پسند ہو یا ناپسند۔ اس کا خیال نہیں۔ اطاعت حکم سے مطلب ہے۔ آج حضور نے مجھے حکم دیا۔ کہ اس کا جواب لکھو۔ میرے عرض کرنے پر پھر فرمایا۔ کہ اچھا میں بھی لکھوں گا۔ مگر آپ بھی لکھو۔ فرمائیے اب میں کیا کروں۔ اللہ تعالیٰ کا فضل آپ کے شامل حال ہو۔ والسلام۔

خادم محمد صادق عفی اللہ عنہ قادیان

اس واقعہ سے محبت اور اطاعت کے گراں قدر جذبے کام کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم
از کپورتھلہ ۲۰ مارچ سنہ ۱۹۰۶ء

جنابِ عالی
السلام علیکم و رحمۃ اللہ برکاتہٗ

حضور! عاجز کی ایک عریضہ جات خدمت بابرکت میں گذارش کر چکا ہے۔ مگر اس وقت تک کوئی جواب غلام کو نہیں ملا۔ اس صورت میں طبیعت بے قرار ہو جاتی ہے اس لئے باربار تکلیف دیجاتی ہے۔ یہاں پنجاب بڑی سخت ہے۔ حضور ہمارے لئے دعا فرمادیں۔ بارگاہِ الٰہی میں محض حضور کے تعلق کو جتا جتا کر دعا کی جاتی ہے۔ ورنہ ہماری روحانی حالت بہت گندی ہے۔ حضور کے جواب کا منتظر۔ عبدالمجید خان
حضور کا غلام:۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ
جواب لکھدیں کہ خط آپ کے پہونچتے ہیں میں دعا کرتا ہوں کہ خدا تعالےٰ آپ کو مع تمام عزیزوں کے طاعون سے محفوظ رکھے۔ والسلام

برادرم السلام علیکم۔
بشارت نامہ ارسال خدمت ہے۔ خدا تعالےٰ کا فضل آپ کے ساتھ ہو۔
خادم۔ محمد صادق

(نوٹ) اس کے بعد کے خطوط میں خاں صاحب کے اصل خط بھی درج کر دئے ہیں جن کے جوابات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے دئے گئے ہیں (عرفانی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

۲۵/۹

از کپور تھلہ ۱۶ مارچ ۱۹۰۸ء

جناب عالی

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

عاجز اپنے چھوٹے بھائی عزیز بشیر احمد کو سہارنپور کے کالج متعلقہ باغات کی اور سیر کلاس میں داخل کرنا چاہتا ہے ۔ مگر بغیر حضور کی اجازت حاصل کئے اور اس کے داخلہ کے قبل دعا کرائے بغیر میں ہرگز اس کو وہاں پر بھیج نہیں سکتا ۔ اجازت حاصل کرنے کے واسطے ایک عریضہ بذریعہ ڈاک گذارش کر چکا ہوں ۔ جس کا جواب عاجز کو موصول نہیں ہوا ۔ اور اگر حضور اجازت دیدیں تو وقت داخلہ تھوڑا ہے اس لئے میں نے مناسب سمجھا ۔ کہ بذریعہ عریضہ دستی اجازت کی درخواست کی جائے ۔ اور دعا کے لئے خواستگار ہوں ۔ چنانچہ حامل عریضہ ہذا کو حضور کی خدمت میں بھیجتا ہوں ۔ کہ کالج مذکور میں سہ سالہ پڑھائی ہے ۔ اور گورنمنٹ ملازمت دینے کی ذمہ وار ہے ۔ اور جو تعلیم پوری کر کے ملازمت کریں ان کو گورنمنٹ ابتدائی تنخواہ (۶۰) روپیہ کے قریب دے گی ۔ کالج نیا ہے ۔ شروع میں وظیفہ بھی پڑھائی کے لئے سرکار سے قریباً کل لڑکوں کو ملتا ہے ۔ اگر حضور پسند فرمادیں تو اجازت دیدیں ۔ اور دعا فرما کر فخر بخشیں تا کہ عزیز بشیر احمد کے داخل کرانے کا جلد انتظام کرایا جاوے ۔ ورنہ جیسا حکم ہو کیا جاوے ۔

حضور کے جواب باصواب کا منتظر عاجز غلام ۔ بندہ عبدالمجید نائب مہتمم

(حضور میں اپنے آپ کو بڑا خوش قسمت سمجھوں ۔ اگر حضور کسی چیز کے لئے حکم کریں جو کہ ۲ ماہ حال کو یعنی جب قادیان حاضر ہوں ہمراہ لیتا آؤں ۔ عاجز غلام ۔ بندہ عبدالمجید)

۲۶ / ۱۰

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

آپ کا ڈاک میں بھی خط پہونچا تھا مجھے چونکہ دورہ کے طور پر بیماری لاحق ہو جاتی ہے اسوقت جواب لکھنے سے معذور ہو جاتا ہوں آج لکھنا چاہتا تھا کہ آج بھی بیمار رہا میرے نزدیک کچھ مضایقہ نہیں توکلاً علی اللہ داخل کرا دیا جائے میں انشاء اللہ دعا کرونگا کہ خدا تعالےٰ کامیاب کرے اور بلاؤں سے محفوظ رکھے محمود احمد اس جگہ نہیں ہے خط اس جگہ رکھ لیا ہے وہ امرتسر جواب ضرور لکھدیں کہ ہم دعا میں مشغول ہیں تسلی رکھیں ۔

والسلام ۔ مرزا غلام احمد عفی عنہ'

۲۷ / ۱۱

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ' و نصلی علی رسولہ الکریم

از کپور تھلہ ۔ ۱۴ فروری سنہ ۱۹۰۸ء

جناب عالی ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضور کی علالت طبع کا سنکر دل کو صدمہ ہوا خدا تعالےٰ جلد صحت کلی عطا فرماوے ۔ حضور جان ہیں اور کل جہان جسم ہے حضور کی بیماری کی خبر سخت بے چینی کا موجب ہوتی ہے حضور بواپسی ڈاک اپنی صحت سے اطلاع بخشیں ۔ اس معاملہ میں جس کے لئے حضور نے توجہ فرمائی تھی ۔ وہ اب درست ہوتا معلوم ہوتا ہے یعنی صاحب بہادر نے جو استعفیٰ دیا تھا وہ اب واپس لینے کے قریب ہیں ۔ حضور کی خدمت میں بطور

بہادر بہالی بعد عجز التماس ہے۔ کہ حضور دعا فرما دیں۔ کہ سرکار حضور دام اقبالہ، یعنی مہاراجہ صاحب بہادر کے دل میں نرمی پیدا ہو۔ اور وہ صاحب بہادر کی دلجوئی کر دیں۔ اتنے میں صاحب خوش ہو جائیں گے اور کام بدستور بنا رہے گا۔

صاحب بہادر کی میم حضور کی خدمت میں بعد عجز دعا کے لیئے التماس کرتی ہیں۔ خود حاضر ہونے کو تیار ہیں۔ مگر حالات موجودہ اجازت نہیں دیتے۔ بعد میں وہ اس معاملہ میں کوشش کریں گے۔

حضور کے جواب کا منتظر۔ عاجز غلام

بندہ عبد المجید نائب مہتمم

۲۸/۱۲

برادرم مکرم خان صاحب

السلام علیکم۔ حضور جب آپ کے واسطے دعا میں مشغول ہیں تو تمام مشکلات خود ہی حل ہو جائیں گے۔ آپ کے مضطربانہ خط پڑھ کر عاجز نے بھی دعا کی ہے۔ مگر حضور کی دعا کے بعد کسی کی دعا کی ضرورت نہیں۔ مگر حصول ثواب کے واسطے اور آپ کی تکلیف کو محسوس کر کے محبت دلی سے بے اختیار دعا ہوتی ہے۔ اپنے حال سے روزانہ اطلاع کیا کریں۔ تازہ الہام ظفر کم اللہ ظفراً مبیناً۔

خادم محمد صادق عفی اللہ عنہ

۲۹/۱۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

محبی اخویم عبد المجید خان سلمہ اللہ تعالےٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، آپ کا خط پہونچا میں انشاء اللہ پھر دعا کروں گا۔ خدا تعالےٰ ہر ایک بلا سے محفوظ رکھے اسی طرح

بار بار یاد دلاتے رہیں تا دعا کا سلسلہ جاری رہے باقی سب طرح سے
خیریت ہے۔ والسلام۔ مرزا غلام احمد عفی اللہ عنہ
۹/ جولائی ۱۹۰۶ء

۴۴۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم
محبی عزیزی اخویم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ
آپ کا خط مجھ کو ملا۔ بباعث علالت طبع میں جلد تر جواب نہیں
لکھ سکا۔ آپ کے (پڑبا نہیں گیا) سے بہت رنج اور افسوس ہوا۔
اللہ تعالےٰ آپ کو صبر بخشے اور نعم البدل عطا فرماوے دنیا کی بنا
ہی غموم پر ہے اور ہر ایک مصیبت کا ثواب بھی خدا تعالےٰ کا کرم و رحم
ہے آپ کے بھائی بخیریت و عافیت پہونچ گئے ہیں۔ بخدمت منشی
عبدالرحمٰن صاحب السلام علیکم باقی سب طرف سے خیریت ہے۔ والسلام

مرزا غلام احمد
۱۰/ جولائی ۱۹۰۶ء

(نوٹ) مزید مکتوبات اگر میسر آئے بطور ضمیمہ درج ہونگے۔

(عرفانی کبیر)

متفرق احباب کے نام

حضرت صاحبزادہ سراج الحق جمالی نعمانی سرساوی رضی اللہ عنہ
کے نام
(تعارفی نوٹ)

حضرت صاحبزادہ سراج الحق صاحب سابقون الاولون میں سے ہیں اور اس میں کچھ شبہ نہیں کہ انھوں نے سلسلہ کے لئے بہت بڑی قربانی کی تھی وہ ایک سجادہ نشین خاندان کے رکن تھے اور اپنے مریدوں کا بھی ایک وسیع حلقہ رکھتے تھے۔ لیکن جب ان پر سلسلہ کی صداقت کھل گئی تو انھوں نے اس عظمت دراحت پر لات ماردی اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دروازہ پر دھونی رمالی میں انشاء اللہ العزیز صاحبزادہ صاحب کی زندگی پر بہت جلد ایک مضمون لکھنے کا عزم رکھتا ہوں۔ ایک شخص جس کی عمر کا بہت بڑا حصہ نازونعمت میں گذرا ہو اور جو اپنے خاندان اور اپنے مریدوں میں اکرام واحترام کا مرکز ہو سلسلہ احمدیہ میں آنے کے بعد اس کی زندگی میں حیرت انگیز تغیر ہوا۔ وہ فی الحقیقت ایک درویش کی زندگی بسر کرتا تھا۔ آخری وقت تک اس نے کوشش کی کہ وہ اپنی محنت سے روٹی کمائے۔ کتابت کے ذریعہ کچھ عرصے تک وہ اپنی قوت لایموت پیدا کرتے رہے۔ لیکن جب قویٰ نے جواب دیدیا اور اس کام کو نہ نبھا سکے تو حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز خصوصیت سے ان کی ضروریات کا لحاظ رکھتے تھے۔

لیکن اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ان کی زندگی کا آخری دور نہایت عسرت اور امتحان کا دور تھا۔ مگر وہ اس دور میں پورے ثابت قدم رہے۔ اور اس امتحان میں کامیاب ہوئے۔ ان کی زندگی کا آخری کارنامہ یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حالات زندگی لکھ رہے تھے۔ جو انھیں یاد تھے۔ میں ان کی زندگی میں چاہتا تھا کہ اس مسودہ کو دیکھوں۔ انھوں نے خواہش بھی کی۔ لیکن مجھے اپنے بکھیڑوں سے فرصت نہ ملی۔ وہ اکثر بیمار رہتے تھے۔ مگر نہایت صبر و حوصلہ سے اس بیماری کو برداشت کرتے۔ جب ذرا افاقہ ہو جاتا تو باہر نکل آتے۔ آخر عمر میں لوگوں سے مصافحہ کرنے سے گھبراتے تھے۔ اس لئے کہ لوگ جو محبت سے ہاتھ کو دباتے تو وہ اس شدت کو برداشت نہ کر سکتے تھے۔ مجھے بعض احباب کے متعلق یہ حسرت رہے گی کہ میں انکی آخری ساعات میں ان کے پاس نہ تھا۔ غرض کاغذات میں کچھ مکتوبات مل گئے۔ جن کو میں صاحبزادہ صاحب کی یاد تازہ رکھنے کو ذیل میں درج کرتا ہوں۔ (عرفانی)

۳۱/۱

از عاجز باللہ الصمد غلام احمد بخدمت اخویم صاحبزادہ سراج الحق صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

عنایت نامہ آں مخدوم پہنچا موجب خوشی ہوا۔ خداوند کریم آں مکرم کو خوش و خورم رکھے۔ یہ عاجز کچھ عرصے تک بیمار رہا۔ اور اب بھی اس قدر ضعف ہے کہ کوئی محنت کا کام نہیں ہو سکتا۔ اسی باعث سے ابھی کام حصہ پنجم شروع نہیں ہوا بعد درستی و صحت انشاء اللہ شروع کیا جائیگا۔

آپ نے جو سورۂ فاتحہ پڑھنے کی اجازت چاہی ہے یہ کام صرف اجازت سے نہیں ہوسکتا۔ بلکہ امر ضروری یہ ہے کہ سورہ فاتحہ کے مضمون سے مناسبت حاصل ہو۔ جب انسان کو ان باتوں پر ایمان اور ثبات قدم حاصل ہوجاوے۔ جو سورۂ فاتحہ کا مضمون ہے تو برکات سورہ فاتحہ سے مستفیض ہوگا۔ آپ کی فطرت بہت عمدہ ہے۔ اور میں بھی امید رکھتا ہوں کہ خداوند کریم جل شانہٗ آپ کی جدوجہد پر ثمرات مرتب کریگا وقال اللہ تعالیٰ والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا۔ والسلام

خاکسار غلام احمد از قادیان

۸ مارچ ۱۸۸۸ء

(نوٹ) یہ مکتوب شریف قریباً پچاس سال پہلے کا ہے۔ پیر صاحب چونکہ ایک سجادہ نشین کے بیٹے تھے۔ اور عملیات اور چلہ کشیوں کو ہی معراج سلوک و معرفت یقین کرتے تھے۔ اس لیے انھوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اس زمانے میں جبکہ ابھی بیعت بھی نہیں لیتے تھے سورۂ فاتحہ کے برکات اور فیوض کو بطور منتر حاصل کرنے کیلئے اجازت چاہی جیسا کہ آجکل کے مروجہ پیروں اور سجادہ نشینوں میں یہ طریق جاری ہے۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انھیں حقیقت کی طرف توجہ دلائی کہ جب تک انسان اس روح کو اپنے اندر پیدا نہ کرلے جو سورۂ فاتحہ میں رکھی گئی ہے محض منتر جنتر کے طور پر پڑھنے سے وہ برکات حاصل نہیں ہوسکتے۔ یہ عجیب نکتہ معرفت ہے اور اس سے آپ کی ایمانی اور عملی قوت کا پتہ لگتا ہے کہ معرفت الٰہیہ کے کس بلند مقام پر آپ پہنچے ہوئے تھے۔

۳۰/۲ دوسرا مکتوب

ازعائذ باللہ الصمد غلام احمد بخدمت اخویم مخدومی مکرمی صاحبزادہ سراج الحق صاحب سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہ۔ کل ایک خط خدمت میں روانہ کر چکا ہوں۔ مگر آپ کے سوال کا جواب رہ گیا تھا جواب لکھتا ہوں۔ علماء اس سوال کے جواب میں اختلاف کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے من کان منکم مریضاً او علیٰ سفر فعدۃ من ایام اخر یعنی تم مریض ہو یا کسی سفر قلیل یا کثیر میں ہو تو اسی قدر روزے اور دنوں میں رکھ لو۔ سو اللہ تعالیٰ نے سفر کی کوئی حد مقرر نہیں کی اور نہ احادیث نبوی میں حد پائی جاتی ہے۔ بلکہ محاورہ عام میں جس قدر مسافت کا نام سفر رکھتے ہیں وہی سفر ہے لیکن منزل جو کم حرکت ہو اس کو سفر نہیں کہا جا سکتا۔ والسلام۔

عاجز غلام احمد عفی عنہ
۱۲ جون ۱۸۸۵ء

(نوٹ) سفر میں روزہ کے متعلق بڑی عجیب غریب تحقیقیں ہیں اور سفر کی تعین اور مقدار میں مختلف آراء ہیں مگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک ایسا آسان اور عام فہم اصل تعلیم فرمادی جس سے ایک عامی بھی فائدہ اٹھا سکتا ہے اور حقیقت میں الدین یسر کے یہی معنی ہیں خود سفر اور حالت بیماری میں روزہ کو خدا تعالیٰ نے یسر کے رنگ میں بیان کیا ہے پھر اس کو بجائے یسر کے مشکلات پیدا کرنا ہے یہ حضرت کے تفقہ کا ایک عین ثبوت اور امتیاز ہے۔

(عرفانی کبیر)

۳۱/۴ (یہ مکتوب ناقص ہے کچھ حصہ کاغذات میں مل گیا ہے عرفانی)
آپ کی تشریف آوری کا انتظار ہے۔ خدا تعالےٰ آپ کی ملاقات نصیب کرے۔ مولوی عبدالکریم صاحب اور عرب صاحب اس جگہ ہیں۔ اور آپ کے منتظر ہیں۔ منشی محمد اعظم صاحب کا خط بھی میں نے پڑھ لیا۔ اور ان کے حق میں دعا کی گئی۔ ان کو اطلاع دیں۔ اور کہہ دیں کہ استغفار بہت پڑھیں۔ اور ہر نماز کے بعد کم از کم گیارہ دفعہ لاحول پڑھا کریں۔ والسلام۔

خاکسار غلام احمد از قادیان ۹ ستمبر ۱۸۹۲ء

۳۲/۴ مکرمی محبی اخویم صاحبزادہ سراج الحق صاحب سلمہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ‘

عنایت نامہ مجھ کو قادیان میں ملا۔ مجھے یقین ہے کہ آپ اس نواح میں اشاعت حق کے لئے بڑی سرگرمی سے کام کر رہے ہونگے۔ لیکن ترتب اثر وقت پر موقوف ہے۔ آپ نے جو ایک انسپکٹر کے نام چند دن میں کتاب روانہ کرائی تھی۔ وہ شخص بڑی کراہت کے ساتھ کتاب لینے سے انکار کر گیا اور کتاب واپس آئی آئندہ آپ کو اگر کوئی شخص خریداری کتاب کا شوق ظاہر کرے۔ تو اول خوب آزما لینا چاہیئے۔ کہ آیا فی الواقع سچے دل سے خریدنے کے لئے مستعد ہے یا صرف لاف وگذاف کے طور پر بات کرتا ہے۔ وجہ یہ ہے۔ کہ آجکل لوگوں کے دلوں میں سخت کینہ پیدا ہو رہا ہے۔ اور بجائے اخلاص کے بغض وعداوت میں ترقی کر رہے ہیں۔

آپ کی ملاقات کا بہت شوق ہے۔ دیکھئے کب میسر آتی ہے۔ امید ہے کہ تا دم ملاقات اپنی خیر و عافیت سے مطمئن ومسرور

فرماتے رہیں گے باقی خیریت ہے۔ والسلام
الراقم خاکسار غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور
۲۶ نومبر ۱۸۹۰ء

۳۴۔ مکرمی اخویم صاحبزادہ صاحب سلمہ تعالےٰ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

ایک بڑی بھاری بحث مولوی نذیر حسین صاحب سے پیش ہے۔ اگر آپ اس بحث پر تین چار روز تک پہنچ سکیں تو عین خوشی اور منشاء ہے۔ مگر آنے میں توقف نہیں چاہیئے۔ آپ کے آنے سے بہت مدد ملے گی۔
والسلام

خاکسار غلام احمد عفی عنہ' ۱۱؍اکتوبر ۱۸۹۱ء۔ مقام دہلی بازار بلیماراں کوٹھی نواب لوہارو۔

(نوٹ) صاحبزادہ سراج الحق صاحب نے اپنے سفرنامہ میں دہلی آنے اور مباحثہ کے متعلق بعض حالات کا تذکرہ لکھا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے خدام کو شریک ثواب ہونے کا ہر موقعہ دیا کرتے تھے۔ صاحبزادہ کو اس موقعہ پر اس خدمت میں شریک ہونے کا موقع ملا۔ دہلی کے علماء نے یہ فیصلہ کیا کہ حضرت اقدس کو اگر کسی کتاب کی ضرورت پڑے تو نہ دی جائے۔ حق پوشی کے اس مظاہرے سے انھوں نے اپنی جگہ سمجھا تھا کہ وہ
حق کا مقابلہ کر سکیں گے
لیکن خدا تعالےٰ اپنے غیب سے کتابوں کے میسر آنے کے سامان پیدا کر دے۔ مگر ان دشمنان حق کو باوجود اپنے ہر قسم کے ساز وسامان

کے مقابلہ میں آنے کی جرأت نہ ہوئی۔ اور سید نذیر حسین باوجود انکل کہلانے کے باوجود مقابلہ سے فرار کر گیا۔

یہ واقعات خود بہت دلچسپ ہیں۔ اور انشاء اللہ سوانح حیات میں آجائیں گے۔

اسی سلسلہ میں سید نذیر حسین صاحب کے ایک واقعہ کا ذکر کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اور وہ یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دوسری شادی جو اللہ تعالےٰ کے عظیم الشان نشانوں کے ماتحت دہلی میں ہوئی تو یہی نذیر حسین حضور کا نکاح پڑھنے کے لیے آئے تھے۔ اور انھوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نکاح پڑھنے کے ساتھ پڑھا تھا۔ اس تقریب پر دستور کے موافق پانچ روپے بھی اور ایک جانماز ان کو دیئے گئے تھے۔

(عرفانی کبیر)

۴۴/۶ مخدومی مکرمی اخویم صاحبزادہ سراج الحق صاحب سلمہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

آں مخدوم کا عنایت نامہ جو محبت سے بھرا ہوا تھا۔ پہونچا۔ جزاکم اللہ خیر الجزا واحسن الیکم فی الدنیا والعقبیٰ یہ عاجز حضرت عزاسمہ میں شکر گزار ہے۔ کہ ایسے مخلص دوست اسی نے میرے لیئے میسر کئے۔ فالحمد للہ۔

ہمیشہ حالات خیریت آیات سے مطلع فرماتے رہیں۔ اور اس جگہ بفضلہ تعالےٰ سب خیریت ہے۔

خاکسار غلام احمد عفی عنہ' ۱۸ دسمبر ۱۸۸۴ء

(نوٹ) اس مکتوب سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صاحبزادہ سراج الحق صاحب ۱۸۸۶ء میں حضرت کی خدمت میں پہونچ چکے تھے۔ اور اخلاق و عقیدت کی منزلوں کو طے کر رہے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلواۃ والسلام پر تو اللہ تعالےٰ کی حمد و تسبیح کا اثر غالب تھا۔ اور وہ ہر امر کو فعل باری ہی کا نتیجہ یقین کرتے تھے۔ حضور کے مکتوبات کے پڑھنے سے یہ بھی نمایاں ہوتا ہے۔ کہ حضور اپنے خدام اور غلاموں کو کس محبت اور ادب سے خطاب کرتے تھے۔ آپ کے اعلیٰ اخلاق کا ایک نمونہ ہے۔ خدام اور وابستگان دامن آپ کی روحانی اولاد تھی اور آپ اکسا موا و لا د کے ماتحت ہر شخص سے محبت و اکرام پیش آتے تھے۔

(عرفانی کبیر)

۳۵/۷ ۔ کرمی مخدومی اخویم!

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

عنایت نامہ نیز یک دستار ہدیہ آں مخدوم پہونچا حقیقت میں یہ عمامہ نہایت عمدہ خوبصورت ہے۔ جو آپ کی دلی محبت کا جوش اس سے مترشح ہے۔ اللہ تعالےٰ آپ کو خوش رکھے۔ (آمین) اور اب یہ عاجز شاید ہفتہ عشرہ تک اس جگہ ٹھہریگا۔ زیادہ نہیں۔ والسلام۔

خاکسار غلام احمد عفی عنہٗ

از ہوشیار پور ۹ مارچ ۱۸۸۶ء

(نوٹ) حضرت اقدس کا یہ سفر ہوشیارپور ایک تاریخی سفر ہی
نہیں بلکہ اس سفر کے ساتھ بہت سے نشانات وابستہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ
کی ایک تحریک خفی کے ماتحت کچھ عرصے کے لئے ضلع گورداسپور کے
پہاڑی علاقہ (سوجان پور) کی طرف جاکر عبادت کرنا چاہتے تھے۔
لیکن پھر خدا تعالیٰ کی صاف صاف وحی نے آپ کو ہوشیارپور جانے
کا ایما فرمایا اور اس شہر کا نام بتایا۔ اس سفر میں تحریر کا ایک خاص کام
بھی زیر نظر تھا۔ چنانچہ حضور نے مرحوم چوہدری رستم علی صاحب
کو لکھا تھا کہ

حسب ایماء خداوند کریم بقیہ کام رسالہ کے لئے اس شرط سے
سفر کا ارادہ کیا ہے۔ کہ شب و روز تنہائی ہی رہے اور کسی کی ملاقات
نہ ہو۔ اور خداوند کریم جلشانہ نے اس شہر کا نام بتا دیا ہے کہ جس میں
کچھ مدت بطور خلوت رہنا چاہیئے۔ اور وہ شہر ہوشیارپور ہے

الاخرہ یہ سفر حضرت نے قادیان سے سیدھا ہوشیارپور کو کیا تھا حسب
چنانچہ ۱۹ جنوری ۱۸۸۶ء کو حضور معہ حضرت حافظ حامد علی صاحب
و حضرت منشی عبداللہ صاحب و میاں فتح خاں (یہ شخص بعد میں مولوی
محمد حسین بٹالوی کے اثر میں آگیا۔ ضلع ہوشیارپور کا رہنے والا تھا)
روانہ ہوئے اور بروز جمعہ ہوشیارپور پہونچ کر طویلہ شیخ مہر علی صاحب
میں فروکش ہوئے تھے۔ اسی سفر میں ماسٹر مرلیدھر سے مباحثہ ہوا
جو کتاب سرمہ چشم آریہ کی صورت میں شایع ہوا۔

اس سفر کے برکات عظیم الشان ہیں خدا تعالیٰ نے اپنی وحی میں فرمایا
تھا۔ تیرے سفر کو جو ہوشیارپور اور لودہانہ کا سفر ہے تیرے لئے مبارک کر

(اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء) ان عظیم الشان برکات میں سے ایک وہ ہے جو مصلح موعود اور پسر بشیر کے متعلق ہے اللہ تعالیٰ کا فضل اور احسان ہے کہ مکتوبات کی اس جلد کے شائع کرتے وقت حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد ایدہ اللہ الاحد نے خدا تعالیٰ کی وحی اور الہام سے مشرف ہو کر مصلح موعود ہونے کا دعویٰ کر دیا ہے اور اس کا اعلان دنیا میں ہو چکا ہے اسی سلسلہ میں ہوشیار پور، لاہور اور دہلی میں کامیاب جلسے ہو چکے ہیں۔ خدا کا فضل اور رحم ہے کہ خاکسار عرفانی کبیر تو عرصہ دراز سے اس موعود کے متعلق ایمان رکھتا تھا جیسا کہ اس کی تحریروں سے ظاہر ہے مگر اب کشف غطاء ہو گیا اور منکرین کے لئے کوئی عذر باقی نہیں رہا۔ تاہم ہدایت اللہ تعالیٰ ہی کے طرف سے آتی ہے آنکھ کے اندھوں کے لئے بینات اور حقائق کام نہیں آتے۔

(عرفانی کبیر)

۳۶/۸ ۔ مخدومی مکرمی اخویم سلمہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مبلغ (صہ) پہنچ گئے۔ آپ اپنی محبت برادرانہ سے اس عاجز کی تائید میں بہت کوشش کر رہے ہیں اور خلوص و محبت کے آثار بارش کی طرح آپ کے وجود سے ظہور میں آتے جاتے ہیں۔ اللہ جلشانہٗ آپ کو خوش رکھے۔ والسلام

خاکسار غلام احمد
۴ جون ۱۸۸۶ء

(نوٹ) اس مکتوب سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صاحبزادہ سراج الحق صاحب ۱۸۸۲ء میں حضرت کی خدمت میں پہونچ چکے تھے۔ اور اخلاق و عقیدت کی منزلوں کو طے کر رہے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر تو اللہ تعالیٰ کی حمد و تسبیح کا اثر غالب تھا۔ اور وہ ہر امر کو فعل باری ہی کا نتیجہ یقین کرتے تھے۔ حضور کے مکتوبات کے پڑھنے سے یہ بھی نمایاں ہوتا ہے۔ کہ حضور اپنے خدام اور غلاموں کو کس محبت اور ادب سے خطاب کرتے تھے۔ آپ کے اعلیٰ اخلاق کا ایک نمونہ ہے۔ خدام اور وابستگان دامن آپ کی روحانی اولاد تھی۔ اور آپ اکرام واولاد کے ماتحت ہر شخص سے محبت واکرام پیش آتے تھے۔

(عرفانی کبیر)

۵/۳۔ مکرمی مخدومی اخویم!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ‘

عنایت نامہ نیز یک دستار ہدیہ آں مخدوم پہونچا حقیقت میں یہ عمامہ نہایت عمدہ و خوبصورت ہے۔ جو آپ کی دلی محبت کا جوش اس سے مترشح ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو خوش رکھے۔ (آمین) اور اب یہ عاجز شاید ہفتہ عشرہ تک اس جگہ ٹھہریگا۔ زیادہ نہیں۔ والسلام۔

خاکسار غلام احمد عفی عنہ‘

از ہوشیارپور ۹؍ مارچ ۱۸۸۶ء

جوتہ کی نوک تک آتا ہے کل لمبائی جوتہ کی یہی ہے۔ افسوس کہ اشتہار موجود نہیں۔ انشاء اللہ اگر مل گئے تو روانہ کردوں گا۔ زیادہ خیریت والسلام۔

خاکسار غلام احمد عفی عنہ

۴۸/۱۰ مکرمی مجی اخویم صاحبزادہ سراج الحق صاحب سلمہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عنایت نامہ قادیان میں مجھ کو ملا مجھے یقین ہے کہ آپ اس نواح میں اشاعت حق کے لیے بڑی سرگرمی سے سعی کرتے ہوں گے لیکن مترتب اثر وقت پر موقوف ہے آپ نے جو ایک انسپکٹر کے نام جنید میں کتاب روانہ کرائی تھی بڑی کراہت کے ساتھ کتاب لینے سے انکار کر گیا اور کتاب واپس آئی آئندہ اگر آپ سے کوئی شخص خریداری کتاب کا شوق ظاہر کرے تو اول خوب آزمالینا چاہیئے کہ آیا فی الواقع سچے دل سے خریدنے کے لیے مستعد ہے یا صرف لاف وگذاف کے طور پر بات کرتا ہے وجہ یہ ہے کہ آجکل لوگوں کے دلوں میں سخت کینہ پیدا ہو رہا ہے اور بجائے اخلاص کے بغض وعداوت میں ترقی کر رہے ہیں آپ کی ملاقات کا بہت شوق ہے دیکھئے کب میسر آتی ہے امید کہ تا دم ملاقات اپنی خیر وعافیت سے مطمئن ومسرور الوقت فرماتے رہیں زیادہ خیریت ہے۔ والسلام

راقم خاکسار غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور

۲۶ / نومبر ۱۸۸۳ء

(نوٹ) حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خود بہت شکور
خدا کے عبد شکور تھے۔ اس لئے اپنے خدام کی ہر خدمت کو نہایت
عزت و قدر سے دیکھا کرتے تھے۔ معمولی سے معمولی کام بھی کوئی کرتا تو
جزاکم اللہ احسن الجزاء فرماتے اور اس کو قدر و عزت کی نظر سے دیکھتے
اس چیز نے آپ کے صحابہ میں اخلاص کی ایک عملی روح پیدا کر دی
تھی۔ اور ہر ایک صادق چاہتا تھا۔ کہ خدمت کے لئے آگے بڑھے۔
صاحبزادہ سراج الحق صاحب اب ہمارے درمیان نہیں وہ
خود ایک پیرزادہ تھے۔ اور لوگوں سے نذرانہ لینے اور ایسی فضا
میں ان کی تربیت اور اٹھان ہوئی تھی۔ کہ خدمت اسلام کے لئے
کچھ خرچ کرنے کا موقعہ نہ تھا۔ لیکن جب خدا تعالیٰ نے انہیں راہ حق
دکھایا تو انھوں نے اپنے اخلاص کا ہر رنگ میں ثبوت دیا۔
فجزاہ اللہ احسن الجزاء۔

(عرفانی کبیر)

۳۷/۴ . مخدومی مکرمی اخویم صاحبزادہ صاحب سراج الحق صاحب سلمہ تعالیٰ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

آج عنایت نامہ پہونچ کر طبیعت کو نہایت بشاشت اور خوشی
ہوئی۔ خداوند کریم آپ کے فرزند دل بندگی عمر دراز کرے۔ اور آپ
کے لئے مبارک کرے۔ آمین ثم آمین۔ آں مخدوم نے اول مجھ کو بہ
عامہ خوب عطر عمدہ بھیجا اور اب مہندی اور جوتہ کے لئے آپ نے لکھا
چونکہ محض محبت اور اخلاص کی راہ سے آپ لکھتے ہیں۔ اس لئے
مجھے منظور ہے۔ پیتا گا جو خط کے درمیان بھیجتا ہوں۔ اس عاجز

۴۲ / ۱۴

مخدومی مکرمی اخویم صاحبزادہ سراج الحق صاحب سلمہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مدت مدید ہوئی کہ حال آں محب سے بالکل بے خبر ہوں بلکہ
رسالہ سرمہ چشم جو آپ کی خدمت میں بھیجا گیا تھا اس کے رسید بھی
نہیں آئی میں آج تک اسی جگہ چھاؤنی انبالہ میں ہوں اور میرا پتہ یہ
ہے کہ مقام انبالہ چھاؤنی صدر بازار امید کہ آپ اپنی خیریت سے
مطلع فرماویں گے اور سب طرح سے خیریت ہے۔ والسلام

خاکسار غلام احمد از صدر بازار ۴ر نومبر ۸۶ء

۴۳ / ۱۵

مخدومی مکرمی اخویم صاحبزادہ سراج الحق صاحب سلمہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کئی دن کے بعد آج عنایت نامہ آں مخدوم پہونچا خدا تعالیٰ
آپ کو ہمیشہ اور ہر جگہ خوش و خرم رکھے فتح خاں سے اشتہار لے کر
بلاتوقف بھیجا جاتا لیکن فتح خاں مدت تیس روز سے لاہور گیا ہوا ہے
ایک ادنیٰ کام دو تین روز کا ہے نہایت اندیشہ کی بات ہے کہ اب تک
واپس نہیں آیا لاہور امرتسر میں بیماری بکثرت پھیلی ہوئی ہے اور ہیضہ
بکثرت ہے ایسا نہ ہو کہ بیمار ہو گیا ہو جب فتح خاں بخیر و عافیت
واپس آتا ہے تو اشتہار لیکر ارسال خدمت کرونگا جقید سے اب تک
روپیہ تک نہیں آیا اور نہ فروسی سے آیا شاید کل پرسوں تک آجائی
آں مخدوم نے جو سو جلد کتاب سراج منیر کی فروخت اپنے ذمہ ڈال
لی خدا تعالیٰ آپ کو اسکا اجر بخشے اور آپ کو دنیا و آخرت میں مرادات
دلی تک پہونچا دے اور ہمیشہ خیر و عافیت سے مطلع فرمایا کریں

اور سب طرح سے خیریت ہے۔ والسلام

خاکسار غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور

۴۴/۱۶ — مخدومی مکرمی اخویم صاحبزادہ سراج الحق صاحب سلمہ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

عنایت نامہ پہونچا موجب خوشی ہوا اللہ جلشانہ آپ کی دلی مراد پوری کرے آمین۔ کچھ تھوڑا عطر کیوڑہ یا جو اس سے بھی عمدہ معلوم ہو یہ آپ کی مرضی پر موقوف ہے بمقام لدھیانہ محلہ صوفیان پاس میر عباس علی شاہ صاحب ارسال فرماویں کہ یہ عاجز دس روز تک لدھیانہ میں رہنا چاہتا ہے تکلیف دینے کو دل نہیں چاہتا مگر چونکہ آپ نے دوستانہ طور پر بلاتکلف لکھا ہے اس آپ کی اخوت اور محبت کے لحاظ سے تحریر کیا گیا اس جگہ سب طرح سے خیریت ہے اور کل یہ عاجز لدھیانہ کیطرف روانہ ہو جائیگا۔ پتہ یہی لکھا جائے بمقام لدھیانہ محلہ صوفیان پاس میر عباس علی شاہ صاحب زیادہ خیریت ہے اور جب تک آپ جی پور میں تشریف رکھیں ضرور کبھی کبھی اپنی خیریت سے مطلع فرماتے رہیں والسلام۔

خاکسار غلام احمد عفی عنہٗ ۲۲ اکتوبر ۸۷ء

۴۵/۱۷ ازعاجز عاید باللہ الصمد غلام احمد۔ بخدمت اخویم مخدومی و مکرم محبی صاحبزادہ سراج الحق صاحب سلمہ تعالیٰ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ برکاتہٗ

اس جگہ بفضلہ تعالیٰ ہر ایک طرح سے خیریت ہے خداوند کریم آں محب مخلص کو خوش رکھے عنایت نامہ جس وقت آیا دوسرے روز

یہاں سے جواب لکھکر روانہ کیا گیا تھا مگر کل کے عنایت نامہ سے جو وارد ہوکر موجب خوشی ہوا معلوم ہوا کہ وہ پہلا خط اس عاجز کا نہیں پہونچا یہ عاجز آپ کی توجہ کا بہت شکر گزار تھے اور آپ سے ملنے کو دل چاہتا ہے مگر موقوف بروقت ہے آپ بلا تکلف کاروبار متعلقہ اس طرف سے مسرور فرمایا کریں حصہ پنجم انشاء اللہ اب عنقریب چھپنے والا ہے اور ایک خبر تازہ و خبر یہ ہے کہ اندر من مراد آبادی نے جو ایک بڑا مخالف اسلام ہے دعویٰ کیا تھا کہ اگر چوبیس سو روپیہ میرے لئے سرکار میں جمع کرا دیا جائے تو میں ایک سال تک قادیان میں کوئی نشان دیکھنے کے لئے ٹھیرونگا اور اسی غرض سے اس نے اول نابھ سے اور پھر لاہور میں آکر خط لکھا مگر اللہ تعالے کے فضل سے شکست کھا کر بھاگ گیا یعنی چوبیس روپیہ ایک مسلمان نے اس کے ایک سال کے لئے اس عاجز کو دیئے کہ تا حسب منشاء اندرمن سرکار میں جمع کرائی جائیں آخر وہ اس بات کا نام سنتے ہی فراری ہوا فالحمد للہ علی ذالک والسلام

خاکسار غلام احمد ۹ جون ۱۸۸۵ء

۶|۴
۱۴

مشفقی مکرمی محبی صاحبزادہ سراج الحق صاحب سلمہ اللہ تعالے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

سرفرازنامہ سامی صادر ہوا عمامہ وعطر آپ کا پہونچا خداوند کریم آپ کو اس خدمت یا اخلاص کا اجر نیک عطا فرمائے اس ہندو کے بارے میں اطلاع دیجاتی ہے کہ جیسا کہ اس نے خواہش ظاہر کی ہے ویسا کرنے کے واسطے جد و جہد اور دعا و توجہ کی اشد ضرورت ہے

اور یہ عاجز اُس وقت بسبب بیمار رہنے کے ایک عرصہ تک جد و جہد سے مجبور ہے۔ پھر کوئی ایسا اشتہار نہیں ہے جو موافق خیال ہندو مذکور کے ہو یعنی یہ کہ جو کچھ وہ خواہش کرے اُس کی خواہش کے مطابق کوئی خرق عادت خداوند کریم ظاہر فرما دے بلکہ اشتہار یہی ہے کہ جیسا خداوند کریم کو منظور ہو کوئی خرق عادت ظہور میں آئیگا جو انسانی طاقتوں سے باہر ہو۔ طلب اسلام میں بدیدن خرق عادت کے اسی خرق عادت کا طالب ہونا جس کو مدعی خود درخواست کرے اور کسی دوسرے امر پر قانع نہ ہو جو خداوند کریم کی مرضی سے ظاہر ہو ایک قسم کی ہٹ دھرمی ہے اگر اس کو اسلام کی خواہش ہے اور وہ میرے اشتہار کے مضمون پر بہ تحمل آنا چاہتا ہے تو اُس کی تسلی کے واسطے میں تیار ہوں اور اگر وہ دنیا طلبی کے پیرایہ میں دین کا طالب ہونا چاہتا ہے یہ امر اگرچہ محالات سے نہیں ہے مگر تاہم مشکلات سے معلوم ہوتا ہے امید ہے کہ آپ نے بھی اشتہار شرطیہ کو دیکھا ہوگا اور اس لئے بھی آپ اُس کو اُس کا مطلب اچھی طرح پر سمجھا دیں پھر اگر اُس کو خواہش سچی ہو تو وہ اپنی تسکین کر سکتا ہے والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ زیادہ زیادہ۔

خاکسار غلام احمد از قادیان ۷ نومبر ۹۰ء

۴۷
۱۹

از عاجز عائذ باللہ الصمد غلام احمد بخدمت اخویم صاحبزادہ سراج الحق سلمہ تعالےٰ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ واقعہ وفات آپ کی والدہ ماجدہ سے حزن و اندوہ ہوا انا للہ و انا الیہ راجعون خدا تعالےٰ

آپ کو صبر بخشے اس میں کیا شک ہے کہ آپ اولیاء کے قائل ہیں اور حقیقت
ولایت کو بدلی اعتقاد مانتے ہیں عجیب خیال کے وہ لوگ ہیں کہ کاملین
کو منکرین قرار دیں اور تکفیر میں مستعجل ہوں ایک مولوی صاحب نے
میری تکفیر کے لئے مکہ معظمہ تک تکلیف کشی کی کسی کے کافر کہنے سے
کب کوئی کافر بن سکتا ہے کافر وہ ہے جو خدا تعالےٰ کے نزدیک کافر ہے
جو شخص مسلمان کو کافر کہے درحقیقت وہی خدا تعالےٰ کے نزدیک کافر ٹھیرتا
ہے ایسے لوگوں کی باتوں سے مضطرب نہیں ہونا چاہیئے میرے نزدیک
مومن کی یہی نشانی ہے کہ نادان لوگ اس کو کافر کہیں فرعون نے
حضرت موسیٰ سے کہا تھا وفعلت فعلتک التی فعلت وانت
من الکافرین۔ صرف اس مضمون کے چند کلمے شائع کر دئے جائیں
کہ بھائیو ہم مسلمان اور اولیاء کے وجود کے قائل اور درحقیقت ولایت
کے معترف ہیں جو شخص ہم پر یہ الزام لگاتا ہے وہ جھوٹا ہے۔ والسلام
علی من اتبع الھدیٰ

خاکسار غلام احمد عفی عنہ ۲۵ جنوری سنہ ۱۸۹۰ء

مکتوب نمبر ۲

مخلصی محبی اخویم صاحبزادہ سراج الحق صاحب سلمہ تعالےٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عنایت نامہ پہونچا موجب خوشی اور شکر گزاری کا ہوا آپکی استقامت
اور حسن ظن اور فراست کی یہ برکت ہے کہ آپ کو ایسے پر آشوب وقت
میں کوئی تزلزل پیش نہیں آیا خدا تعالےٰ آپ کو دن بدن مراتب محبت
اور اخلاص میں ترقی بخشے اور آپ کے ساتھ ہیں آپ کی ملاقات کا بہت
مشتاق ہوں اگر رمضان کے بعد ماہ شوال میں آپ کی زیارت ہو تو

مجھے بہت خوشی ہوگی میں انشاء اللہ القدیر دو تین ماہ تک ابھی اس جگہ
لدھیانہ میں ہوں رسالہ ازالہ اوہام طبع ہو رہا ہے درمیان میں طرح
طرح کے حرجوں کے باعث سے اب تک توقف ہوا امید کی جاتی ہے کہ
انشاء اللہ القدیر بہت جلد مکمل آپ سے زیادہ خیریت ہے۔ والسلام

خاکسار غلام احمد عفی عنہ از لدھیانہ اقبال گنج

۸ مئی ۱۸۹۱ء روز جمعہ

۴۹/۲۱

از عاجز عائذ باللہ الصمد غلام احمد بخدمت اخویم مکرم
صاحبزادہ سراج الحق صاحب۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عنایت نامہ پہنچا جو کچھ آپ نے بطور تحفہ عمامہ وعطر ارسال
فرمایا ہے اس ہدیہ دوستانہ کا آپ سے شکرگزار ہوں جزاکم اللہ
خیر الجزا واحسن الیکم فی الدنیا والعقبیٰ۔ خدا تعالیٰ آپ کو
بہت خوش رکھے اور مکروہات دنیا و دین سے بچاوے آمین ثم آمین
جس ہندو کے بارے میں آپ نے لکھا ہے بخشش رحمت اس کے اعتقاد
اور اخلاص پر موقوف ہے اللہ جلشانہ غنی بے نیاز ہے بجز قدم خلوص
و نیازمندی اور کوئی حیلہ اس درگاہ میں پیش نہیں جاتا شرط کے طور
پر اس کی راہ میں کچھ دینا ایک رشوت کا طریق ہے خدا تعالیٰ رشوت
ستاں نہیں ہے ہاں اس کی جناب میں کچھ درخواست کرنے کے
لئے کسی متمول حاجتمند کے لئے یہ طریق ہے کہ اپنے خلوص اور
نیازمندی کے اثبات کے لئے اس کی راہ میں اور اس کے کام
کی امداد میں کوئی نذر حسب حیثیت پیش کرے اور اگرچہ ظاہر کرے

جو کچھ اُن کے حق میں خیر یا شر مقدر ہے یا جو کچھ اُس کے امر کا انجام
ہے امید قوی ہے کہ ظاہر ہو جائے لیکن یہ جد وجہد
کا کام ہے شاید ہفتہ عشرہ اس طرف مشغول اور توجہ کرنی پڑے
اور توجہ بھی جو سخت محنت پر موقوف ہے ہر ایک کے لئے نہیں ہو سکتی
بلکہ ناحق کی تضییع اوقات معصیت میں داخل ہے ہاں ایسے شخص
کے لئے اگر کوئی دینی امداد پہنچ جائے اور دوگونہ یہ امدادی فی سبیل اللہ
عمل کر سکے تو محنت ہو سکتی ہے ورنہ نہیں سو اُس ہندو کو آپ
سمجھا دیں کہ اگر وہ اپنے نفس میں یہ طاقت پاتا ہے اور حسب حیثیت
امداد دین میں خدمت بجا لا سکتا ہے تو اس کے لئے توجہ کر سکتے ہیں
اس توجہ میں اگرچہ غالب امید استجابت دعا ہے لیکن اگر نا کامی
کے لئے تقدیر مبرم ہے تو پھر مجبوری ہو گی زیادہ خیریت والسلام۔
راقم خاکسار غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور
۲۵ اکتوبر سنہ ۱۹۰۲ء

۵۰/۲۲ محبی مکرمی اخویم صاحبزادہ سراج الحق صاحب سلمہ تعالےٰ
السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

مدت دراز کے بعد عنایت نامہ پہونچا اب یہ عاجز قادیان
میں ہے اور انشاء اللہ القدیر ابھی رہایش قادیان میں ہی ہے یہ
عاجز آپ کے اخلاص اور محبت کا نہایت شکر گزار ہے اور خدا تعالےٰ
سے بھی امید رکھتا ہے کہ آپ سے ہر ایک ابتلا میں اول درجہ استقلال
و ثابت قدمی ظہور میں آتی رہے گی۔ آپ کے نواح کی طرف
اگر کسی نے یہ خبر مشہور کی ہے کہ گویا اس عاجز نے دعویٰ مسیح موعود

تو پھر اگر آپ پر تو مجھے تعجب کی بات نہیں کیونکہ آج ہمارے مخالفوں
کا دن رات افتراؤں پر گزارہ ہے یہ مخالف لوگ اگر انصاف پر
ہوں تو خود ان کو حضرت مسیح کے دعویٰ حیات سے جو قرآن کریم
اور احادیث صحیح سے برخلاف ہے توبہ کرنا چاہیئے نہ کہ ایسے ایسے
افترا کریں جس قدر آپ محض للہ کوشش اور مباحثہ کر رہے ہیں
خدا تعالیٰ اس کا آپ کو اجر بخشے آپ کی ملاقات کو بہت عرصہ
گزر گیا ہے کبھی ملاقات بھی چاہیئے اس وقت میں نے ایک رسالہ
طبع کرانا چاہا ہے جس کا نام نشان آسمانی ہے وہ رسالہ طبع ہو رہا
ہے تین چار ہفتہ تک طبع ہو کر میرے پاس آجائے دو ہفتہ کے
بعد آپ مجھ کو ضرور یاد دلائیں تا وہ رسالہ آپ کی خدمت میں بھی
بھیجدوں زیادہ خیریت ہے والسلام

خاکسار غلام احمد ۔ ۱۱ جون ۹۲ء

۱۵ / ۲۴

اخوی مکرم معظم صاحبزادہ سراج الحق صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عرض خدمت ہے کہ آپ کا عنایت نامہ معہ خط مولوی رشید احمد صاحب
پہونچا حال مندرجہ معلوم ہوا لوگوں کے ولولہ اور شور و غل سے ڈرنا نہ چاہیئے
دین انور کی اشاعت میں کسی قسم کا رنج اور مصیبت پیش آجائے تو عین
راحت ہے مولوی رشید احمد کے خط کا جواب روانہ کر دیا نقل واسطے
ملاحظہ بلف ہذا روانہ خدمت ہے [illegible] مرض ہیضہ چند روز سے کچھ
زیادتی پر ہے اس عاجز کی بڑی لڑکی عصمت نام اسی مرض سے پرسوں
فوت ہو گئی انا للہ وانا الیہ راجعون ۔ راقم غلام احمد بقلم عباس علی ۹ ستمبر ۹۱ء

(نوٹ) اس مکتوب میں مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کے نام خط کا ذکر ہے اور اس کے بعد نمبر ۴۲ میں وہ خط بھی سلسلہ میں درج کر دیا ہے۔ واقعات کے متعلق مزید واقفیت کی غرض سے میں یہاں صاحبزادہ سراج الحق صاحب رضی اللہ عنہ کا بیان بھی درج کر دینا ضروری سمجھتا ہوں اس سے مولوی رشید احمد صاحب کی مباحثہ پر آمادگی اور پھر فرار کے اسباب اور محرکات کا پتہ لگ جائیگا۔

۴۲ - مخدوم مکرم معظم مولوی رشید احمد صاحب سلمہ تعالے۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

بعد ہذا عرض خدمت ہے کہ صاحبزادہ سراج الحق نے آپکا خط بجنسہ میرے پاس بھیجدیا حرف بحرف ملاحظہ کیا گیا۔ آپ جو اس عاجز کو واسطے بحث کے سہارنپور بلاتے ہیں مجھ کو کچھ عذر نہیں مگر اتنی بات خدمت میں عرض کرنی ہے کہ امن قائم کرنے کے واسطے آپ نے کیا بندوبست کیا ہے ڈپٹی کمشنر صاحب کی تحریری اجازت ہونی ضرور بات سے ہے اور مجالس بحث میں سپرنٹنڈنٹ یا اور کسی حاکم باختیار کا ہونا بھی امر ضروری ہے بنابریں اس قسم کی تسلی بخش تحریر ہمارے پاس بھیجدیں تو بندہ واسطے بحث کے حاضر خدمت ہو جائیگا۔ اگر لاہور آپ تشریف لے چلیں تو تسلی بخش تحریر امن قائم کرنے کی آپکے پاس ہم بھیجدیں پس اس تحریر کے جواب میں جیسا آپ مناسب سمجھیں اطلاع دیں۔

راقم غلام احمد
بقلم عباس علی

۵۳/۲۵ - مخدومی مکرمی اخویم سلمہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

پہلے آج ہی ایک خط روانہ خدمت ہو چکا ہے اب دوبارہ
اس لئے تحریر خدمت کرتا ہوں کہ چونکہ نسخجات براہین احمدیہ صرف بیس
عدد میرے پاس موجود ہیں اس لئے قرین مصلحت یہ ہے کہ اگر کم سے کم
(عـہ) فی نسخہ پر خریداران حیدر آبادی صاحب کو منظور ہو تو جس قدر
خریداری کا تخمینہ اور قطعی طور پر ارادہ ہو اس سے عدہ جلد دیں
بطور ویلیو پے ایبل بھیجے جائیں یہ مناسب نہیں معلوم ہوتا کہ اس جگہ
جمع رہیں کیونکہ بلحاظ ضخامت کتاب (عـہ) ایک ادنیٰ قیمت ہے
اور ممکن ہے کہ ان جلدوں کے روانہ کرنے کے بعد اس طرف بعض عمدہ
خریدار پیدا ہو جائیں جو سو روپیہ فی نسخہ پر کتاب لینے کو طیار ہوں
تب اگر اس جگہ کوئی کتاب ہی نہ ہو تو کیا کیا جائے اور یہ نہایت
صاف انتظام ہے کہ حیدر آباد میں جیسے جیسے کوئی خریدار کم سے کم
(عـہ) پر پیدا ہو اس کی وہاں سے اطلاع آ جائے اور فی الفور بذریعہ
ویلیو پے ایبل وہاں کتاب بھیجے جائے تا کوئی حرج عائد نہ ہو کیونکہ حساب
کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ فی الحقیقت دراصل سو روپیہ قیمت کی کتاب
ہوگی اور جو کچھ کم قیمت پر کتابیں فروخت ہوتی ہیں ان کا حرج
دیکھتا ہوں تھا۔ اول میرا خیال تھا کہ شاید صندوق میں کتابیں بہت
ہوں گی اور روپیہ کی ضرورت بھی تو اس دھوکہ سے لکھا گیا تھا لیکن
اب معلوم ہوا کہ کتابیں تو ختم ہو چکیں آپ مفصل حال دریافت کر کے
اطلاع دیں اور اس وقت تک کتابیں روانہ نہیں ہو سکتیں کہ اس میں

حرج متصور ہے جب تک پختہ بات نہ ہو تب تک ناحق کے جھگڑے کا اندیشہ ہے پہلے کئی جگہ ایسا معاملہ پیش آچکا ہے اور چار جلدیں ایک نسخہ کی ارسال خدمت ہیں انکی رسید سے مطلع فرماویں والسلام۔

خاکسار غلام احمد از مقام صدر انبالہ حاطہ ناگر ہبنی متصل محلہ کوہستان بنگلہ شیخ محمد لطیف۔ ۵ دسمبر ۱۸۸۴ء۔

۴/۲۶ از عاجز عائذ باللہ الصمد غلام احمد بخدمت اخویم صاحبزادہ سراج الحق صاحب۔ بعد السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عنایت نامہ آں مخدوم پہونچا موجب خوشی ہوا خداوند کریم آں مکرم کو خوش وخرم رکھے یہ عاجز کچھ عرصے تک بیمار رہا اور اب بھی اس قدر ضعف ہے کہ کوئی محنت کا کام نہیں ہو سکتا اسی وجہ سے ابھی کام حصہ پنجم شروع نہیں بعد درستی وصحت طبیعت انشاء اللہ شروع کیا جائیگا اپنی جو سورہ فاتحہ کے پڑھنے کی اجازت چاہی ہے یہ کام صرف اجازت سے نہیں ہو سکتا بلکہ امر ضرور یہ ہے کہ سورہ فاتحہ کے مضمون سے مناسبت حاصل ہو جب انسان کو ان باتوں پر ایمان اور ثبات قدم حاصل ہو جائے جو سورہ فاتحہ کا مضمون ہے تو برکات سورہ فاتحہ سے متمتع ہوگا آپ کی فطرت بہت عمدہ ہے اور میں بھی امید رکھتا ہوں کہ خداوند کریم جلشانہ آپ کی جدوجہد پر ثمرات حسنہ مرتب کرے گا وقال اللہ تعالے والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا۔ والسلام۔

خاکسار غلام احمد از قادیان ۷ مارچ ۱۸۸۵ء

۳

مولوی رشید احمد گنگوہی سے مباحثہ کی تحریک اور آخر اسکا انکار

میں نے ایک بار حضرت اقدس علیہ السلام سے عرض کیا کہ یہ مولوی رہ گئے اور سب کی نظر مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کی طرف لگ رہی ہے۔ اگر حکم ہو تو مولوی رشید احمد صاحب کو لکھوں کہ وہ مباحثہ کے لیئے آمادہ ہوں۔ فرمایا اگر تمہارے لکھنے سے مولوی صاحب مباحثہ کے لیئے آمادہ ہوں۔ تو ضرور لکھد و اور یہ لکھدو کہ مرزا غلام احمد قادیانی آج کل لودہیانہ میں ہیں۔ انھوں نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ اور کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ہوگئی وہ اب نہیں آویں گے اور جس عیسیٰ کے اس امت میں آنے کی خبر تھی۔ وہ میں ہوں۔

اور مولوی تو مباحثہ نہیں کرتے ہیں۔ چونکہ آپ بہت سے مولویوں اور گروہ اہل سنت والجماعۃ کے پیشوا اور مقتدا مانے گئے ہیں اور کثیر جماعت کی آپ پر نظر ہے آپ مرزا صاحب سے اس بارہ میں مباحثہ کریں چونکہ آپ کو محدث اور صوفی ہونے کا بھی دعویٰ ہے اور ماسوا اس کے آپ مدعی الہام بھی ہیں۔ (مدعی الہام اس واسطہ کر کے کہ مولوی شاہدین اور مولوی مشتاق احمد اور مولوی عبدالقادر صاحب نے گنگوہ مولوی رشید احمد صاحب متوفی کے پاس جاکر حضرت اقدس علیہ السلام کے الہامات جو براہین احمدیہ میں درج ہیں سنائے تھے مولوی رشید احمد صاحب

نے چند الہام سنکر جواب دیا تھا کہ الہام کا ہونا کیا بڑی بات ہے۔ ایسے ایسے الہام تو ہمارے مریدوں کو بھی ہوتے ہیں۔ اس پر حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ آپ کے مریدوں کو اگر ایسے الہام ہوتے ہیں تو وہ الہام ہمارے سامنے پیش کرنے چاہئیں تا کہ ان الہاموں کا یا آپ کے الہاموں کا کیونکہ مریدوں کو جب الہام ہوں تو مرشد کو تو ان سے اعلیٰ الہام ہوتے ہوں گے موازنہ اور مقابلہ کریں اور لَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْل کی وعید سے ڈریں مولوی صاحب نے کہنے کو کہدیا۔ مگر کوئی الہام اپنا یا کسی اپنے مرید کا پیش نہیں کیا کہ یہ الہام ہمارے ہیں اور یہ ہمارے مریدوں کے ہیں۔ غرضکہ اب آپ کا حق ہے کہ اس بحث میں پڑیں اور مباحثہ کریں۔ اور کسی طرح سے پہلو تہی نہ کریں کس لئے کہ ادھر تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کا زور شور سے بیان کرنا وفات کا دلیلوں یعنی نصوص صریحہ قرآنیہ اور حدیثیہ سے ثابت کرنا اور علماء اور آئمہ سلف کی شہادت پیش کرنا اور پھر مدعی مسیحیت کا کھڑا ہونا اور لوگوں کا رجوع کرنا اور آپ جیسے اور آپ سے بڑھ کر علماء[1] کے مرید ہونے سے دنیا ان

---

[1] حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا کہ صاحبزادہ صاحب تم جانتے ہو کہ علماء کا رجوع کرنا اور ہمارے ساتھ ہونا غلط نہیں ہے۔ ایک تو حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب ہیں جو ان سے کم نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑھ کر ہی ہیں۔ اور بھائی مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب ہیں جنہوں نے رسالہ اعلام الناس چھپوا کر ہمارے دعوے کی تصدیق میں چھپایا ہے حالانکہ ان کی

ہل چل مچ رہی ہے۔ اور بحث اصل مسئلہ میں ہونی چاہئے۔ یعنی عیسیٰ
علیہ السلام کی حیات و وفات میں۔ جس میں نے یہ خط لکھا اور حضرت
اقدس علیہ السلام کو ملاحظہ کرا کے روانہ کر دیا۔

اور آپ نے اس پر دستخط کر دیے اور یہ تم سراج الحق نعمانی
جمالی سرساوی لکھا گیا۔ مجھے یہ خط مولوی رشید احمد صاحب کو لکھنا
اس واسطے ضروری ہوا تھا کہ میں اور مولوی صاحب ہم زلف ہیں اور
باوجود اس رشتہ ہم زلف ہونے کے تعارف اور ملاقات بھی نہ تھی
اور قصبہ سرساوہ اور قصبہ گنگوہ ضلع سہارنپور میں ہیں اور ان دونوں
قصبوں میں پندرہ کوس کا فاصلہ ہے اور دینے برادری تعلق بھی
ہیں اور میری خوشدامن اور سسرال کے لوگ ان سے بعض مرید
بھی ہیں۔ پس یہ میرا خط مولوی صاحب کے پاس گنگوہ جانا تھا اور
مولوی صاحب اور ان کے معتقدین اور رفقا گردوں میں ایک شور
برپا ہونا تھا۔ اور لوگوں کو ٹال دینا تو آسان تھا۔ لیکن اس خط کیا
کو کیسے ٹال لیتے اور کیا بات بنائے بنی۔ اس لئے کہ مباحثہ کو قبول کرتے

مولوی رشید احمد صاحب نے اس خط کے جواب میں لکھا کہ
مخدوم مکرم پیر سراج الحق صاحب پہلے ہی اس بات کا افسوس کرتا ہوں
تم مرزا کے پاس کہاں پھنس گئے۔ تمہارے خاندان گھرانے میں

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۰۳) اور ہماری ابھی تک ملاقات بھی نہیں ہوئی ہے۔ اور یہ کیسا
عجیب سالہ کہ اسمیں ہمارا اما فی الضمیر دیا ہے اور اسمیں ہمارا اور مولوی صاحب کا
توارد ہو گیا ہے اور وہ ایک ورمولویوں بھی لئے تھے جو مجھے اسوقت یاد نہیں ہے میں نے

کس چیز کی تھی۔ اور میں بحث کو صرف اسے منظور کرتا ہوں۔ لیکن تقریری اور صرف زبانی تحریری مجھ کو ہرگز منظور نہیں ہے۔ اور عام جلسہ میں بحث ہوگی اور وفات و حیات مسیح میں کہ یہ فرع ہے بحث نہیں ہوگی۔ بلکہ بحث نزول مسیح میں ہوگی جو اصل ہے۔ کمترین رشید احمد گنگوہی

یہ خط مولوی صاحب کا حضرت اقدس علیہ السلام کو دکھلایا۔ فرمایا خیر شکر ہے۔ کہ اتنا تو تمہارے لکھنے سے اقرار کیا کہ مباحثہ کے لیے طیار ہوں گو تقریری سہی ورنہ اتنا بھی نہیں کرتے تھے۔ پھر اس کے جواب میں یہ لکھ دو کہ مباحثہ میں خلط بحث کرنا درست نہیں بحث تحریری ہونی چاہیئے تاکہ غائبین کو بھی سوائے حاضرین کے پورا پورا حال معلوم ہو جاوے اور تحریر میں خلط بحث نہیں ہوتا اور زبانی تقریر میں ہو جاتا ہے تقریر کا کوئی اعتبار نہیں ہوتا اور نہ اس کا اثر کسی پر پڑتا ہے۔ اور نہ پورے طور سے یاد رہ سکتی ہے۔ اور تقریر میں ایسا ہوتا ممکن ہے۔ کہ ایک بات کہکر اور زبان سے نکال کر پھر جانے اور مکر جانے کا موقع مل سکتا ہے۔ اور بعد بحث کے کوئی فیصلہ نہیں ہو سکتا اور ہر ایک کے معتقد کچھ کا کچھ بنا لیتے ہیں کہ جس سے حق و باطل میں التباس ہو جاتا ہے اور تحریر میں یہ فائدہ ہے۔ کہ اس میں کسی کو کمی بیشی کرنے یا غلط بات مشہور کرنے کی گنجائش نہیں رہتی ہے۔ اور آپ جو فرماتے ہیں کہ مباحثہ اصل میں جو نزول مسیح ہے۔ ہونا چاہیئے سو اس میں یہ التماس ہے کہ مسیح اصل کیونکر ہے۔ اور وفات و حیات مسیح فرع کس طرح سے ہوئی اصل مسئلہ تو وفات حیات مسیح ہے۔ اگر حیات مسیح کی ثابت

ہوگئی تو نزول بھی ثابت ہوگیا اور جو وفات ثابت ہوگئی تو نزول خود بخود باطل ہوگیا۔ جب ایک عہدہ خالی ہو تو دوسرا اس عہدہ پر مامور ہو۔ ہمارے دعوے کی بنا ہی وفات مسیح پر ہے۔ اگر مسیح کی زندگی ثابت ہو جائے تو ہمارے دعوے میں کلام کرنا فضول ہے مہربانی فرما کر آپ سوچیں اور مباحثہ کے لئے طیار ہو جاویں کہ بہت لوگوں اور نیز مولویوں کی آپ کی طرف نظر لگ رہی ہے۔ حضرت اقدس علیہ السلام نے اس پر دستخط کر دئے اور میں نے اپنے نام سے یہ خط مولوی صاحب کے پاس گنگوہ بھیجدیا۔

مولوی رشید احمد صاحب نے اس خط کے جواب میں یہ لکھا کہ افسوس ہے مرزا صاحب اصل کو فرع اور فرع کو اصل قرار دیتے ہیں اور مباحثہ بجائے تقریری کے تحریری مباحثہ میں نہیں کرتا اور ہمیں کیا غرض ہے۔ کہ ہم اس مباحثہ میں پڑیں۔ یہ خط بھی میں نے حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سنا دیا۔ آپ نے یہ فرمایا کہ ہمیں افسوس کرنا چاہئے نہ مولوی صاحب کو کیونکہ ہم نے تو ان کے گھر یعنی عقائد میں ہاتھ مارا ہے۔ اور ان کی جائداد دبالی ہے۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جن پر ان کی بڑی بڑی امیدیں وابستہ تھیں اور ان کے آسمان سے اترنے کی آرزو رکھتے تھے مار ڈالا ہے جس کو وہ آسمان میں بٹھائے ہوئے تھے اس کو ہم نے زمین میں دفن کر دیا ہے اور ان کی امیدوں پر پانی پھیر دیا ہے۔ اور بقول ان مولویوں کے اسلام میں رخنہ ڈال دیا ہے۔ اور لوگوں کو گھیر گھار کر اپنی طرف کر لیا ہے جس کا نقصان ہوتا ہے۔ وہی روتا اور چلاتا ہے۔

یہ مولوی حامیان دین اور محافظ اسلام کہلا کر اتنا نہیں سمجھتے کہ اگر کوئی اُن کی جائداد دبالے اور مکان اور اسباب پر قبضہ کرے تو یہ لوگ عدالت میں جا کھڑے ہوں اور لڑنے مرنے سے بھی نہ ہٹیں اور نہ ٹلیں جب تک کہ عدالت فیصلہ نہ کرے اور آپ یہ بہانے بتاتے ہیں۔ کہ ہمیں کیا غرض ہے۔ گویا یوں سمجھو کہ ان کو دین اسلام اور ایمان سے کچھ غرض نہیں رہی اور اب یہ حیلہ و بہانہ کرتے ہیں کہ ہمیں کیا غرض ہے۔ اگر اُن کے پاس کوئی دلیل نہیں اور اُن کے ہاتھ پلے کچھ نہیں ہے۔ اور در حقیقت کچھ نہیں ہے۔ اُن کے باطل اعتقاد کا خرمن جلکر راکھ ہوگیا یہ اگر اس بحث میں پڑیں تو اُن کی مولویت کو بٹہ لگتا ہے۔ اور ان کے علم و فضل کو سیاہ دھبہ لگتا ہے۔ اُن کی پیری پر آفت آتی ہے۔ اُن کو لکھو کہ مولوی صاحب آپ تو علم لدنی اور باطنی کے بھی مدعی ہیں اگر ظاہری علم آپ کا آپ کو مدد نہ دے باطنی اور لدنی علم سے ہی کام لیں یہ کس دن کے واسطے رکھا ہوا ہے۔

پس میں نے یہ تقریر حضرت اقدس علیہ السلام کی اور کچھ اور تیز الفاظ نمک مرچ لگا کر قلم بند کر کے مولوی صاحب کے پاس بھیجدی۔

اس کے جواب میں مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی نے یہ لکھا میں تقریری بحث کرنے کو طیار ہوں اور اگر مرزا صاحب تحریری بحث کرنا چاہیں تو ان کا اختیار ہے میں تحریری بحث نہیں کرتا۔ لاہور سے بھی بہت لوگوں کی طرف سے ایک خط مباحثہ کیلئے آیا ہے۔ مرزا چاہے تقریری بحث کرے۔

جب کسی طرح مولوی صاحب کو مفر کی جگہ نہ رہی اور دوسری طرح بھی مخلصی نہ ہوئی اور لاہور کی ایک بڑی جماعت کا خط پہنچا اور ادھر حضرت اقدس کی خدمت میں بھی اس لاہور کی جماعت کی طرف سے مولوی رشید احمد کے مباحثہ کے لئے درخواست آگئی اور اس جماعت نے یہ بھی لکھا کہ مکان مباحثہ کے لئے اور خورد و نوش کا سامان ہمارے ذمہ ہے۔ اور ہم نے بھی مولوی صاحب کو یہ لکھا کہ اگر آپ مباحثہ نہ کریں گے اور ٹال مٹال بتائیں گے اور کچے پکے عذروں سے جان چھڑا دیں گے تو تمام اخبارات میں آپ کے اور ہمارے خط چھپ کر شائع ہو جاویں گے پڑھنے والے آپ نتیجہ نکال کر کے مطلب و مقصد اصلی حاصل کر لیں گے۔

پھر دوسرے موقعہ پر حضرت اقدس نے فرمایا مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کو حضرت نے لکھا اور حجت پوری کر دی اور یہ لکھو کہ اچھا ہم بطریق تنزل تقریری مباحثہ ہی منظور کرتے ہیں۔ مگر اس شرط سے کہ آپ تقریر کرتے جاویں اور دوسرا شخص آپ کی تقریر کو لکھتا جاوے اور جب ہم تقریر کریں تو ہماری جوابی تقریر کو بھی دوسرا شخص لکھتا جاوے۔ اور جب تک ایک کی تقریر ختم نہ ہووے تو دوسرا فریق بالمقابل یا اور کوئی دوران تقریر میں نہ بولے پھر وہ دونوں تقریریں چھپ کر شائع ہو جاویں۔ لیکن بحث مقام لاہور ہونی چاہئے۔ کیونکہ لاہور دارالعلوم ہے۔ اور ہر علم کا آدمی وہاں پر موجود ہے۔

میں نے پہلی تقریر حضرت اقدس امام ہمام علیہ السلام کی مولوی صاحب کے پاس بھیجدی۔ مولوی صاحب نے لکھا کہ تقریر صرف زبانی ہوگی

لکھنے یا کوئی جملہ نوٹ کرنے کی کسی کو اجازت نہ ہوگی اور جو جس کے حق میں آویگا
حاضرین میں سے رفع اعتراض و شک کیلئے بولیگا۔ میں لاہور نہیں جاتا مرزا
ہی سہارنپور آجاوے اور میں بھی سہارنپور آجاؤنگا حضرت اقدس علیہ السلام
نے فرمایا کہ کیا بودا پن ہے اور کیسی پست ہمتی ہے۔ کہ ایسی تحریر نہ دیجاوے
تحریر میں بڑے بڑے فائدے ہیں کہ حاضرین و غائبین اور نزدیک و دور
کے آدمی بھی فائدہ اٹھا سکتے ہیں اور فیصلہ کر سکتے ہیں۔ زبانی تقریر محدود
ہوتی ہے جو حاضرین اور سامعین تک رہ جاتی ہے حاضرین و سامعین بھی
زبانی تقریر سے پورا فائدہ اور کامل فیصلہ نہیں کر سکتے مولوی صاحب
کیوں تحریر دینے سے ڈرتے ہیں۔ ہم بھی تو اپنی تحریر دیتے ہیں گویا ان
کا منشا یہ ہے کہ بات بیچ بیچ میں غلط مبحث ہو کر رہ جاوے اگر گڑبڑ پڑ جاوے
اور سہارنپور میں مباحثہ ہونا مناسب نہیں ہے سہارنپور والوں میں فیصلہ
کرنے یا حق و باطل کی سمجھ نہیں ہے۔ لاہور آج دار العلوم اور مخزن علم ہے
اور ہر ایک ملک اور شہر کے لوگ اور ہر مذہب و ملت کے اشخاص وہاں
موجود ہیں۔ آپ لاہور چلیں اور میں بھی لاہور چلا چلتا ہوں اور آپ کا
خرچ آمد و رفت اور قیام لاہور ایام بحث تک اور مکان کا کرایہ اور
خرچ میرے ذمہ ہوگا سہارنپور اہل علم کی بستی نہیں ہے۔ سہارنپور
میں سوائے شور و شر اور فساد کے کچھ نہیں ہے۔ یہ مضمون میں نے لکھکر
اور حضرت اقدس علیہ السلام کے دستخط کرا کر گنگوہ بھیجدیا۔ مولوی رشید احمد
صاحب نے اس کے جواب میں پھر یہی لکھا کہ میں لاہور نہیں جاتا صرف
سہارنپور تک آسکتا ہوں اور بحث تحریری مجھے منظور نہیں نہ میں خود
لکھوں اور نہ کسی دوسرے شخص کو لکھنے کی اجازت بھی دے سکتا ہوں۔

حضرت اقدس نے اس خط کو پڑھ کر فرمایا کہ ان لوگوں میں کیوں قوت فیصلہ اور حق و باطل کی تمیز نہیں رہی اور ان کی سمجھ بوجھ جاتی رہی یہ حدیث پڑھاتے ہیں اور محدث کہلاتے ہیں۔ مگر فہم و فراست سے ان کو کچھ حصہ نہیں ملا صاحبزادہ صاحب آن کو یہ لکھدو کہ ہم مباحثہ کے لئے سہارنپور ہی آجاوینگے آپ سرکاری انتظام کریں جس میں کوئی یورپین افسر ہو اور ہندوستانیوں پر پورا اطمینان نہیں ہے بعد انتظام سرکاری ہمیں لکھ بھیجیں اور کاغذ سرکاری بھیجدیں میں تاریخ مقرر پر آجاونگا اور ایک اشتہار اس مباحثہ کی اطلاع کے لئے شائع کر دیا جاویگا تاکہ لاہور وغیرہ مقامات سے صاحب علم اور مباحثہ سے دلچسپی رکھنے والے صاحب سہارنپور آجاوینگے۔

ورنہ ہم لاہور میں سرکاری انتظام کر سکتے ہیں۔ اور پورے طور سے کر سکتے ہیں۔ رہا تقریری اور تحریری مباحثہ وہ اس وقت پر رکھیں تو بہتر ہے جیسی حاضرین جلسہ کی رائے ہوگی۔ کثرت رائے پر ہم تم کاربند ہوں خواہ تحریری خواہ تقریری جو مناسب سمجھا جاویگا وہ ہوجاویگا۔ آپ مباحثہ ضرور کریں کہ لوگوں کی نظریں آپکی طرف لگ رہی ہیں۔

یہ تقریر میں نے مولوی صاحب کو لکھ بھیجی۔ مولوی صاحب نے کچھ جواب نہ دیا صرف اس قدر لکھا کہ انتظام کا میں ذمہ دار نہیں ہو سکتا ہوں۔ پھر میں نے دو تین خط بھیجے جواب ندارد۔

حضرت میر حکیم حسام الدین صاحب رضی اللہ عنہ سیالکوٹی کے نام

(تعارفی نوٹ)

حضرت میر حکیم حسام الدین صاحب رضی اللہ عنہ سیالکوٹ کے رئیس اور حضرت میر حامد شاہ صاحب رضی اللہ عنہ کے والد بزرگوار تھے۔ حضرت حکیم صاحب کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے شرف تلمذ بھی حاصل تھا۔ آپ نے طب کی بعض ابتدائی کتابیں حضور سے پڑھی تھیں حکیم صاحب مرحوم نے حضرت اقدس کو عین عنفوان شباب میں دیکھا تھا۔ اور حضور کی متقیانہ زندگی کا ان پر خاص اثر تھا۔ حضرت کی نیم شبی دعاؤں اور قرآن مجید کے ساتھ عشق و محبت کے نظارے ان کے دل کو تسخیر کر چکے تھے۔ اور یہی وجہ ہے کہ جب حضرت اقدس نے خدا کی طرف سے مامور اور مرسل ہونے کا دعویٰ کیا۔ تو حضرت حکیم صاحب کو ایک لحظہ کے لئے بھی شک و شبہہ نہیں ہوا حضرت اقدس بھی حکیم صاحب سے بہت محبت رکھتے تھے حکیم صاحب مرحوم تیز طبیعت واقع ہوئے تھے لیکن حضرت اقدس کے سامنے وہ بہت مؤدب اور محتاط ہوتے تھے۔ حضور کو حکیم صاحب کی دلجوئی اور خاطر داری ہمیشہ ملحوظ رہتی تھی۔ منارۃ المسیح کی تعمیر کا کام جب شروع ہوا تو حکیم صاحب مرحوم ہی کو اس کا اہتمام دیا گیا۔ اور انھوں نے اپنے صاحبزادے میر عبدالرشید صاحب مرحوم کو اس کام پر مامور کیا۔ غرض حضرت اقدس کے ساتھ حکیم صاحب کا اخلاص و محبت قابل رشک تھی۔ اور حضور بھی ان کا احترام کرتے تھے۔

حضرت حکیم صاحب کے ساتھ حضرت میر حسین علی شاہ صاحب رضی اللہ عنہ

کو تعلقات دامادی کی عزت حاصل تھی۔ اور خود سید خصیلت علی شاہ صاحب بھی اپنے ایمانی جوش اور اخلاص و وفا کے اعلیٰ مقام پر تھے سیرۃ صحابہ کے سلسلہ میں ان بزرگوں کا انشاء اللہ تفصیلی ذکر آئیگا۔

حضرت سید خصیلت علی شاہ صاحب کے انتقال پر حضرت اقدس نے حکیم صاحب مرحوم کو تعزیت کا ایک خط لکھا تھا اور یہی وہ مکتوب ہے جسے میں آج درج کر رہا ہوں۔ اس کے پڑھنے سے معلوم ہوگا کہ سید صاحب مرحوم کے اخلاص و محبت کی حضرت اقدس کے دل میں کیا قدر تھی۔ اور انھوں نے سلسلہ میں داخل ہو کر کیسی پاک تبدیلی کی تھی۔ اللہ تعالےٰ اُن کے مدارج کو بلند کرے۔ اور ہم کو توفیق دے کہ وہی حقیقت اور روح اپنے اعمال میں پیدا کریں۔

(عرفانی کبیر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

مکتوب ۵۵ — محبی مکرمی اخویم حکیم سید حسام الدین صاحب سلمہٗ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔

اس وقت یک دفعہ دردناک مصیبت واقعہ وفات اخویم سید خصیلت علی شاہ صاحب مرحوم کی خبر سنکر وہ صدمہ دل پر ہے جو تحریر اور تقریر سے باہر ہے طبیعت اس غم سے بے قرار ہو گئی۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

سید خصیلت علی شاہ صاحب کو جس قدر خدا تعالےٰ نے اخلاص بخشا تھا اور جس قدر انھوں نے ایک پاک تبدیلی اپنے اندر پیدا

کی تھی اور جیسے انھوں نے اپنی سعادت مندی اور نیک چلنی اور صدق و محبت کا عمدہ نمونہ دکھایا تھا۔ یہ باتیں عمر بھر کبھی بھولنے کی نہیں۔ ہمیں کیا خبر تھی اب دوسرے سال پر ملاقات نہیں ہوگی۔ دنیا کی اسی نا پائیداری کو دیکھکر کئی بادشاہ بھی اپنے تختوں سے الگ ہو گئے۔ آپ کے دل پر بھی جسقدر ہجوم غم کا ہوگا اس کا کون اندازہ کرسکتا ہے۔ اس ناگہانی واقعہ کا غم درحقیقت ایک جانکاہ امر ہے۔ لیکن چونکہ یہ خدا تعالے کا فعل ہے اس لئے ایسی بھاری مصیبت پر جس قدر صبر کیا جائے اسی قدر امید ثواب ہے لہذا امید رکھتا ہوں کہ آپ مرضی مولا پر راضی ہوکر صبر فرماوینگے۔ اور مردانہ ہمت اور استقامت سے متعلقین کو تسلی دینگے۔ میں نے ایک جگہ دیکھا ہے کہ بعض خدا کے بندے جب دنیا سے انقطاع کر کے خدا تعالے سے ملیں گے۔ تو ان کے نامہ اعمال میں مصیبتوں کے وقت صبر کرنا بھی ایک بڑا عمل پایا جاوے گا۔ تو اسی عمل کے لئے بخشے جائیں گے۔

بخدمت مجی اخویم سید حامد شاہ صاحب السلام علیکم مضمون واحد

خاکسار

غلام احمد از قادیان

خط کے پہنچنے ہی دعائے مغفرت بہت کی گئی اور کرتا ہوں مگر یہ تجویز ٹھہری ہے کہ جنازہ جمعہ کے روز پڑھا جاوے۔

نوٹ:۔ چنانچہ مولانا مولوی عبدالکریم صاحب کے کارڈ سے معلوم ہوا کہ قبل از جمعہ حضور مقدس نے نماز جنازہ پڑھائی۔ اور بہت دیر تک چپ چاپ کھڑے دعائیں مانگتے رہے۔

حضرت سید محمد عسکری رضی اللہ عنہ کے نام

تعارفی نوٹ

حضرت سید محمد عسکری رضی اللہ عنہ سلسلہ کے سابقین الاولین کی جماعت میں سے ایک نہایت مخلص اور وفادار بزرگ تھے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آپ کے اخلاص ووفا کی وجہ سے آپ سے خاص محبت تھی سید صاحب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے پاس آنے کی دعوت دے رہے تھے مگر آپ نے اس وقت ان کی دعوت کو دینی امور میں انہماک اور مصروفیت کی وجہ سے منظور نہ فرمایا یہ ایسے زمانے (۱۸۸۶ء) کا واقعہ ہے جب کہ ابھی آپ بیعت نہ لیتے تھے۔ اس مکتوب میں حضور نے اپنی زندگی کا مقصد بیان کیا ہے۔ احباب متعدد دفعہ اس مکتوب کو پڑھیں جن سے انہیں حضرت اقدس کی سیرۃ مبارک کے مختلف پہلوؤں کا اندازہ ہوگا۔

(عرفانی کبیر)

مخدومی مکرمی اخویم سید محمد عسکری سلمہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہ'

عنایت نامہ پہنچا موجب تسلی ہوا۔ میں آپ کے واسطے غائبانہ بہت دعا کرتا ہوں اور آپ کے اخلاص سے خوش ہوں۔ اللہ جل شانہ آپ کے تردداتِ دور کرے۔ اس وقت میں آپکو تکلیف دینا نہیں چاہتا۔ اپریل یا مئی کے مہینے میں انشاء اللہ القدیر آپ کی یاد دہانی پر بشرط خیریت وعدم موانع آپ کو اطلاع دونگا۔ اور

شاید ان مہینوں میں کسی ایسے مقام میں میرا قیام ہو جس میں بآسانی ملاقات ہو جائے مجھے اس وقت تالیف رسالہ "سراج منیر" کیلئے نہایت مصروفیت اور خلوت ہے۔ اور میری زندگی صرف احیاء دین کے لیے ہے اور میرا اصول دنیا کی بابت یہی ہے کہ جب تک اس سے بالکل منہ نہ پھیر لیں۔ ایمان کا بچاؤ نہیں۔ راحت اور رنج گذرنے والی چیزیں ہیں۔ اگر ہم دنیا کے چند دم مصیبت و رنج میں کاٹیں گے تو اس کے عوض جاودانی راحت پائیں گے۔ بہشت انہیں کی وراثت ہے کہ جو دنیا کے دوزخ کو اپنے لئے قبول کرتے ہیں۔ اور لذات عیش و عشرت دنیوی کے لیے مرے نہیں جاتے۔ دنیا کیا حقیقت رکھتی ہے۔ اور اس کے رنج و راحت کیا چیزیں ہیں۔ آخرت کی خوش حالی کی خواہش ہے۔ اس کے لئے یہی بہتر ہے کہ تکالیف دنیوی و بالنشراح صدر اٹھائے اور اس نابکار گھر کی عزت اور ذلت کچھ چیز نہ سمجھے۔ یہ دنیا برباد ہو کر رہنے والا مقام ہے۔ جس کو آخرت پر ایمان ہے وہ کبھی اس کے غم سے غمگین نہیں ہوتا۔ اور نہ اس کی خوشی سے خوش ہوتا ہے۔ والسلام

۷ فروری ۱۸۸۳ء

مقلدین اور غیر مقلدین کے متعلق ایک اہم مکتوب

۵۷/۲ مخدومی مکرمی اخویم سلمہ۔ بعد سلام مسنون مقلدین و غیر مقلدین کے بارے میں جو آپ نے خط لکھا تھا اس میں کس فریق کی زیادتی ہے۔

سو اس عاجز کی دانست میں مقلدین و غیر مقلدین کے عوام افراط و تفر
میں مبتلا ہو رہے ہیں۔ اور اگر وہ صراط مستقیم کی طرف رجوع کریں حقی
میں ایک ہی دین اسلام کا مغز اور لب لباب توحید ہے اسی تو
کے پھیلانے کی غرض سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خدا تعالیٰ کی ط
سے آئے اور قرآن شریف نازل ہوا۔

سو توحید صرف اس بات کا نام نہیں۔ جو خدا تعالےٰ کو زبان
وحدہٗ لاشریک کہیں اور دوسری چیزوں کو خدا تعالےٰ کی طرح سمجھ کر
سے مرادیں مانگیں۔ اور نہ توحید اس بات کا نام ہے کہ گو بظاہر تقد
اور تشریعی امور کا مبدء اسی کو سمجھیں۔ مگر اس کی تقدیر اور تشر
میں دوسروں کا اس قدر دخل روا رکھیں۔ گویا وہ اس کے بھائی
ہیں۔ مگر افسوس کہ عوام مقلدین (حنفی) ان دونوں قسموں کی
میں مبتلا پائے جاتے ہیں۔ ان کے عقائد میں بہت کچھ شرک کی باتوں
دخل ہے۔ اور اولیاء کی حیثیت کو انھوں نے ایسا حد سے بڑھا دیا
ارباباً من دون اللہ تک نوبت پہنچ گئی ہے۔ دوسری طر
امور تشریعی میں آئمہ مجتہدین کی حیثیت کو ایسا بڑھایا ہے کہ گو
کئی ایک چھوٹے چھوٹے نبی مانے گئے ہیں۔ حالانکہ جیسا امو
تقدیر میں وحدت ہے۔ ایسا ہی تبلیغ کے کام میں بھی وحدت ہے
مقلد لوگ تبھی راستی پا سکتے ہیں اور اسی حالت میں
ایمان درست ہو سکتا ہے جب صاف صاف یہ اقرار کر دیں کہ ہم
مجتہدین کی خطا کو ہرگز تسلیم نہیں کریں گے۔ غضب کی بات ہے
غیر معصوم کو معصوم کی طرح مانا جائے۔ ہاں بے شک چاروں

قابل تعظیم اور شکر گذاری ہیں۔ ان سے دنیا کو بہت فوائد ہوپہنچے ہیں۔ مگر انکو پیغمبر کے درجے پر سمجھنا۔ صفات نبوی ان میں قائم کرنا۔ اگر کفر نہیں ہے۔ تو قریب قریب اُس کے ضرور ہے۔

اگر ائمہ اربعہ سے خطا ممکن نہ تھا۔ تو پھر باہم اُن میں صدہا اختلاف کیوں پیدا ہوگئے۔ اور اگر اُن سے اپنے اجتہادات میں خطا ہوئی تو پھر ان خطاؤں کو ثواب کی طرح کیوں مانا جائے۔ یہ بُری عادت مقلدین میں نہایت شدت سے پائی جاتی ہے۔ ہر ایک دیانت دار عالم پر واجب ہے کہ ایسا ہی اُن پر شدت توجہ سے حملہ کرے۔ اور خدائے جلشانہ پر بھروسہ کر کے زید و عمرو کی ملامت سے نہ ڈرے۔ اور وہ لوگ جو موحدین کہلاتے ہیں۔ اکثر عوام الناس ان میں سے اولیاء کی حالت اور مقام کے منکر پائے جاتے ہیں۔ اُن میں خشکی بھری ہوئی ہے۔ اور جن مراتب تک انسان بفضلہ تعالےٰ ہوسکتا ہے اُس سے وہ منکر ہیں۔ بعض جاہل اُن میں سے ائمہ مجتہدین رضی اللہ عنہم سے ہنسی بیجا کرتے ہیں۔

سو ان حرکات بے جا سے دو کا فرنعمت ہے اور طریق فقر و توحید حقیقی و ذوق و شوق و الہی محبت سے بالکل دور و مہجور پائے جاتے ہیں خدا تعالےٰ دونوں فریقوں کو راہ راست بخشے۔

۸ جون ۱۸۸۶ء

حضرت مولوی ابو الخیر عبد اللہ صاحب رضی اللہ عنہ کے نام

تعارفی نوٹ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک زمانہ دراز تک لوگوں کی بیعت نہیں لی اور جب کبھی کوئی شخص بیعت کے لیے عرض کرتا تو آپ یہی فرماتے تھے کہ مجھے حکم نہیں یا میں مامور نہیں لیکن جب خدا تعالےٰ نے آپ کو بیعت لینے پر مامور فرمایا تو آپ نے ۲۳ مارچ ۱۸۸۹ء م ۲۰ رجب ۱۳۰۶ھ کو لودہانہ میں بیعت لی یہ بیعت حضرت منشی احمد جان صاحب مرحوم و مغفور کے ایک مکان میں ہوئی جو اس وقت دار البیعت کے نام سے جماعت لودہانہ کے قبضہ میں ہے اس بیعت کے بعد سب سے پہلا آدمی جس کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بیعت کی اجازت دی وہ مولوی ابو الخیر عبد اللہ صاحب ولد ابو عبد اللہ احمد قوم افغان بیگانہ تنگی تحصیل چارسدہ ضلع پشاور ہیں۔ افسوس ہے کہ آج ان کے تفصیلی حالات سے ہم واقف نہیں تاہم میں اس کوشش اور فکر میں ہوں کہ ان کے حالات معلوم ہوسکیں۔ مکرمی صاحبزادہ سراج الحق صاحب بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے مولوی ابو الخیر صاحب کو دیکھا تھا تیس پینتیس سال کے خوشرو نوجوان تھے۔ میانہ قد تھا ذی علم اور متقی انسان تھے۔ ان کے چہرہ سے رشد اور سعادت کے آثار نمایاں تھے۔ حضرت مسیح علیہ السلام نے جو اجازت نامہ مولانا ابو الخیر عبد اللہ صاحب کو لکھکر دیا تھا وہ تاریخ بیعت سے پورے ایک ماہ چھ دن بعد لکھا یعنی ۲۹ اپریل ۱۸۸۹ء مطابق ۲۸ شعبان ۱۳۰۶ھ۔

اس اجازت نامہ کے پڑھنے سے معلوم ہوگا کہ آپ کن لوگوں سے بیعت لینا چاہتے تھے۔ اور بیعت لینے والے کے فرائض کیا یقین کرتے تھے؟ اس سے اس روح کا پتہ لگتا ہے جو آپ کے اندر اپنے خدام کے لئے تھی یعنے آپ اپنے خادموں کے لئے بہت دعائیں کرتے تھے تاکہ اُن میں وہ تبدیلی پیدا ہو جائے جو خدا تعالےٰ تک پہنچانے کا ذریعہ ہوتی ہے۔

مولوی ابوالخیر عبداللہ صاحب سابقون الاولون میں سے ہیں اُنھوں نے ۱۹ رجب ۱۳۰۶ھ کو بمقام لودہانہ بیعت کی تھی اور بیعت کرنے والوں میں اُن کا نمبر پانچواں تھا جیسا کہ سیرۃ المہدی حصہ سوم کے صفحہ ۹ سے ظاہر ہوتا ہے چونکہ پہلے آٹھ نمبر کے احباب کے نام قیاس اور دوسری روایات کی بنا پر لکھے ہیں اس لئے مولوی صاحب کی سکونت کے متعلق بھی محض قیاس سے چارسدہ یا خوست لکھدیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ تنگی تحصیل چارسدہ ضلع پشاور کے رہنے والے تھے اور سلسلہ میں پہلے آدمی تھے جنکو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیعت کی اجازت دی چنانچہ جو اجازت نامہ ان کو لکھکر دیا گیا اسے میں نے مکتوبات ہی کے سلسلہ میں درج کر دیا ہے۔

(عرفانی کبیر)

م ص
ا

بسم اللہ الرحمن الرحیم ؛ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

الحمد للہ والسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ۔ اما بعد از عاجز عائذ باللہ الصمد غلام احمد بخدمت اخویم مولوی ابوالخیر عبداللہ پشاوری بعد از سلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، واضح باد۔ کہ چونکہ اکثر خلق کے طالب کہ جو اس عاجز سے

بیعت کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں بوجہ ناداری و سفر دور و دراز یا بوجہ کم فرصتی و مزاحمت تعلقات قادیان میں بیعت کیلئے پہنچ نہیں سکتے اسلئے باتباع سنت حضرت مولانا و سیدنا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم یہ قرین مصلحت معلوم ہوا کہ ایسے معذور و مجبور لوگوں کی بیعت ان سعید لوگوں کے ذریعہ سے لیجائے کہ جو اس عاجز کے ہاتھ پر بیعت کر چکے ہیں سو چونکہ آپ بھی شرف اس بیعت سے مشرف ہیں اور جہاں تک فراست حکم دیتی ہے رشد اور دیانت رکھتے ہیں۔ اس لیئے وکالتاً اخذ بیعت کیلئے آپکو یہ اجازت نامہ دیا جاتا ہے آپ میری طرف سے وکیل ہو کر اپنے ہاتھ سے بندگان خدا سے جو طالب حق ہوں بیعت لیں مگر انہیں کو اس سلسلہ بیعت میں داخل کریں کہ جو سچے دل سے اپنے معاصی سے توبہ کرنے والے اور اتباع طریقہ نبویہ کیلئے مستعد ہوں اور ان کے لیئے دلی تضرع سے دعا کریں اور پھر نام آنکے بقید ولدیت و سکونت و پیشہ وغیرہ اس تصریح سے اصل سکونت کہاں ہے اور کس محلہ میں اور عارضی طور پر کہاں ہیں بھیج دیں۔ تا یہ عاجز ان کیلئے دعا کرنے کا موقعہ پاتا رہے اور پورے تعارف سے وہ یاد رہیں۔ والسلام علیٰ من اتبع الہدےٰ۔

راقم احقر عباد اللہ عبداللہ الصمد غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور پنجاب۔ اٹھائیس شعبان ۱۳۰۶ھ مطابق ۲۹ اپریل ۱۸۸۹ء روز دوشنبہ

نشان مہر الیس اللہ بکافٍ عبدہ

مکرمی اخویم ڈاکٹر فیض محمد خان صاحب کو السلام علیکم پہنچا دیں اور ہر ایک صاحب جو بیعت کریں مناسب ہے کہ وہ براہ راست بھی اپنا اطلاعی خط بھیجدیں۔

حضرت صوفی سید حافظ تصور حسین رضی اللہ عنہ کے نام

(تعارفی نوٹ)

حافظ سید تصور حسین صاحب رضی اللہ عنہ، بریلی کے رہنے والے تھے جب حضرت سید عزیز الرحمٰن صاحب رضی اللہ عنہ، بیعت کرکے بریلی پہونچے تو انھوں نے علم تبلیغ کو بلند کیا وہ نہایت جری اور نذر بیان تھے بریلی ایک خاص قسم کے علماء دین کا مرکز تھا اور اب بھی ہے اُن کے جانے سے وہاں احمدیت کا گھر گھر چرچا ہونے لگا اسی سلسلہ میں حضرت صوفی سید تصور حسین صاحب رضی اللہ عنہ کو سب سے پہلے اس کی طرف اولاً مخالفانہ رنگ میں توجہ ہوئی جو آخر انہیں سلسلہ حقہ میں لے آئی حضرت سید عزیز الرحمٰن صاحب نے ان کے تذکرہ میں فرمایا

الغرض گھر گھر احمدیت کا چرچا تھا اس چرچے کی وجہ سے صوفی تصور حسین صاحب مرحوم و مغفور کو بھی توجہ ہوئی۔ ان کو شاعری کا شوق تھا اور اس وجہ سے تمام بڑے بڑے امرائے شہر سے ان کا تعلق تھا۔ عالم بھی تھے۔ حافظ بھی تھے قرآن خوب یاد تھا۔ انھوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ایک خط دس بارہ صفحے کا لکھا اور تمام بڑے آدمیوں کو دکھایا کہ میں یہ خط مرزا صاحب کو بھیج رہا ہوں سب نے اس خط کی بڑی تعریف کی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو جب یہ ملا تو انھوں نے مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اس کا جواب لکھ دو۔ مولوی صاحب نے ایک خط پر لکھا کہ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ یا تو ہماری کتابیں پڑھو یا ہمارے پاس آجاؤ۔

جب وہ کارڈ بریلی میں پہنچا تو وہ اُس کارڈ کو لیکر تمام بریلی میں پھرے۔ ہر شخص کو خط دکھاتے اور کہتے کہ دیکھو یہ مرزا صاحب کی علمی لیاقت ہے۔ میرے خط کے جواب میں یہ کارڈ آیا ہے۔ الغرض خوب مذاق اڑایا میں ان سے اسی سبب سے ناراض ہوگیا سلام علیک تک جاتی رہی۔ ایک لمبے عرصے کے بعد ملاقات ہوئی۔ میں نے بغیر سلام علیکم کہنے خطبہ الہامیہ ان کے سامنے رکھ دیا۔ انھوں نے اُسے لے لیا اور دیر تک پڑھتے رہے ایک بجے کے قریب جوش سے انھوں نے اللہ اکبر کہا۔ اور حضرت کو بیعت کا خط لکھ دیا اور لکھا کہ میرا دل حضور کے ملنے کو بہت چاہتا ہے۔ مگر میرے پاس کرایہ نہیں۔ حضور نے جواب لکھا کہ توکل پر چلے آؤ خط ملنے پر انھوں نے لکڑی کندھے پر رکھی اور چند روٹیاں پکوا کر لے آئے۔ اور مجھے کہا کہ میں قادیان جارہا ہوں میں حیران ہوا اور ان کو روکا کہ اس طرح نہیں جانا چاہئے انھوں نے حضرت کا کارڈ دکھلایا کہ یہ حکم ہے میں نے کہا کہ اچھی بات ہے اگر توکل پر جاتے ہے تو آج رات کو آپ کو روانہ کردیں گے۔ لہذا رات کی گاڑی سے قادیان روانہ کردیا۔

صوفی تصور حسین صاحب کی بیعت کے بعد بریلی میں اور بھی شور پڑگیا۔ لوگ ان کے دشمن ہوگئے۔ ایک دفعہ جب کہ وہ گلی سے گزر رہے تھے تو لوگوں نے ان کو پکڑ لیا اور قتل کرنے کی نیت سے ان کے سینے پر چاقو رکھ دیا۔ صوفی صاحب نے اپنے دشمن سے کہا کہ تم اپنا کام کرو میں حضرت مرزا صاحب کو کبھی جھوٹا نہیں کہوں گا۔

راہگیروں نے جب یہ نظارہ دیکھا تو انھوں نے شور مچایا کہ ایک
دمی کو کیوں مارتے ہو۔ اس شور پر بدمعاش انکو چھوڑ کر بھاگ گئے۔
اس طرح پر حافظ صاحب قادیان آ گئے اور پھر آ کر نہ گئے۔
کل حلال سے ان کو محبت تھی باوجود یکہ ایک رنگ میں صوفیوں اور
شائخوں کی زندگی بسر کی تھی مگر قادیان میں انھوں نے ہمیشہ محنت
ور مشقت سے کھانا ہیں کیا۔ مختلف قسم کی تجارتیں کیں میں ذاتی طور پر
جانتا ہوں کہ وہ ایک قسم کی عسرت کی زندگی بسر کرتے تھے مگر کبھی
رف شکایت زبان پر نہ آتا تھا۔ آخر مقبرہ بہشتی میں آرام فرما ہوئے
رضی اللہ عنہ) یہ مختلف مکتوبات ان کے رقعہ جات کے جواب میں ہیں مجھے
افسوس ہے کہ میرے پاس ان کے اور بھی خطوط کی نقل تھی مگر وہ خدا تعالےٰ
کی مصلحت سے ضائع ہو گئے۔

(عرفانی کبیر)

۹۵/ا

مجی اخویم حافظ صاحب

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ'

آپ کا خط میں نے اول سے آخر تک پڑھ لیا ہے۔ یہ بات بہت
درست ہے۔ کہ سعید انسان کی علامت یہی ہے کہ جب تک گوہر مقصود
ہاتھ نہ آوے سست نہ ہو اور کسل کی طرف مائل نہ ہو۔ کسی نے سچ کہا ہے سے

گر نیا شد بدست رہ بردن
شرط عشق است در طلب مردن

خدا تعالےٰ کی طلب بڑا مشکل کام ہے۔ گویا ایک موت ہے۔ بلکہ
حقیقت موت ہے۔ پھر دوسری طرف عالی ہمت اور عالی فطرت اور

وفادارِ دل کے لیئے بہت سہل بھی ہے ۔ وہ وہ ہے کہ جو زمانہ درازتک
طلب کو بھی ایک ساعت سے کم سمجھتا ہے۔ بقول حافظ ؎

گویند سنگ لعل شود در مقام صبر
آرے شود ولیک بخون جگر شود

مگر افسوس کہ دنیا میں شتاب کاروں۔ بدظنوں کم ہمتوں کا
فرقہ بہت ہے اور یہی لوگ محروم ازل سے ہیں چاہتے ہیں۔ کہ ایک
پھونک مارنے سے عرش معلی تک پہونچ جائیں۔ اور اللہ فرماتا ہے
احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا آمنا وھم لا یفتنون ۔
والسلام۔

خاکسار مرزا غلام احمد

نوٹ۔ اس مکتوب کو مکرر سہ کرر پڑھو۔ کہ اس میں سعادت
کی علامت اور اس سے اس مقام رفیع کا بھی پتہ لگتا ہے۔ جو حضرت
مسیح موعود علیہ الصلواۃ والسلام کا تھا۔

۶۰/۲

محبی اخویم مولوی منصور حسین صاحب سلمہ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہ'

آپ کا خط پہونچا میں اس وقت بیمار ہوں اور بہت ضعف
ہے۔ خون بہت آیا ہے اس لیئے میں زیادہ جواب نہیں لکھ سکتا میرے
نزدیک آپ کی خواب بہت عمدہ ہے کیونکہ اس میں شرح صدر کا لفظ
ہے جو تسلی اور اطمینان پر دلالت کرتا ہے زیادہ لکھنے سے معذور ہوں
خدا تعالےٰ فضل شامل حال رکھے آمین۔ والسلام

خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان ۲۸ مارچ سنہ ۱۹۰۵ء

۴/۶۱ ۔ مجی اخویم حافظ صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہ،

میں باعث دردِ کم معدہ و کمر و دیگر عوارض بیمار رہا اور اب بھی بیمار ہوں مسجد بھی جانے سے معذور رہا۔ انسان کے لئے ہر وقت استغفار اور توبہ اور دعا جیسی کوئی بھی چیز نہیں ہے۔ ہمیشہ سوز و گداز کے ساتھ مرضات اللہ کی طلب میں مشغول رہنا چاہیئے اور سستی سے آرام نہ کرنا چاہیئے جب تک مطلب حاصل نہ ہو جاوے یہی کامیابی کی راہ ہے ماسوا اس کے تدبّر سے درود شریف کو پڑھنا اور ہر ایک موقعہ مناسب پر دعا کرنا چاہیئے اور سب سے زیادہ خطرناک جلدبازی اور بدظنی ہے اس سے بچنا چاہیئے۔ نماز میں بہت دعا کرنی چاہیئے بجز قرآن شریف اور ادعیہ ماثورہ کے اپنی زبان میں اور میں دعا کروں گا۔

خاکسار غلام احمد عفی عنہ،

(نوٹ) اس مکتوب شریف سے واضح ہوتا ہے کہ آپ اپنے خدام کی عملی تربیت کس طرح فرماتے تھے۔ زمانہ حال کے پیروں اور مشایخ کی طرح غیر مسنون اور بدعتی طریقوں پر چہلہ کشیاں نہیں کراتے تھے بلکہ جو صحیح اور مجرب صراط مستقیم ہے اس پر چلاتے تھے۔ دعاؤں پر آپ کا بہت زور تھا اور استغفار اور درود شریف کے پڑھنے کی طرف خصوصیت سے توجہ دلاتے تھے۔ اور یہ آپ کا خود تجربہ کردہ نسخہ تھا۔

دعاؤں کے سلسلہ میں آپ نے کبھی اس امر کی طرف بھی توجہ کیا کہ

ادعیہ ماثورہ کے علاوہ اپنی زبان میں بھی دعائیں کرنی چاہئیں۔
یہ اس لئے کہ اپنی زبان میں انسان اپنے جذبات اور مطلوبات
کو نہایت وضاحت سے بیان کر سکتا ہے اور وہ نفس مدعا کو سمجھتے
ہوئے اپنے قلب میں جوش اور خشوع پیدا کرنے میں آسانی پاتا
ہے جہاں تک میری تحقیقات ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام
اس تعلیم میں پہلے شخص ہیں۔ عربوں کی زبان تو عربی تھی اس لئے ماثورہ
ادعیہ کے وقت ان کے مفہوم اور منشاء سے واقف ہونے کی وجہ
سے ان کے قلوب خشوع و خضوع سے بھر جاتے تھے مگر دوسری
اقوام جب تک اپنی زبان میں بھی دعائیں نہ کریں وہ کیفیت پیدا
نہیں ہو سکتی۔ اس مکتوب سے خود حضرت اقدس کے معمولات پر
بھی روشنی پڑتی ہے۔

(عرفانی کبیر)

۹۲ مجی اخویم سلمہٗ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ
سجدہ میں دعا یا حی یا قیوم برحمتک استغیث بہت پڑھو اصلاح
نفس کے لئے جو نہایت مشکل امر ہے خدا تعالیٰ کا فضل اور اس کی مدد
مانگتے رہو میں بھی انشاء اللہ دعا کروں گا۔ مگر ایسی ....
سنت اللہ ہے۔ موتی کتوں کے منہ میں ڈالنا مرادد کھتا ہے
کہ نااہل کو تربیت کرنا نا اہل سے نیک امید رکھنا ہے۔ ہر آدمی کی ہمت
ستہ بہ پیر ضروری ہے۔

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست
پس بہر دستے نہ باید داد دست

عزم درست اور استقامت اور خدا تعالےٰ کے ساتھ
صدق وصفا آخر کامیاب کر دیتا ہے مگر صبر درکار ہے۔

خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہ

(نوٹ) اس مکتوب میں بعض جملے پڑھے نہیں گئے پھٹ گئے
ہیں تاہم اس مکتوب میں دعاؤں کی قبولیت کے لئے ایک اصل
بیان فرمایا ہے کہ عزم صحیح اور استقامت کو نہ چھوڑا جاوے اور یہ بھی فرمایا
ہے کہ ہر آدمی اس کا اہل نہیں ہوتا کہ انسان اس کی بیعت کرے بلکہ
حق اور اولی وہی لوگ ہیں جن کا وجود خدا نما ہو۔

(عرفانی کبیر)

۶۲ مجی اخویم حافظ نصور حسین صاحب سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
یہ درست ہے کہ خدا تعالےٰ کی عطا کردہ جو انسانی قویٰ یعنی روحانی
جسمانی قوتیں ہیں اسی کے راہ میں خرچ کرنی چاہیں لیکن اسرار کا
پوشیدہ کرنا بھی ضروری ہے کہ ایک نا اہل کے آگے ایسے معارف
بیان نہیں کرنے چاہیں جن کا وہ متحمل نہ ہو سکے۔ اور مذہب وحدت
وجود کی حقیقت اس مرتبہ تک پہونچنی چاہیے کہ گویا وحدت وجود کا اس
میں جلوہ ہے اور صرف قیل وقال کچھ چیز نہیں ہے۔ عمل ضروری ہے اور
اس جگہ بعض آدمی ہمارے منشاء کے مطابق اپنی حالت درست
کرنے میں سرگرم ہیں اور بعض ابھی حقیقت سے دور ہیں ....

(نوٹ) یہ مکتوب نامکمل ہے اور نمبر ۱ اور ۲ کے فقرات محض ربط کلام
کے لحاظ سے میں نے لکھے ہیں اصل مکتوب کی نقل دریدہ ہے۔ اگر اللہ تعالےٰ
نے چاہا اور اسکی مکمل نقل دستیاب ہو گئی تو پھر مکرر شائع کر دیا جائیگا۔

(عرفانی کبیر)

احباب سیالکوٹ کے نام

تمہیدی نوٹ

سیالکوٹ کو بھی سلسلہ کی تاریخ میں بہت بڑی اہمیت ہے۔ حضرت
مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے عہد شباب کے آغاز میں
کئی سال سیالکوٹ میں گذارے۔ اس زمانہ کی یاد آپ ہمیشہ رکھتے
چنانچہ جب ۱۹۰۴ء میں آپ سیالکوٹ تشریف لے گئے تو آپ نے
ایک لیکچر کے دوران میں اپنی صداقت کے نشانات کو بیان کرتے
ہوئے فرمایا۔

اور اگر میری نسبت نصرت الٰہی کو تلاش کرنا چاہے۔ تو یاد
رہے۔ کہ اب تک ہزارہا نشان ظاہر ہو چکے ہیں منجملہ ان کے
نشان ہے۔ جو آج سے چوبیس برس پہلے براہین احمدیہ میں لکھا
گیا۔ اور اس وقت لکھا گیا۔ جب کہ ایک فرد بشر بھی مجھ سے تعلق
بیعت نہیں رکھتا تھا۔ اور نہ میرے پاس کوئی سفر کر کے آتا تھا
اور وہ نشان یہ ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ یاتیک من کل
فج عمیق۔ یاتون من کل فج عمیق یعنے وہ وقت آتا ہے

مالی تائید ہر ایک طرف سے تجھے پہنچے گی اور ہزارہا مخلوق تیرے پاس آئے گی۔ اور پھر فرماتا ہے۔ ولا تصعر لخلق اللہ ولا تسئم من الناس یعنی اس قدر مخلوق آئے گی۔ کہ تو ان کی کثرت سے حیران ہو جائیگا۔ پس چاہئے۔ کہ تو ان سے بداخلاقی نہ کرے۔ اور نہ ان کی ملاقاتوں سے تھکے۔ پس اے عزیزو! اگرچہ آپ کو یہ تو خبر نہیں کہ قادیان میں میرے پاس کس قدر لوگ آئے۔ اور کیسی وضاحت سے پیشگوئی پوری ہوئی۔ لیکن اسی شہر میں آپ نے ملاحظہ کیا ہوگا۔ کہ میرے آنے پر میرے دیکھنے کے لئے ہزارہا مخلوقات اس شہر کے ہی اسٹیشن پر جمع ہو گئی تھی۔ اور صدہا مردوں اور عورتوں نے اسی شہر میں بیعت کی۔ اور میں وہی شخص ہوں۔ جو براہین احمدیہ کے زمانے سے تخمیناً سات آٹھ سال پہلے اسی شہر میں قریباً سات برس رہ چکا تھا۔ اور کسی کو مجھ سے تعلق نہ تھا۔ اور نہ کوئی میرے حال سے واقف تھا۔ پس اب سوچو۔ اور غور کرو۔ کہ میری کتاب براہین احمدیہ میں اس شہرت اور رجوع خلائق کی چوبیس سال پہلے میری نسبت ایسے وقت میں پیشگوئی کی گئی ہے۔ کہ جب کہ میں لوگوں کی نظر میں کسی حساب میں نہ تھا۔ اگرچہ میں جیسا کہ میں نے بیان کیا۔ براہین کی تالیف کے زمانے سے قریب اسی شہر میں قریباً سات سال رہ چکا تھا۔ تاہم آپ صاحبوں میں ایسے لوگ کم ہوں گے۔ جو مجھ سے واقفیت رکھتے ہوں۔ کیونکہ میں اس وقت ایک گمنام آدمی تھا۔ اور احد من الناس تھا۔ اور میری کوئی عظمت اور عزت لوگوں کی نگاہ میں نہ تھی۔ مگر وہ زمانہ میرے لئے نہایت شیریں تھا۔ کہ انجمن میں خلوت تھی۔ اور کثرت میں

وحدت تھی اور شہر میں ایسا رہتا تھا۔ جیسا کہ ایک شخص جنگل میں۔ مجھے
اس زمین سے ایسی ہی محبت ہے جیسا کہ قادیان سے۔ کیونکہ میں اپنے
اوائل زمانہ کی عمر میں سے ایک حصہ اس میں گزار چکا ہوں۔ اور
اس شہر کی گلیوں میں بہت سا پھر چکا ہوں۔ میرے اس زمانے کے
دوست اور مخلص اس شہر میں ایک بزرگ ہیں۔ یعنی حکیم حسام الدین صاحب
جن کو اس وقت بھی مجھ سے بہت محبت رہی ہے۔ وہ شہادت
دے سکتے ہیں کہ وہ کیسا زمانہ تھا۔ اور کیسی گمنامی کے گڑھے میں میرا
وجود تھا۔ اب میں آپ لوگوں سے پوچھتا ہوں کہ ایسے زمانے میں ایسی
عظیم الشان پیشگوئی کرنا کہ ایسے گمنام کا آخرکار یہ عروج ہوگا۔ کہ
لاکھوں لوگ اس کے تابع اور مرید ہو جائیں گے۔ اور فوج در فوج
لوگ بیعت کریں گے۔ اور باوجود دشمنوں کی سخت مخالفت کے
رجوع خلائق میں فرق نہیں آئے گا۔ بلکہ اس قدر لوگوں کی کثرت
ہوگی۔ کہ وہ قریب ہوگا کہ وہ لوگ تھکا دیں۔ کیا یہ انسان کے
اختیار میں ہے۔ اور کیا ایسی پیشگوئی کوئی مکار کر سکتا ہے۔ کہ
جو بیس سال پہلے تنہائی اور بےکسی کے زمانے میں اس عروج اور
رجوع خلائق ہونے کی خبر دے، کتاب براہین احمدیہ جس میں
پیشگوئی ہے۔ کوئی گمنام کتاب نہیں۔ بلکہ وہ اس ملک میں مسلمانوں
عیسائیوں اور آریہ صاحبوں کے پاس بھی موجود ہے۔ اور گورنمنٹ
میں بھی موجود ہے۔ اگر کوئی اس عظیم الشان نشان میں شک کرے۔
تو اس کو دنیا میں اس کی نظیر دکھلانا چاہیئے۔
س۔ سیالکوٹ میں کئی نشانات آپ کی صداقت کے اس زمانے میں

ظاہر ہوئے۔ اور سیالکوٹ کے مولوی فضل احمد[2] صاحب مرحوم کو یہ عزت اور سعادت حاصل تھی کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ طالب علمی میں کچھ عرصہ قادیان میں حضرت اقدس کی تعلیم پر مامور رہے اور جب آپ نے ماموریت کا دعویٰ کیا تو سیالکوٹ میں جن لوگوں نے دعوت کو قبول کیا۔ انھوں نے اپنی بے نظیر وفاداری ایثار اور قربانی سے اپنا مقام بہت بلند رکھا۔ ان ایام میں جماعت سیالکوٹ تمام جماعتوں میں ممتاز اور سربلند تھی۔ اور اس جماعت نے حضرت مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ اور حضرت میر حامد شاہ صاحب رضی اللہ عنہ اور حضرت خصلیت علی شاہ صاحب رضی اللہ عنہ جیسے مخلص پیدا کئے۔ حضرت حکیم حسام الدین صاحب رضی اللہ عنہ کے نام کا خط میں پہلے درج کر آیا ہوں۔ اور جن احباب کے جو [illegible] سکے [illegible] درج ذیل ہیں۔

حضرت مولوی محمد شادیخان صاحب سیالکوٹی کے نام

تعارفی نوٹ

حضرت مولوی محمد شادیخاں صاحب سیالکوٹ کے باشندے تھے۔ ابتدائے سن شعور سے ان کو اسلام کی عملی زندگی کا شوق تھا۔ اور وہ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ اور حضرت حکیم الامتہ مولانا نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کے خاص احباب اور خلصین میں داخل تھے۔ جب وہ بزرگ اہلحدیث تھے مولوی محمد شادیخاں صاحب پر بھی یہ رنگ غالب تھا۔ اور جب وہ احمدی ہوئے تو یہ احمدی ہو گئے۔ ایک عرصہ تک وہ راجہ امر سنگھ آنجہانی (جموں و کشمیر) کے خاص ملازموں میں رہے ان کی دیانت امانت مسلم تھی جب حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ ریاست جموں و کشمیر کی خدمت سے فارغ ہو گئے یہ بھی نوکری چھوڑ آئے اور کچھ عرصہ تک لکڑی کی تجارت کرتے رہے بالآخر سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر قادیان ہجرت کر آئے اور اللہ تعالیٰ نے ان کو اور ان کی والدہ صاحبہ مرحومہ کو حضرت مسیح موعود

علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت کا بہت بڑا موقع دیا اور ان کے
بعد ان کی اولاد بھی سلسلہ کی خادم رہی۔ اور ان کی صاحبزادیاں
اپنے علم و شغل کے لحاظ سے ممتاز اور خدمت سلسلہ میں مصروف ہیں۔
خاکسار کعرفانی کبیر کو یہ عزت اور فخر حاصل ہے کہ کچھ عرصہ تک
ہجرت کے ابتدائی ایام میں مولوی محمد شادیخاں صاحب کو
الحکم کی خدمت کی سعادت نصیب ہوئی اور پھر انکے صاحبزادہ
مرحوم عبد الرحمن کو بھی موقعہ ملا۔ مولوی شادیخاں کو حضرت
مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عشق تھا اور وہ ایک
وفادار اور جان نثار احمدی تھے۔ سلسلہ کی تحریکوں پر ایسے کام
کر گذرتے تھے کہ لوگ حیران رہ جاتے تھے منارۃ المسیح کے چندہ
میں سب کچھ دیدیا حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے
سو آدمیوں کا ایک خاص گروہ تجویز فرمایا تھا کہ جو ایک ایک
سو روپیہ دیدے ان میں حضرت محمد شادیخاں بھی تھے
انھوں نے گھر کا سازو سامان فروخت کر کے دو سو روپیہ دیدیا۔
ابھی وہ اعلان شائع ہوا تھا ان کو علم ہوا اور انھوں
نے روپیہ بھیجدیا۔ حضرت اقدس نے اس اشتہار میں ان کی
نسبت تحریر فرمایا کہ۔

دوسرے مخلص جنھوں نے اس وقت بڑی مردانگی دکھائی
ہے۔ میاں شادیخاں لکڑی فروش ساکن سیالکوٹ ہیں ابھی
وہ ایک کام میں ڈیڑھ سو روپیہ چندہ دے چکے ہیں اور اب
اس کام کے لئے دو سو روپیہ چندہ بھیجدیا ہے اور یہ وہ متوکل

شخص ہے۔ کہ اگر اسے گھر کا تمام اسباب دیکھا جائے تو شاید تمام
جائداد پچاس روپیہ سے زیادہ ہو اور انہوں نے اپنے خط میں لکھتا
ہے۔ چونکہ ایام قحط میں اور دنیوی تجارت میں صاف تباہی
نظر آتی ہے تو بہتر ہے کہ ہم دینی تجارت کریں" اس لئے جو کچھ اپنے
پاس تھا سب بھیجدیا اور در حقیقت وہ کام کیا جو حضرت ابوبکر
رضی اللہ عنہ نے کیا تھا (اشتہار خاص گروہ) یہ صرف تعارفی نوٹ
ہے ان کے حالات زندگی اللہ تعالیٰ نے چاہا تو کتاب تعارف
میں تفصیل سے لکھنے کا عزم رکھتا ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ
والسلام نے ان کے اخلاص اور صدق و وفا کو دیکھکر انہیں وہ
شرف بخشا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا مثیل قرار دیا۔
خاکسار عرفانی کبیر سے ان کو بہت محبت تھی اور میں تو ان کے
مقام کو بہت عزت و احترام سے دیکھتا ہوں مگر اپنے اخلاص کی وجہ
سے وہ خاکسار عرفانی کا احترام کرتے تھے۔ اور یہ انکی اپنی خوبی تھی
ورنہ من آنم کہ من دانم۔ اب میں انکے نام کے مکتوبات درج کرتا ہوں
وباللہ التوفیق۔
میں یہ بھی ذکر کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ یہ مکتوبات عزیز مکرم
میاں فضل حسین مہاجر کی کوشش کا نتیجہ ہیں اس لئے مع ان کے نوٹ
کے درج کرتا ہوں۔

(عرفانی کبیر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم ﷺ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

مجبی مشفق اخویم میاں شادی خاں صاحب سلمہٗ

۶۴/۱

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مجبی اخویم حکیم فضل دین صاحب باوجود دو شادیوں کے اب تک بے اولاد ہیں۔ اور اب کئی وجوہ سے ان دو بیویوں کا ہونا نہ ہونا برابر ہے۔ اور حکیم صاحب موصوف مدت سے چاہتے ہیں۔ کہ اگر کسی شریف آدمی کے ساتھ جو اپنی جماعت میں سے ہو۔ یہ تعلق پیدا ہو جائے۔ تو یہی مراد ہے۔ اس عرصہ میں کئی جگہ ان کے لئے پیدا ہوئیں۔ اور اب بھی ہیں۔ مگر ان کی طبیعت نے کراہت کی۔ چنانچہ ایک ان میں سے اب تک بار بار خط بھیجتا ہے۔ کہ میں اپنی لڑکی آپ کو دیتا ہوں، مگر وہ اس سے کراہت کرتے ہیں۔ اب دلی توجہ سے آپ کی طرف طبیعت ان کی راغب ہوئی ہے۔ آپ کو معلوم ہے۔ کہ کس قدر وہ شریف اور صالح ہیں اور متقی حافظ قرآن اور علم دین میں خوب ماہر ہیں۔ اور واقعی مولوی ہیں۔ علاوہ ان تمام امور کے دنیوی جمعیت رکھتے ہیں۔ صاحب املاک و جائیداد ہیں۔ امید ہے آپ اپنی منشا سے اطلاع بخشیں گے۔ اور بعد استخارہ مسنونہ جس طرح آپ کی رائے ہو بلا تکلف اس سے مطلع فرمائیں زیادہ خیریت والسلام۔

خاکسار مرزا غلام احمد عفا اللہ عنہ ۲۹ جون ۹۹ء

۶۵/۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہٗ ونصلی

مجبی اخویم میاں شادی خاں صاحب سلمہٗ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ یہ خط اس وقت آپکی والدہ صاحبہ[1]

۱؎ یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خادمہ جو دادی کے نام سے مشہور تھیں۔ مرتب

مجھ سے لکھوا رہی ہیں۔ ان کو اس بات کے سننے سے بہت ہی فکر اور غم لاحق حال ہوا ہے۔ کہ آپ کو سخت تپ آتا ہے۔ اور انھوں نے ارادہ کیا تھا۔ کہ ایسے وقت سیالکوٹ کی طرف روانہ ہو جائیں۔ لیکن میں نے روکا۔ کہ موسمی تپ ہے۔ خیر ہو جائے گی۔ چنانچہ میں رات کے پچھلے حصے میں آپ کے لئے بہت دعا کرتا رہا۔ امید ہے کہ خدا تعالےٰ صحت بخشے گا۔ اگر تپ میں قے آوے تو ہوا سے پرہیز رکھیں۔ اور مناسب ہے۔ کہ چار تولہ کیسٹر آئیل سے بلا توقف جلاب لے لیں۔ اور بعد اسکے کونین تین یا چار رتی معہ کافور بقدر ایک چاول کے تین چار روز تک برابر کھا دیں۔ مگر قبض نہ ہونے پاوے اور بواپسی ڈاک اپنے حالات سے اطلاع دیں۔ باقی سب طرح سے خیریت ہے۔ اور کونین کے بعد دودھ پی لیا کریں۔ سب کو ان کی طرف سے السلام علیکم۔ والسلام

خاکسار مرزا غلام احمد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی

۳ اگست ۱۸۹۹ء

۶۶
۲

محبی اخویم میاں محمد نادی خاں صاحب سلمہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ میں مناسب دیکھتا ہوں۔ کہ دو تین روز کے لئے آپ اگر ہمیں مل جائیں۔ چند دفعہ مجھے خبر ملی۔ کہ آپ آنے والے ہیں لیکن پھر آپ نہیں آئے۔ آپ کی والدہ صاحبہ اور لڑکے دونوں منتظر ہیں۔ ضرور اس خط کو دیکھکر دو تین روز کے لئے آجائیں۔ زیادہ خیریت ہے۔ والسلام۔

خاکسار مرزا غلام احمد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ ونصلی

۶۷/۴

میرے نزدیک عائشہ[1] کا جانا مناسب نہیں ہے۔ وہ اس جگہ خدمت سے ثواب حاصل کرتی ہے۔ اور ہمیں اس کی رعایت میں کسی طرح فرق نہیں ہے۔ اس کو خود کہہ دو کہ جو کچھ اس کو کپڑہ وغیرہ کی نسبت حاجت ہوا کرے۔ وہ بلا توقف کہہ دے۔ ہم سب کچھ اس کے لئے مہیا کر دینگے۔ مگر شرم نہ کرے۔ اور دوسرے یہ امر ہے۔ کہ شریعت اسلام میں اس امر کی ممانعت نہیں ہے۔ بلکہ مستحب ہے۔ کہ جو عورتیں بیوہ ہو جائیں۔ ایام عدت کے بعد ان کا نکاح کرایا جائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنی لڑکیوں کا نکاح ثانی کرایا ہے۔ اس صورت میں اگر آپ کا منشا ہو۔ تو اس صورت میں ہماری کوشش سے بامراد یہ مطلب ہو سکتا ہے۔ لڑکی جوان اور نیک بخت ہے۔ اس کے لئے ایسا آدمی تلاش ہو سکتا ہے۔ جو عبدالکریم صاحب کا قائم مقام ہو۔ اور دنیا کی حالت بھی آسودہ اور عزت کے ساتھ رکھتا ہو۔ میرے نزدیک یہ انتظام بھی ہے۔ اور انشاء اللہ جیسا کہ اس جگہ بخیر و خوبی یہ امر حاصل ہو سکتا ہے اور ایسے آدمی کی تلاش ہو سکتی ہے۔ دوسری جگہ نہیں ہو سکتی۔ یہ ضروری ہے کہ وہ اپنی تکالیف کپڑہ وغیرہ کی بابت کہہ دیا کرے۔ والسلام ۔ مرزا غلام احمد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔

۶۸/۵

محبی اخویم میاں شادی خاں صاحب سلمہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مناسب سمجھا گیا ہے۔ کہ آپ

---

[1] ۔ بیوہ مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم

مع عائشہ بھجوا دیجئے۔ اس خط کے آجاؤ۔ باقی حالات زبانی کہے جائینگے۔
والسلام۔ مرزا غلام احمد۔ ۲۰ اگست ۱۹۰۳ء

حضرت اقدس نے منارۃ المسیح کی تعمیر کے لیے جب تحریک کی تو اس وقت منشی شادی خاں صاحب نے گھر کا اثاثہ فروخت کرکے حضور کی خدمت میں بھجوا دیا۔ جس کے جواب میں حضور علیہ السلام نے یہ خط لکھا۔

٦٩/٦

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی

محبی اخویم میاں شادی خاں صاحب سلمہ۔
السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ آج نصف قطعہ نوٹ یکصد روپیہ مرسلہ آپ کا مجھ کو پہنچا آپ نے خدا تعالیٰ کی راہ میں بڑی بہادری دکھلائی ہے۔ اگر کوئی نواب ایک لاکھ روپیہ بھی دے تب بھی وہ اس ثواب کا مستحق نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اپنی طاقت سے بہت بڑھ کر کام کیا ہے۔ خدا تعالیٰ آپ کو جزائے خیر بخشے اور آپ کی والدہ معظمہ کو تمام ثوابوں میں داخل کرے آمین ثم آمین۔
والسلام۔ خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان ۱۷ جون ۱۹۰۳ء

اس کے بعد منشی صاحب مرحوم نے گھر کی چارپائیاں تک بھی فروخت کر دیں۔ اور پھر مزید ۱۱۰ روپے پیش کیے جس پر حضور علیہ السلام نے فرمایا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محبی اخویم میاں شادی خاں صاحب سلمہ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ نے جو علاوہ پہلے چندہ مبلغ دو سو روپیہ کے ایک سو دس اور چندہ دیا ہے۔ یہ کام آپ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کی طرح کیا ہے۔ اللہ تعالےٰ آپ کو دنیا اور آخرت میں اجر بخشے آمین اس قدر خدا تعالےٰ کی راہ میں اپنا مال عزیز خرچ کرنا جو ہزار محنت اور شفقت سے جمع کیا جاتا ہے صاف دلیل ہے کہ آپ اللہ تعالےٰ اور آخرت کو ہر ایک امر پر مقدم رکھتے ہیں۔
جزاکم اللہ خیر الجزا والسلام۔ خاکسار مرزا غلام احمد۔
۱۸ر جولائی سنہ ۱۹۰۰ء۔

سنہ ۱۹۰۰ء میں منشی صاحب مرحوم نے حضور علیہ السلام کی خدمت میں مندرجہ ذیل عریضہ لکھا جو درج ذیل ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم
الحمد للہ الذی ہو رحمۃ للعالمین۔ اما بعد السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
قادیان میں دوکان نکال لینے کے واسطے میں نے سفر اختیار کیا۔ کہ اگر برادرم اللہ دتہ صاحب بطریق سابق روپیہ منافع پر دیدے تو دوکان کی جائے مگر اتفاقاً انہوں نے چھترے خریدے ہوئے تھے پھر میں سیالکوٹ گیا۔ وہاں بعض نے ہمدردی دکھائی اور کہا ملازمت چاہو تو مل سکتی ہے۔ ورنہ دکان کرو تو روپیہ منافع پر مل جائیگا۔ یا شراکت کرو تو ہم شریک بھی ہو سکتے ہیں۔ مگر میں اب شراکت سے بیزار ہوں۔ البتہ منافع پر لے لونگا۔ یا ملازمت

کرونگا۔ میرے پاس سندات موجود ہیں اب حضور اجازت فرمائیں۔ تو میں بنا عیال سیالکوٹ لے جاؤں۔ اور دعا کریں کہ رب العالمین دین و عقبیٰ نیک کرے۔ لیس کمثلہٖ شیءٌ وھو السمیع العلیم۔ لا الٰہ الا ھو الرحمٰن الرحیم آمین اگرچہ میں عاصی پر تقصیر ہوں۔ مگر امید وار ہوں کہ اللہ کریم رحیم رب العالمین آپ کی طفیل آپ کے جلیس کو دنیا و آخرت میں خوار نہیں فرمائیگا۔ مجھے حضور علیہ السلام کی جدائی کا سخت رنج رہیگا۔ جبتک پھر نہ میں آؤنگا۔ مگر جدائی میں اپنے غریب مرید کو محض للہ یاد فرماتے رہنا اور اپنی دعاؤں میں شامل کرتے رہنا عاجزانہ عرض ہے۔ والسلام

فدوی محمد شادی خان کمترین مریداں۔ مورخہ ۴ر اگست ۱۹۰۶ء

منشی صاحب مرحوم کے مندرجہ بالا خط کے جواب میں حضور علیہ السلام نے انہی کے رقعہ کی پشت پر مندرجہ ذیل الفاظ تحریر فرمائے۔

۱۷/۸

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ یہ بات تو میرے نزدیک بہت مناسب ہے۔ کہ کوئی کام کیا جائے۔ بغیر کام کے عیال والے کے اخراجات چل نہیں سکتے۔ اسی غرض سے میں نے کہا تھا۔ کہ لکھاری ہے۔ کوئی موٹا کام جس کی ہر ایک کو حاجت ہوتی ہے شروع کیا جائے۔ سو اگر قادیان میں اس کا کوئی انتظام نہیں بنتا تو اجازت ہے سیالکوٹ میں چلے جائیں۔ شاید اللہ تعالےٰ وہاں کوئی تجویز بنا دے۔ دل کی نزدیکی چاہیئے اگر بعد مکانی ہو تو کیا مضائقہ ہے۔ والسلام

خاکسار مرزا غلام احمد

حضرت مولوی عبداللہ سنوری رضی اللہ عنہ کے نام

تعارفی نوٹ

حضرت مولوی عبداللہ صاحب رضی اللہ عنہ (جو منشی عبداللہ سنوری کے نام سے مشہور ہیں) سابقون الاولون کی جماعت میں ایک برگزیدہ اور ممتاز بزرگ ہیں وہ اپنے مال و دولت کے لحاظ سے نہیں اپنے علم و فضل رسمی کیوجہ سے نہیں بلکہ محض اپنے اخلاص تقوی اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ کمال عشق و محبت اور آپ کی راہ میں فداکاری کا شریف جذبہ رکھنے کیوجہ سے انھوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بے شمار نشانات و آیات کا معائنہ کیا اور ایک شاہد عینی کی حیثیت سے اپنے ایمان و اخلاص میں ترقی پائی۔ حقیقت یہ ہے کہ حضرت منشی عبداللہ صاحب ان لوگوں میں سے ہیں جنھوں نے

خدا تعالےٰ کا نزول برائی العین مشاہدہ کیا ان کے حالات زندگی پر انشاء اللہ سیرت تذکرہ کتاب تعارف میں ہوگا۔ یہاں میں صرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات کو درج کر دیتا ہوں جو حضرت نے ازالہ اوہام میں اپنے مخلص دوستوں کے ضمن میں منشی صاحب ممدوح کے متعلق فرمائے۔

میں یہ بھی ظاہر کر دینا چاہتا ہوں کہ حضرت مولوی محمد اسماعیل صاحب مولوی فاضل و منشی فاضل رضی اللہ عنہ نے حضرت منشی صاحب کے مکتوبات کو جمع کر کے اس کا ایک اڈیشن شائع کر دیا

جس پر قریباً چوتھائی صدی گذرتی ہے مگر میں نے مناسب سمجھا کہ مکتوبات احمدیہ کے اس سلسلہ تکمیل میں انہیں بھی درج کر دوں۔ اور احباب حضرت فاضل محمد اسماعیل کے لئے دعا کریں۔

اب میں ازالہ اوہام میں شایع شدہ ارشاد حضرت درج کر کے مکتوبات کو جمع کرتا ہوں وباللہ التوفیق۔

(عرفانی کبیر)

"یہ جوان صالح اپنی فطرتی مناسبت کی وجہ سے میری طرف کھینچا گیا ہے۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ وہ ان وفادار دوستوں میں سے ہے جن پر کوئی ابتلا جنبش نہیں لا سکتا وہ متفرق وقتوں میں دو دو مہینہ تک بلکہ زیادہ بھی میری صحبت میں رہا اور میں ہمیشہ بنظر امعان اس کی اندرونی حالت پر نظر ڈالتا رہا ہوں سو میری فراست نے اس کی تہ تک پہنچنے سے جو کچھ معلوم کیا۔ وہ یہ ہے کہ یہ نوجوان درحقیقت اللہ و رسول کی محبت میں ایک خاص جوش رکھتا ہے اور میرے ساتھ اس کے اس قدر تعلق محبت کے بجز اس بات کے اور کوئی بھی وجہ نہیں ہو سکتی کہ مجھے یقین ہو گیا ہے کہ یہ شخص محبان خدا اور رسول سے ہے اور اس جوان نے بعض خوارق اور آسمانی نشان جو اس عاجز کو خدا تعالیٰ کی طرف سے ملے بچشم خود دیکھے ہیں جن کی وجہ سے اس کے ایمان کو بہت فائدہ پہنچا الغرض میاں عبداللہ نہایت عمدہ آدمی اور میرے منتخب محبوں میں سے ہے۔ اور باوجود تھوڑے سے گذارہ ملازمت پٹواری کے بہ حسب مقدرت اپنی خدمت مالی میں بھی حاضر ہے۔ اب بھی بارہ روپے سالانہ چندہ کے طور پر مقرر کر دیا ہے۔ بہت بڑا موجب میاں عبداللہ کے زیادت خلوص محبت و اعتقاد کا یہ ہے کہ وہ اپنا خرچ بھی کر کے ایک عرصہ تک میری صحبت میں آ کر رہتا رہا اور کچھ آیات باہر دیکھتا رہا سو اس تقریب سے روحانی امور میں ترقی پا گیا۔ کیا اچھا ہو کہ میرے دوسرے مخلص بھی اس عادت کی پیروی کریں۔"

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؛ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مکتوبات

۴۲

(۱) پوسٹ کارڈ۔ مشفقی مکرمی اخویم میاں عبد اللہ صاحب سلمہٗ

بعد سلام مسنون آپ کا عنایت نامہ پہنچا۔ ابھی تک بباعث بعض موانع یہ عاجز قادیان میں ہے سوجان پور کی طرف نہیں گیا۔ اور بوجہ علالت وضعفِ طبیعت ابھی ہندوستان کی سیر میں تامل ہے۔ شاید اگر خدا تعالیٰ نے چاہا۔ تو یہ بات موسم سرما میں میسر آجائے۔ ہر ایک امر اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ کبھی کبھی اپنے حالات سے مطلع فرماتے رہیں۔ خواب آپ کی انشاء اللہ بہت عمدہ ہے کہ بعض نقصانی آلائشوں سے پاک ہونے کی طرف اشارہ ہے واللہ اعلم

خاکسار۔ غلام احمد از قادیان۔ ۷ ستمبر ۱۸۹۲ء

(نوٹ) سوجان پور کے طرف تشریف لے جانے کا ارادہ حضور کا اس بنا پر تھا۔ کہ حضور کو اِن ایام میں یہ خواہش تھی۔ کہ کسی ایسی جگہ چلے جائیں جہاں نہ ہم کسی کو جانتے ہوں۔ نہ ہمیں کوئی جانتا ہو۔ اس پر جناب مولوی عبد اللہ صاحب نے حضور کی خدمت میں درخواست کی کہ حضور اس خاکسار (مولوی عبد اللہ صاحب) کو بھی اپنے ہمراہ لے جائیں۔ حضور نے مولوی عبد اللہ صاحب کی اس درخواست کو منظور فرمالیا۔ اسی بنا پر مولوی عبد اللہ صاحب کے خط کے جواب میں حضور نے تحریر فرمایا کہ ابھی تک بباعث بعض موانع یہ عاجز قادیان

میں ہے۔ سوجان پور کے طرف نہیں گیا۔ اسی اثنا میں حضور کو اللہ تعالےٰ
کے طرف سے یہ الہام ہوا کہ "تمہاری عقدہ کشائی ہوشیار پور میں ہوگی"
اس لیے حضور نے سوجان پور کی طرف جانے کا ارادہ ملتوی کر کے
ہوشیار پور جانے کا ارادہ فرما لیا۔ چنانچہ اسی بنا پر حضور شروع
جنوری ۱۸۸۶ء میں مولوی عبداللہ صاحب حافظ حامد علی صاحب
اور ایک شخص فتح خاں اہام کو اپنے ہمراہ لیکر سید ھے ہوشیار پور کو
روانہ ہو گئے۔ اور وہاں پہنچ کر شیخ مہر علی صاحب رئیس (جو اُس
وقت حضور سے محبت اور اخلاص رکھتے تھے) کے طویلہ میں جا کر چالیس
روز تک ایک بالا خانہ میں بالکل الگ رہے۔ حضور کے ہمراہ خدام رفقاء
اسی طویلہ میں نیچے کے حصہ میں الگ رہتے تھے۔ چنانچہ وہاں حضور
نے چلہ کشی کی۔ اور پھر ۲۰ روز وہاں اور ٹھیر کر مارچ ۱۸۸۶ء میں
واپس قادیان کو تشریف لائے۔

ہندوستان کی سیر ۱۸۸۹ء میں آکر حضور نے صرف اس قدر کی۔
کہ لدھیانہ میں بیعت لینے کے بعد علی گڈھ تشریف لے گئے۔ اور وہاں
ایک ہفتہ کے قریب سید تفضل حسین صاحب تحصیلدار کے ہاں ٹھیر کر وہاں
سے پھر واپس لدھیانہ تشریف لائے۔

۶۳
۲۔ (پوسٹ کارڈ) مشفقی اخویم سلمہ

بعد سلام مسنون۔ آپ کا عنایت نامہ پہونچا۔ یہ عاجز کچھ دنوں
سے بیمار ہے۔ طاقت زیادہ تحریر کی نہیں۔ ضعف بہت سا ہو رہا ہے۔
مگر آپ کی خوابیں انشاء اللہ نیک ہیں۔ جائے فکر نہیں۔ مفصل لکھنے کی

اگر طاقت ہوتی تو لکھتا۔ مگر ضعف سے مجبور ہوں۔ والسلام۔
خاکسار غلام احمد از قادیان ۱۲ اکتوبر ۱۸۸۴ء۔

۴۷

۳۔ (پوسٹ کارڈ) مشفقی مکرمی اخویم سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہ۔ سورہ بقرہ کا لفظ خواب میں سنائی دینا اس بات کی طرف اشارہ ہے۔ کہ سورہ بقرہ کیطرف رجوع کرو۔ کسی نوع کی کسر ہے۔ جو سورہ بقرہ کی طرف رجوع دلایا گیا ہے۔ اور اس سورۃ میں حقوق اللہ اور حقوق عباد کی بہت تفصیل ہے۔ اور امر اور نہی کھولکر بیان کیا گیا ہے۔ اور صبر اور ایثار کی بہت تاکید ہے۔ پس غور سے سورۃ بقرہ کا ترجمہ پڑھو۔ اور جہاں اور جس امر یا نہی میں اپنے تئیں قاصر دیکھو۔ اس حالت کو درست کرو۔ آفتاب[2]

---

[1] حضور کے اصل خط میں یہ الفاظ اسی طرح پر ہی لکھے ہوئے ہیں۔

[2] مولوی عبداللہ صاحب فرماتے ہیں۔ کہ میں نے خواب میں دیکھا تھا۔ کہ دو آفتاب جنکے درمیان کچھ تھوڑا سا فاصلہ تھا مغرب کیطرف سے چڑھے اور نصف النہار تک پہنچے ہیں۔ سو جب حضور نے اس خواب کی یہ تعبیر کی تو اسمیں "اکابر دین جن سے فائدہ دین کا پہنچے" کے الفاظ سے میں اسی وقت یہ بات سمجھا۔ کہ ایک آفتاب تو خود حضور ہیں! اور دوسرے آفتاب کیلئے منتظر تھا۔ جب حضور نے ہوشیار پور سے پسر موعود کا اشتہار دیا۔ تو اسوقت مجھکو بہت خوشی ہوئی۔ اور مجھے یقین ہو گیا۔ کہ دوسرا آفتاب بھی ہے اور اسکو میں بخوبی دیکھونگا۔ سو الحمد للہ کہ میں نے یہ دوسرا آفتاب بھی دیکھ لیا۔ جو حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفہ ثانی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں!!

سے مراد اچھی حالت یا والدین مراد ہیں۔ یا اکابرِ دین جن سے فایدہ دین کا پہنچے۔ بہرحال یہ خواب اچھی ہے آپ کی تیسری خواب بھی اچھی ہے۔ اور عاجز دعا سے غافل نہیں ہے۔ والسلام

خاکسار غلام احمد۔ یکم نومبر ۱۸۸۲ء

۵/۷۵ ۔ (پوسٹ کارڈ) از طرف خاکسار غلام احمد باخویم میاں عبداللہ صاحب

بعد سلام مسنون۔ یہ عاجز اب تک بیمار رہا ہے۔ اور اب بھی طبیعت درست نہیں۔ اس لئے تحریر جواب سے مجبور رہتا ہے۔ طاقت تحریر جواب نہیں ہے۔ والسلام۔

خاکسار غلام احمد عفی عنہ ۱۴ دسمبر ۱۸۸۲ء

بحافظ رحمۃ اللہ صاحب سلام مسنون پہنچے۔

۵/۷۶ ۔ (دستی خط بنام مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی جو اسوقت لاہور میں رہتے تھے۔)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بخدمت اخویم مکرم مولوی صاحب[1]۔ بعد السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ مسودہ خط شکستہ آں مخدوم جو محمد شاہ نام ایک شخص نے مجھکو دیا ہے۔

---

[1] جس اشتہار کا اس خط میں ذکر ہے۔ یہ وہ اشتہار ہے۔ جو سرمہ چشم آریہ۔ و شحنہ حق و آئینہ کمالات اسلام و برکات الدعا کے اخیر میں بھی لگا کر شایع کیا گیا تھا۔ اور جس کے ایک صفحہ پر اردو مضمون متعلق براہین احمدیہ و دعوے ماموریت و مجددیت ہے اور دوسرے صفحہ پر اسی اردو مضمون کا انگریزی میں ترجمہ ہے۔ اور جس جلد کا

مجھ سے اچھی طرح پڑھا نہیں گیا۔ دوسرا مسودہ جو شمس الدین کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے پڑھ لیا۔ اس عاجز نے محض اتمام حجت کی غرض سے یہ قصد کیا ہے۔ بعد اجرائے نوٹس اگر کوئی مقابلہ کے لیے آیا یا نہ آیا۔ بہر حال اتمام حجت ہے۔ اور احدی الحسنیین سے خالی نہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ عمر کا اعتبار نہیں جس قدر جلدی ہو بہتر ہے اخیر خط میں یہ عبارت ضرور چاہیئے۔ کہ اگر کوئی شخص آنے کا ارادہ کرے تو اول بذریعہ درخواست اپنے ارادہ سے مطلع کرے۔ میاں عبداللہ پٹواری جو اس کام کے لیے گئے ہوئے ہیں ان کو آپ فہمائش کر دیں۔ کہ دو ہزار اشتہار انگریزی لیکر قادیان میں آجائیں۔ اور خطوط بعد میں پہنچ جائینگے۔ انکا زیادہ توقف کرنا کچھ ضروری نہیں والسلام۔

خاکسار غلام احمد عفی عنہ ۹ فروری ۱۸۸۵ء۔

۶/۷۷۔ (پوسٹ کارڈ) مشفقی مکرمی میاں عبداللہ صاحب

بعد سلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ چونکہ خطوط کے چھپنے میں ابھی دیر ہے۔ اس لیے مناسب ہے۔ کہ آپ دو ہزار اشتہار انگریزی لیکر قادیان چلے آویں۔ اور جس روز یہ خط پہنچے۔ اسی روز روانہ ہو آویں

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۳۵) اس میں ذکر ہے یہ وہ خط ہے۔ جو اشتہار مذکور کے ساتھ حضور نے مختلف مذاہب کے لیڈروں اور پیشواؤں کے نام رجسٹرڈ کرا کر بھیجا تھا۔ اور جس میں دو ہزار چار سو روپیہ ایک سال کے لیے بغرض نشان دیکھنے کے یہاں آکر رہنے والے غیر مذہب کے ممتاز لوگوں کو دینے کا ذکر ہے۔

کہ میاں شیخ محمد خاں انبالہ کیطرف جائیں گے۔ اور اسی انتظار میں بیٹھے ہیں۔ مگر توقف نہ ہو فی الفور چلے آویں۔ اور دو ہزار اشتہار لے آویں۔ والسلام

خاکسار غلام از قادیان[1]

(نوٹ) یہ خط بھی حضور نے ۹ فروری ۱۸۸۶ء کو ہی لکھکر مولوی عبداللہ صاحب کے نام ارسال فرمایا تھا۔ جو ۱۰ فروری کو لاہور میں پہنچا۔ جیسا کہ ڈاک خانہ کی مُہر سے بھی ثابت ہوتا ہے۔

۸/۷ (پوسٹ کارڈ) یکم مارچ ۱۸۸۶ء

از عاجز غلام احمد بعد سلام مسنون۔ مناسب ہے کہ آپ جلد تر کچھ خطوط مطبوعہ ساتھ لیکر (اگر سب کالانا ممکن نہ ہو) آجائیں کہ بہت دیر مناسب نہیں اور بروقت آنے کے اشیاء مفصلہ ذیل ساتھ لاویں۔ پان عمدہ۔ کاتھ۔ چونہ۔ تمباکو زردہ جو پان میں کھاتے ہیں۔ مہندی وسمہ۔ یہ سب خرچ اور بجو اپنے لئے ضرورت ہو۔ منشی الٰہی بخش صاحب سے لیں۔ اور کل خرچ کا حساب ساتھ لے آویں۔ اگر تین روز اور ٹھہر کر کام ہو سکتا ہو۔ تو ٹھہر جاویں۔ ورنہ آجائیں۔ بخدمت منشی الٰہی بخش صاحب سلام مسنون۔

خاکسار غلام احمد

---

[1] مسنف عصاشے موسے۔

۷۹/۸ ۔ (دستی خط) بنام مولوی محمد حسین صاحب ٹبالوی)

از عاجز عائذ باللہ الصمد غلام احمد

بخدمت اخویم مخدوم و مکرم مولوی صاحب ۔ بعد السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ' عنایت نامہ آں مخدوم پہنچا ۔ اگرچہ ڈمّی کاغذ کی کتابیں اب شاید تین چار باقی ہیں ۔ اور اندرونی بہت ضایع ہو گئیں لیکن آپ کی تاکید کے لحاظ سے بھیجی جاتی ہیں ۔ طبیعت اس عاجز کی بدستور ہے ۔ چونکہ اس جگہ مہمانوں کی اس قدر کثرت ہے ۔ کہ اکثر وقت ان کی ملاقات میں خرچ ہوتا ہے ۔ اس لئے یہ عاجز تردد میں ہے ۔ کہ ترتیب و تالیف حصہ پنجم کے لیے کس طرح فرصت نکالی جائے ۔ بارہا یہ دل میں گذرتا ہے ۔ کہ کسی ایسی طرف چلا جائے ۔ کہ جس میں کوئی پرسان نہ ہو ۔ تا خاطر خواہ فراغت سے محنت اور کوشش کیجائے ۔ مگر ابھی تک کوئی جگہ قائم نہیں ہوئی ۔ آپ نے جس قدر سعی اور توجہ کی ہے ۔ اس کے صلہ میں رسمی شکر گذاریوں سے درگذر کر کے یہ چاہتا ہوں ۔ کہ حضرت مولا کریم عزاسمہ و جل شانہ' آپ کی اس خدمت کو اپنی رضامندی اور خوشنودی کا موجب کرے ۔ کہ انسان کے لئے یہ بڑی مہم عظیم ہے ۔ کہ اس کا مالک اس پر راضی ہو جائے ۔ یہی فوز عظیم ہے ۔ جسکو بذریعہ مخلصانہ عملوں کے طلب کرنا چاہیئے ۔ خدا ہم کو اور آپ کو اس سے متمتع فرما دے ۔ والسلام ۔ خاکسار غلام احمد

۸۰/۹ ۔ (پوسٹ کارڈ) السلام علیکم ۔ میری دانست میں شجاعت ہدایت کی طرف اشارہ ہے ۔ واللہ اعلم ۔ خاکسار غلام احمد عفی عنہ از قادیان ۲ دسمبر ۸۵ء

(نوٹ) جس رات نہایت کثرت کے ساتھ ستارے ٹوٹتے تھے۔
ان کو دیکھکر مولوی عبداللہ صاحب نے حضور کی خدمت میں بذریعہ عریضہ
ان کے متعلق استفسار کیا تھا۔ جس کے جواب میں حضور نے یہ نوازش نامہ
مولوی صاحب موصوف کو لکھا۔

۸۱/۱۰ (پوسٹ کارڈ) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی۔

مشفقی میاں عبداللہ صاحب

بعد سلام مسنون۔ میں نے مناسب سمجھا ہے۔ کہ چونکہ کام ابھی دس
پندرہ روز کا معلوم ہوتا ہے۔ اس قدر عرصہ تک آپ کا امرتسر میں ٹھہرنا
بے فائدہ ہے۔ سو بالفعل واپس چلے آویں۔ اور مفصلہ ذیل چیزیں خرید کر
لے آویں۔ پھوپیل عمدہ۔ انگریزی چونہ درز عمارت مسجد بند کرنے کی
۲ پیسہ تیل مٹی۔ برتن۔ انار عمدہ شیریں ۲ اگر انار عمدہ ملیں۔ تو تین انار
لیتے آنا۔ ورنہ خیر۔ اور آج تنخواہ عـہ بیس روپیہ منشی امام الدین صاحب
کو بھیجے گئے ہیں۔ اگر دو تین روپیہ کی ضرورت ہو۔ تو ان سے لے لینا۔
اور پیسہ تیل مٹی بٹالہ میں بر مکان مولوی غلام علی صاحب جو ذیل گھر میں رہتے
ہیں۔ چھوڑ آنا۔ یہاں سے کوئی آنا لے آئیگا۔

غلام احمد عفی عنہ (تاریخ مہر ڈاک خانہ قادیان ۲۷ر جولائی ۱۸۸۶ء)

(نوٹ) منشی امام الدین صاحب حضور کے کاپی نویس تھے۔
جن کی تنخواہ بیس عـہ روپیہ ماہوار حضور کی طرف سے مقرر تھی۔ اس طرح
پر کہ جب ضرورت ہوتی تو انہیں امرتسر سے یہاں بلا لیا جاتا تھا۔ اور
بلانے پر آ جاتا۔ معاہدہ کے رو سے اس کا فرض ہوتا تھا۔ معاہدہ یہ تھا۔

کہ جبتک یہاں رہکر کام کرے بیس روپیہ ماہوار اور کھانا اسے دیا جایا کریگا۔

۸۲
۱۱۔ (پوسٹ کارڈ) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی

اخویم مکرم میاں عبد اللہ صاحب سلمہٗ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ آپ کا عنایت نامہ پہنچا۔ میں اس وقت بوجہ کثرت کار اس قدر کم فرصت ہوں۔ کہ بیان نہیں کرسکتا۔ تمہارے لیئے کئی دفعہ دعا کروں گا۔ کہ اللہ جل شانہٗ مشکل پیش آمدہ سے مخلصی عطا فرماوے۔ بخدمت مولوی صاحب سلام مسنون کہدیں۔

خاکسار غلام احمد عفی عنہٗ ۳۰ دسمبر ۱۸۸۶ء از قادیان

(نوٹ) مولوی محمد یوسف صاحب۔ جو مولوی عبد اللہ صاحب کے ماموں تھے۔

۸۳
۱۲۔ (پوسٹ کارڈ) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہٗ و نصلی

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ مناسب ہے۔ کہ چند روز یا اگر فرصت ہو۔ تو ایک دو ماہ کے لیئے اس جگہ آجاویں تا تبدیل خیال ہو۔ اللہ جل شانہٗ کے ہر ایک کام میں اسرار اور مصالح ہیں۔ بہشت کے وارث وہی متقی ہیں۔ جو دنیا کا دوزخ اپنے لیئے قبول کرلیتے ہیں۔ خدا را راضی کن تا جہاں از تو راضی شود۔ والسلام۔

خاکسار غلام احمد عفی عنہٗ

بخدمت مولوی محمد یوسف صاحب سلام مسنون

(تاریخ مہر ڈاکخانہ قادیان ۸ فروری ۱۸۸۷ء)

(نوٹ) حضرت مولوی عبداللہ صاحب نے فرمایا۔ کہ میرا ایک خاص جگہ پر نکاح ثانی کا ارادہ تھا۔ جس کے لیے میں کوشش کر رہا تھا۔ چونکہ اس لڑکی کا والد حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کا معتقد تھا۔ اس لیے حضور نے بھی اس کے لئے بہت کوشش کی۔ اور لڑکی کے والد کو خود حضور نے بڑے زور سے کہا۔ اور جو جو عذر وہ پیش کرتا رہا۔ ان سب کی حضور نے تردید کی۔ اور آخر یہاں تک فرما دیا۔ کہ ان سب باتوں کا مجھے آپ ضامن سمجھیں۔ مگر اس نے اپنی بیوی کی ناراضگی کا عذر کر کے صاف انکار کر دیا۔ جس پر حضور فرماتے تھے۔ کہ مجھے بہت رنج ہوا۔ اور میں چاہتا ہوں۔ کہ تا زیست اس کی شکل نہ دیکھوں۔ (چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور اس کے بعد اسے حضور کی زیارت نصیب نہ ہوئی۔ جب حضور نے مجھے اس گفتگو کا واقعہ سنایا۔ تو فرمایا۔ کہ یہ کہتا ہے۔ کہ میرا خدا اور میرا رسول اور میرا پیر میری بیوی ہے۔ جس جگہ وہ کہے گی۔ وہاں کروں گا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضور نے نکاح ثانی کے بارہ میں اللہ تعالےٰ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد جو ایک سے زیادہ نکاح کے متعلق ہے۔ اسے سنایا۔ اور نیز اسے خود بھی اس کے متعلق ارشاد فرمایا۔ جسے اس نے اپنی بیوی کی وجہ سے ڈر کر صاف انکار کر دیا۔ حضور کی اس کوشش سے قبل جب حضور نے اس بات کے لیے دعا فرمائی تھی۔ تو حضور کو اس بارہ میں یہ تین الہام ہوئے تھے (۱) "ناکامی" (۲) اے بسا آرزو کہ خاک شدہ (۳) "فصبر جمیل"۔ ہاں اس سے قبل حضور نے اس رشتہ کے لیے اس شخص کو خط لکھا تھا۔ جس کے بعد حضور کو الہام ہوا "ناکامی" پھر بعد

والے اور اس الہامی اطلاع کے بعد اس شخص کی طرف سے بھی نفی میں جواب آگیا۔ جس پر مجھے بہت گھبراہٹ ہوئی۔ اور اس رشتہ سے نومید ہوگیا۔ اور حضور کی خدمت میں بھی عرض کیا۔ کہ اب کوشش بے فائدہ ہے۔ کیونکہ نہ صرف اُن کی طرف سے انکار ہوا ہے۔ بلکہ الہام کے ذریعہ سے بھی معلوم ہو چکا ہے۔ کہ اس میں کامیابی نہیں ہوسکتی۔ تو حضور نے فرمایا۔ کہ نہیں ہم کوشش نہیں چھوڑتے۔ بلکہ اب ہم خود اسے کہیں گے۔ اور فرمایا۔ کہ جو تجویزیں اور تدبیریں ہم نے اختیار کی تھیں۔ ان میں بھی ناکامی ہو چکی ہے۔ اور ممکن ہے کہ کسی اور طریق سے اللہ تعالےٰ ہمیں کامیاب کردے۔ کیونکہ کل یوم ھو فی شان ہر دن اس کی نرالی شان ہوتی ہے۔ اس سے چند روز بعد حسن اتفاق سے ایک جگہ پر حضور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضور عشاء کی نماز کے بعد چارپائی پر لیٹے ہوئے تھے۔ اور چند معزز خدام بھی حاضر خدمت تھے۔ جن میں وہ شخص بھی تھا۔ حضور نے ان احباب سے فرمادیا تھا۔ کہ اب آپ لوگ آرام کریں۔ ہمیں ان سے کچھ باتیں کرنی ہیں۔ وہ لوگ اٹھ کر چلے گئے۔ اور وہ شخص اٹھکر حضور کے پاؤں دبانے لگ گیا۔ بیشتر اس سے کہ حضور کے ساتھ گفتگو شروع کرتے۔ کشف میں حضور نے دیکھا کہ اس شخص نے حضور کے بائیں ہاتھ کی ہتھیلی پر دست (راسھال) پھیر دیا۔ اور پھر کشف ہی میں حضور نے دیکھا۔ کہ اس کی دائیں ہاتھ کی انگشت شہادت کٹ گئی ہے۔ حضور نے فرمایا کہ جب مجھے یہ کشف ہوا۔ تو میں اس وقت سمجھ گیا تھا۔ کہ اس معاملہ میں یہ نہایت گندہ جواب دیگا۔ چنانچہ اس نے حضور کو ایسے ہی جواب

دے۔ جو اس نوٹ کے شروع میں درج کئے جا چکے ہیں۔ اس نشان کی طرف
حضرت صاحب نے حقیقۃ الوحی میں میرا ذکر کر کے اشارہ فرمایا ہے۔
اس کے بعد اس نے اپنی اس لڑکی کا کسی دوسری جگہ نکاح کر دیا۔ جس سے
مجھے از سر نو پریشانی ہوئی۔ اس بات کی حضور کو اطلاع پہنچ گئی۔ جس پر
حضور نے یہ خط ۱۲ لکھکر مجھے اپنے پاس بلا لیا جب اس نے اس لڑکی
کا دوسری جگہ نکاح کر دیا۔ تو اس کے بعد یہ واقعات اس کو پیش آئے کہ
پہلے اس کا سب سے بڑا اور نوجوان لڑکا مر گیا۔ جس کا اسے بہت ہی صدمہ
پہنچا۔ اس کے بعد اس کا پوتا چھوٹی عمر کا جو اسے بہت ہی عزیز تھا۔ مر گیا۔
اس کے بعد اس کا دوسرا نوجوان لڑکا مر گیا۔ اس کے بعد اس کی اپنی
بیوی کا انتقال ہو گیا۔ اور ان سب کے واقعات وفات دیکھکر آخر وہ
خود بھی مر گیا۔ اور اس کے مرنے کے بعد اس کی لڑکی کا خاوند بھی ایک لڑکا
اور ایک لڑکی چھوڑ کر مر گیا۔ اور وہ لڑکی بیوہ ہو گئی۔

میری دوسری شادی اس شخص کی زندگی میں ہی حضور نے
ایک جگہ کرا دی تھی۔ جو فریقین کے لئے بفضلہ تعالیٰ بہت ہی مبارک
ثابت ہوئی۔ جب اس نے اس بات کو مشاہدہ کر لیا اور نیز اس پر
مذکورہ بالا صدمات آئے۔ تو وہ اپنے انکار پر بہت پچھتایا۔ اور مجھے
کہا۔ کہ آپ بذریعہ خط حضرت اقدس کے پاس میرے لئے سفارش کریں۔
کہ حضور مجھے معافی دیدیں۔ اور میری بیعت منظور فرما دیں۔ چنانچہ
میں نے حضور کی خدمت میں اس کی معافی اور بیعت کے لئے خط لکھدیا۔
حضور نے اس کی بیعت منظور فرما لی۔

۸۴/۱۴۔ (پوسٹ کارڈ) مشفقی مکرمی میاں عبداللہ صاحب سلمہ

بعد سلام مسنون۔ آپ بواپسی ڈاک یہ تحریر فرماویں۔ کہ آپ کے ضروری کام کس قدر عرصہ تک ختم ہوسکتے ہیں۔ اگر آپ کا حرج نہ ہو۔ تو بہتر ہے۔ کہ یکم اکتوبر ۱۸۸۷ء تک ضرور اس جگہ پہنچ جائیں اور اگر کچھ حرج ہو۔ تو اطلاع بخشیں۔ والسلام۔ بخدمت مکرمی مولوی دنیز حکیم صاحب سلام مسنون پہنچے۔

خاکسار غلام احمد۔ ۱۱ر ستمبر ۱۸۸۷ء

۸۵/۱۴۔ (پوسٹ کارڈ) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی۔

مشفقی اخویم میاں عبداللہ صاحب سلمہ تعالیٰ۔ بعد سلام مسنون اب کام بہت قریب ہے۔ آپ کو فرصت ہو۔ اور کسی قسم کا حرج قلیل یا کثیر نہ ہو۔ تو آنا چاہیئے۔ اور اگر حرج ہو۔ تو اطلاع دینا چاہیئے۔ جواب سے جلدی مطلع کریں۔ والسلام

خاکسار غلام احمد۔ از قادیان ۲۶ر ستمبر ۱۸۸۷ء

۱۵۔ (پوسٹ کارڈ) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی مشفقی اخویم میاں عبداللہ صاحب سلمہ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ آپکے تفرقہ اور واقعہ وفات آپکی دادی صاحبہ سے بہت حزن و غم ہوا۔ خدا تعالیٰ آپکو تسلی بخشے۔ میں تم پر بہت راضی ہوں اور جانتا ہوں۔ کہ خدا تعالیٰ نے تمہارے دل میں اخلاص اور محبت بھری ہوئی ہے۔ اور لوگوں کے بگڑنے اور بدظن ہو جانے سے مجھے اندیشہ نہیں۔ بلکہ راحت ہے خس کم جہاں پاک۔ میں مخلوق پرست نہیں ہوں۔ کہ مخلوق کی دوستی یا دشمنی پر نظر رکھوں یا زیادہ خیریت ہے والسلام۔ خاکسار غلام احمد۔ ۲۸ر اکتوبر ۱۸۸۷ء

۱۶/۸۷ - (پوسٹ کارڈ) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم
مشفقی مکرمی اخویم میاں عبداللہ صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'۔ عنایت نامہ پہنچا۔ بشیر احمد سخت * بیمار ہوگیا تھا۔ یہاں تک کہ تین مرتبہ ایسی نوبت آئی کہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا آخری دم ہے۔ مگر اب بفضلہ تعالیٰ بہت آرام ہے۔ میاں اسمٰعیل کے وفات فرزند سے غم واندوہ ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اسمٰعیل بیچارہ پر بڑا صدمہ ہوا۔ خدا تعالیٰ اسے صبر بخشے۔ میں نے ایک اشتہار آپکی خدمت میں بھیجا تھا۔ یقین کہ پہنچ گیا ہوگا۔ ہمیشہ خیر وعافیت سے مطلع فرماتے رہیں والسلام۔
خاکسار غلام احمد از قادیان۔ ۱۱ / اگست ۱۸۸۸ء

۱۷/۸۸ - (پوسٹ کارڈ) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی
مشفقی عزیزی اخویم میاں عبداللہ صاحب سلمہ۔
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'۔ کل کی ڈاک میں آپ کا خط پہنچ کر موجب خوشی وخرمی ہوا۔ میں آپ کے اخلاص اور محبت سے شکر گذار ہوں۔ جزاکم اللہ خیرا۔ آج چند اشتہار بھیجے جاتے ہیں۔ اور سب طرح سے خیریت ہے۔ بشیر احمد بفضلہ تعالیٰ صحیح وتندرست ہے۔ گویا نئے سرے اللہ تعالیٰ نے اس کے قالب میں جان ڈالی ہے۔ مولوی محمد یوسف صاحب ودیگر احباب کو السلام علیکم
خاکسار غلام احمد از قادیان۔ ۲۳ / اگست ۱۸۸۸ء

---

* یہاں "بیمار" کا لفظ اصل خط سے ہی رہ گیا ہوا ہے اسلئے یہاں جگہ خالی چھوڑی گئی ہے۔
م۔ بشیر اول۔

۸۹
۱۸ - (رجسٹرڈ پوسٹ لفافہ)

(یہ مکتوب گشتی پہلے درج ہو چکا ہے)

(منقول از نسخہ منقولہ جو خود حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نقل کرا کر اس کے آخر میں خود دست مبارک سے حسب ذیل کلمات تحریر فرمائے۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی۔

مشفقی اخویم میاں عبد اللہ صاحب سلمہ۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ میں نے مناسب سمجھا کہ ایک نقل جواب مولوی حکیم نورالدین صاحب آپ کی خدمت میں روانہ کروں۔ سو بھیجتا ہوں۔ باقی خیریت ہے۔ ہمیشہ اپنے حال خیریت مآل سے مطلع فرماتے رہیں۔ والسلام۔

خاکسار غلام احمد از قادیان ۸؍ نومبر ۱۸۸۸ء

۹۰
۱۹ - (پوسٹ کارڈ) عزیزی اخویم میاں عبد اللہ صاحب سلمہ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ آپ کا عنایت نامہ پہنچا۔ آپ کا رویا انشاء اللہ القدیر نہایت عمدہ ہے۔ بہرحال جلد یا دیر سے اس کا ظہور ہو جائیگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ میں نے رفع وساوس خام طبع لوگوں کے لئے چند اشتہار چھپوائے ہیں۔ امرتسر میں چھپ رہے ہیں جب آئیں گے۔ تو اشتہار بھیجا جائیگا۔ والسلام

خاکسار غلام احمد از قادیان
۱۷؍ دسمبر ۱۸۸۸ء

۹۱

۲۰۔ (پوسٹ کارڈ) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہ۔ ۹ر جمادی الاول کو میرے گھر میں لڑکا پیدا ہوا ہے جس کا نام بطور تفاول بشیر الدین احمد رکھا گیا روز جمعہ اس کا عقیقہ ہے اطلاعاً لکھا گیا۔ والسلام

خاکسار۔ غلام احمد از قادیان۔ ۱۵ر جنوری ۱۸۸۹ء

۹۲

۲۱۔ (پوسٹ کارڈ) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کا اخلاص نامہ پہنچا۔ چونکہ مجھے پہلے سے آپ کے آنے کی بہت ضرورت ہے۔ اس لئے آپ کی تحریر سے مجھے بہت خوشی ہوئی۔ امید کہ بلاتوقف دو چار روز تک ہی آجائیں۔ یہ عاجز اکثر بیمار رہتا ہے لوگوں کے خطوط کا جواب بھی نہیں لکھا جاتا۔ امید ہے کہ آپ ہر ایک طرح کا کام محض للہ کر کے مجھے آرام پہنچائیں گے۔ والسلام علی من اتبع الہدےٰ۔

خاکسار غلام احمد از قادیان۔ ۲۲ر جنوری ۱۸۸۹ء

۹۳

۲۲۔ (پوسٹ کارڈ) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی

شفقی محبی میاں عبداللہ صاحب سلمہ تعالےٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، آپکا عنایت نامہ پہنچا۔ خط کے پڑھنے کے بعد آپ کیلئے دعا کی گئی۔ خدا تعالےٰ آپکے ترددات دور فرمائے۔ آمین۔ اور دین میں استقامت بخشے آمین رو بحق ہونا صرف ایک ہی خیال سے پیدا ہو جاتا ہے۔ جلد جلد اپنے حالات خیریت سے مطلع فرمایا کریں۔ والسلام

خاکسار غلام احمد عفی عنہ۔ ۱۱ر جولائی ۱۸۸۹ء

۹۴
۲۳ ۔ (پوسٹ کارڈ) ۲۲ فروری ۱۸۹۱ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی

مشفقی اخویم میاں عبداللہ صاحب سنوری ۔

السلام علیکم و رحمتہ اللہ و برکاتہ ۔ میں ستر ہ روز سے لدھیانہ آیا ہوا ہوں ۔ محلہ اقبال گنج اترا ہوا ہوں ۔ آپ کو اطلاع دی گئی تھی ۔ مگر کمال افسوس کہ آپ کا خط تک نہیں آیا ۔ ابھی میں ۴ مارچ ۱۸۹۱ء تک اسی جگہ ہوں ۔ اس لئے مکلف ہوں ۔ کہ اپنی خیریت سے اطلاع دیں ۔ اور اگر ایک دن کے لئے آجائیں ۔ تو بہت خوب ۔ از طرف حامد علی اور حافظ نور احمد ۔ السلام علیکم ۔

راقم غلام احمد از لدھیانہ اقبال گنج

۹۵
۲۴ ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی

مشفقی اخویم میاں عبداللہ صاحب سلمہ

السلام علیکم و رحمتہ اللہ و برکاتہ ۔ عرصہ دو ماہ سے یہ عاجز بیمار ہے ۔ پہلے دنوں میں بیماری کی ایسی شدت ہوئی تھی ۔ بظاہر امید زندگی منقطع ہو چکی تھی ۔ بلکہ خبر وفات مشہور ہو گئی تھی ۔ اب بفضلہ تعالےٰ بہت کچھ آرام ہے ۔ مگر تاہم ضعف و ناتوانی اس قدر ہے کہ خط لکھنا تو درکنار لکھوانا بھی مشکل ہے اور ہر طرف سے خط بکثرت آتے ہیں ۔ آپ براہ مہربانی اس وقت اپنے وعدہ کا ایفا فرما دیں ۔ یعنے ایک دو ماہ یہاں رہ جاویں ۔ تو مجھ کو بہت مدد ملے گی ۔ اور آپ کو ثواب ہوگا ۔ خدمت مولوی محمد یوسف صاحب السلام علیکم ۔ براہ مہربانی بہ خط

جہاں میاں عبداللہ صاحب ہوں۔ وہیں پہنچا دیں۔ والسلام
مرسلہ مرزا غلام احمد از قادیان۔ ۳۱ مئی ۱۸۹۰ء
(یہ خط و نیز خطوط ۲۵ لغایت ۲۷ حضرت اقدس کے اپنے دست مبارک کے لکھے ہوئے نہیں مگر لفظ بہ لفظ لکھوائے ہوئے حضرت اقدس ہی کے ہوتے ہیں۔ واللہ اعلم)

۹۶
۲۵۔ (پوسٹ کارڈ) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی
مشفقی اخویم میاں عبداللہ صاحب سلمہ
السلام علیکم و رحمۃ اللہ۔ آپ کا خط پہنچا۔ چونکہ میں ایک عرصہ سے بیمار ہوں۔ اور بہت ناطاقت ہو گیا ہوں۔ اس لئے مجھ سے خطوط کا جواب نہیں لکھا جاتا۔ اگر آپ ایسے موقعہ پر دو مہینے کے لئے آ جائیں۔ تو بہتر ہوگا۔ اُمید ہے کہ ہفتہ دو ہفتہ تک وصولی مالیہ سے فراغت ہو جائے گی۔ زیادہ خیریت ہے۔ والسلام
مرسلہ مرزا غلام احمد از قادیان۔ ۴ جون ۱۸۹۰ء

۹۷
۲۶۔ (پوسٹ کارڈ) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی
مشفقی اخویم میاں عبداللہ صاحب
السلام علیکم و رحمۃ اللہ۔
آپ کا خط پہنچا۔ میری طبیعت بہ نسبت سابق رو بصحت ہے الحمد للہ آپ بعد وصول مالیہ اس جگہ آنے کا قصد کریں۔ عوضی مقرر کر کے رخصت حاصل نہ کریں۔ بعد وصولی مالیہ بہ تسکین تام رخصت لیکر آرام سے

آجاویں جلدی نہ کریں۔ تاکہ حرج نہو زیادہ خیریت ہے۔ والسلام۔
مرسلہ مرزا غلام احمد از قادیان۔ ۱۷ جون سنہ ۹۰ء

۔ ۲۷ (۹۸) (پوسٹ کارڈ) مرسلہ مرزا غلام احمد۔ قادیان۔ ۲۰ جون سنہ ۹۰ء
مشفقی اخویم میاں عبداللہ صاحب سلمہ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ' آپ کا کارڈ پہنچا۔ پہلے خط کا جواب دیا گیا۔ اب میرا ارادہ ہے کہ ایک دو مہینے کے واسطے بغرض تبدیل آب و ہوا دس بارہ روز تک بمقام لدھیانہ جاؤں گا آپ کو اطلاع دیجاتی ہے۔ آپ بعد فراغت از کام و فرائض منصبی اپنے کے رخصت لیکر آرام سے آویں۔ والسلام۔
(تاریخ روانگی از ڈاک خانہ قادیان ۲۱ جون سنہ ۹۰ء)

۔ ۲۰ (۹۹) (پوسٹ کارڈ) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی۔
مشفقی اخویم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ' آپکا عنایت نامہ پہنچا۔ عاجز بمقام لدھیانہ محلہ اقبال گنج۔ مکان شاہزادہ حیدر مقیم ہے۔ اسی جگہ پر آپ تشریف لاویں۔ بوجہ علالت و ضعف زیادہ نہیں لکھ سکا۔ والسلام۔ خاکسار غلام احمد عفی عنہ از لدھیانہ محلہ اقبال گنج ۱۵ جولائی سنہ ۹۰ء

۔ ۲۹ (۱۰۰) (پوسٹ کارڈ) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی
مشفقی اخویم السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔
ایک اور ضروری کام ہے آتے ہوئے ایک روپیہ کے چوزہ مرغ

ئے ایسے مرغ جو کم عمر ہوں ۔ چھ مہینہ سے زیادہ کے نہ ہوں ۔ ضرور خرید کر
ع دیں اس جگہ سے وہ سب روپیہ انشاء اللہ دیا جائیگا ۔ چار روپیہ
روغن اور ایک روپیہ کے مرغ نوجوان کل پانچ روپیہ ۔ والسلام
خاکسار غلام احمد عفی عنہ ۲۶ جولائی ۱۸۹۱ء از لدھیانہ محلہ اقبال گنج ۔

۱۰۱
۴۲ ۔ (پوسٹ کارڈ) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی
مشفقی اخویم میاں عبداللہ صاحب سلمہٗ
السلام علیکم و رحمتہ اللہ ۔ نہایت تعجب کا مقام ہے ۔ کہ پھر نہ آپ
ئے ۔ اور نہ کوئی خط آیا ۔ سخت حیرانی اور تفکر ہے ۔ مناسب ہے ۔ کہ جو اپنی
ک اپنے حالات خیریت سے اطلاع دو ۔ اور یہ بھی کہ اب آنا ہو سکتا ہے
نہیں میں نے سنا تھا ۔ کہ بباعث کاروبار مردم شماری آنا مشکل ہے ۔
ور اپنے حال سے جلد اطلاع دیں والسلام ۔
خاکسار غلام احمد از لدھیانہ کیم ستمبر ۱۸۹۱ء

۱۰۲
۴۳ ۔ (پوسٹ کارڈ) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی
مشفقی اخویم میاں عبداللہ صاحب سلمہ تعالیٰ
السلام علیکم و رحمتہ اللہ ۔ آپ کا محبت نامہ پہنچ کر باعث تسلی ہوا ۔
جز ابھی اگر خدا تعالےٰ نے چاہا ۔ اخیر ستمبر تک اسی جگہ لدھیانہ میں
ہی ہے ۔ باقی خیریت ہے ۔ بخدمت سید محمد شاہ صاحب السلام علیکم ۔ والسلام

خاکسار غلام احمد عفی عنہ ۔ ۹ ستمبر ۱۸۹۱ء

۱۰۳ / ۴۲۔ (پوسٹ کارڈ) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی

مشفقی اخویم میاں عبداللہ صاحب سلمہ تعالیٰ۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ یہ عاجز بتاریخ ۱۵ اکتوبر ۱۸۹۱ء بروز بدھ بروقت ۱۲ بجے دن کے انشاء اللہ القدیر قادیان کی طرف روانہ ہوگا۔ اس لئے اطلاع کرتا ہوں۔ کہ اگر ممکن ہو۔ تو ملنے کیلئے آجاویں اور اگر حرج کار ہو۔ تو خیر۔ کسی دوسرے وقت ملاقات ہو جائے گی اپنی خیریت سے مطلع فرماویں۔ والسلام

خاکسار غلام احمد عفی عنہ۔ ۱۲ اکتوبر ۱۸۹۱ء

۱۰۴ / ۴۳۔ (پوسٹ لفافہ) مشفقی و محبی اخویم میاں عبداللہ صاحب

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ بعد از سلام مسنون واضح ہے کہ آپ کا کارڈ مورخہ پہنچا۔ امر معلومہ[1] کے واسطے کوشش کی گئی ہے۔ اور حسب درخواست آپ کے ایک شخص کو اس امر کے واسطے کہدیا گیا ہے بندوبست ہو رہا ہے۔ جس وقت معاملہ طے ہوجاتا ہے ان کو اطلاع دیجائے گی۔ مناسب یہ ہے کہ آپ اختتام مردم شماری کے بعد یہاں قادیان میں آویں۔ اور ضرور آویں۔ بالمشافہ اس امر معلومہ پر زیادہ گفتگو کی جائے گی۔ ایک جدید رسالہ بنام فتح اسلام تیار ہوا ہے اور مطبع میں زیر طبع ہے۔ عنقریب شایع ہوا چاہتا ہے۔ یہ رسالہ دنیا میں ایک بالکل نظاہر نئی مگر دراصل قدیم بات کا ظاہر کرنے والا ہوگا۔

---

[1] ۔ مولوی صاحب کا نکاح ثانی ۱۲۔

آپ عنقریب اس کو مطالعہ کرینگے۔ بعد اس کے کہ مطبع سے نکلتا ہے۔ آپ کے پاس بھیجدیا جائے گا۔ اور سب طرح فضل آلہی سے خیریت ہے۔

راقم مرزا غلام احمد از قادیان مورخہ ۲۹ دسمبر ۱۸۹۰ء

(یہ خط بھی حضرت اقدس کا اپنے ہاتھ سے لکھا ہوا نہیں ہے۔ بلکہ کسی اور شخص کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے۔

۱۰۵/۳۴۔ (پوسٹ کارڈ) نحمدہ ونصلی۔

مجبی اخویم منشی عبداللہ صاحب سلمہ ربہ۔

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ کے بعد مدعا یہ ہے۔ کہ خط مرسلہ آپ کا آیا۔ حال معلوم ہوا۔ آپ کے کام[1] کا انتظام درپیش ہے۔ آپ تسلی رکھو۔ اور دعا بھی کروں گا۔ والسلام خیر الختام۔

۲ر جنوری ۱۸۹۱ء مرزا غلام احمد از قادیان

از بندہ خدا بخش جالندھری شیخ حافظ حامد علی السلام علیکم۔

(اور یہ خط ۳۳ بھی مثل خط ۳۲ حضور کا اپنے دست مبارک کا لکھا ہوا نہیں ہے)

۱۰۶/۳۵۔ (پوسٹ کارڈ) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی

مجبی اخویم میاں عبداللہ صاحب سلمہ۔

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔ دس روپیہ آپ کے پہنچ گئے۔ جزاکم اللہ خیرا۔ آپ کے تفکر پیش آمدہ کی نسبت ضرور تحریر فرمادیں۔

---

[1] ۔ مولوی عبداللہ صاحب کا نکاح ثانی ۱۲۔

ب اس سے ہر طرح خداتعالےٰ نے نجات بخشی ہے۔ باقی خیریت ہے۔
لام۔ خاکسار غلام احمد از قادیان۔ ۱۷ مارچ ۱۸۹۱ء۔

۱۰/۱ (پوسٹ کارڈ) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی
اخویم محبی۔ السلام علیکم۔ ورحمۃ اللہ و برکاتہ،
عنایت نامہ پہنچا۔ آپ کے لئے دعا کی گئی۔ اور حوالہ بخدا و ندکریم
کیا۔ آپ ضرور دہ ماہ کے لئے میرے پاس آجاویں۔ کہ میرے پاس
ط کا کام بہت ہے۔ اور میں ایک طرف بیمار ہوں۔ ایک طرف
بہت ہے۔ سخت لاچار ہوں۔ مکان وہی لدھیانہ محلہ اقبال گنج
۔ والسلام۔
خاکسار غلام احمد عفی عنہ، ۱۵ مارچ ۱۸۹۱ء

۱۰/۲ (پوسٹ کارڈ) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی
مشفقی محبی اخویم میاں عبداللہ صاحب سلمہ تعالےٰ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، کارڈ پہنچا۔ مگر ایسے وقت میں
ں بوجہ خارشس بہت تکلیف میں تھا۔ میں انشاء اللہ القدیر آپ
لئے بہت دعا کروں گا۔ میں چند ہفتہ سے بہت علیل ہوں۔
تعالےٰ آپ کی پریشانی دور فرماوے۔ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ والسلام۔
خاکسار غلام احمد از قادیان

تاریخ بروئے مہر ڈاک خانہ قادیان ۵ ۱۲/۱/۹۱

۱۰۹/۳۸ - (پوسٹ کارڈ) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم - نحمدہ و نصلی

مجبی اخویم السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ؛

اس وقت ایک رسالہ "نشان آسمانی" آپ کی خدمت میں ارسال ہے - اور رسالہ دافع الوساوس طبع ہو رہا ہے - شاید دو ماہ تک چھپ جاوے - دیکھئے آپ کی ملاقات کب ہوتی ہے - اپنی ملاقات سے مسرورالوقت کرتے رہیں - والسلام

خاکسار غلام احمد از قادیان ۲۳ جولائی ۱۸۹۲ء

۱۱۰/۳۹ - (پوسٹ لفافہ) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم - نحمدہ و نصلی

مجبی عزیزی اخویم میاں عبداللہ صاحب سلمہ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ؛ - عنایت نامہ پہنچا - آپ کے مقدمہ کے لئے بحضرت عزت جل شانہ و عز اسمہ دعا خیر کی گئی - اللہ جلشانہ منظور فرماوے - آمین ثم آمین - آپ کے آنے کی خوشخبری سے بہت خوشی ہوئی - کتاب آئینہ کمالات اسلام چھپ رہی ہے - باقی سب خیریت ہے - اور آپ کی انتظار - والسلام

خاکسار غلام احمد عفی عنہ ۲ ستمبر ۱۸۹۲ء

۱۱۱/۴۰ - (پوسٹ کارڈ) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم - نحمدہ و نصلی

عزیزی مجبی اخویم میاں عبداللہ صاحب سلمہ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ؛ عنایت نامہ پہنچا - خدا تعالیٰ آپ کو کامیاب کرے - دعا کی گئی ہے - امید کہ تادستداد ملاقات اپنے

حالات خیریت سے مطلع فرماتے رہیں۔ باقی خیریت ہے۔ والسلام
خاکسار غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور۔

۱۱۲ / ۱۴ ۔ مکتوب حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ جو حضرت ممدوح نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حکم سے جناب مولوی عبداللہ صاحب سنوری کو بھیجا!

(پوسٹ کارڈ) السلام علیکم آج صبح کے آٹھ بجے تین شوال ۲۰ اپریل ۱۸۹۳ء حضرت کے گھر میں لڑکا پیدا ہوا۔ مبارک باد سب احباب کو اطلاع دے دینا والسلام۔

نورالدین۔ ۲۰ اپریل ۱۸۹۳ء۔ از قادیان

۱۱۳ / ۲ ۴ ۔ (پوسٹ کارڈ) مجی اخویم میاں عبداللہ صاحب سلمہ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہ، میں کل قریباً ایک ماہ سفر پر رہکر قادیان میں آیا ہوں۔ امید کہ اپنے صاحبزادہ کی خیر و عافیت سے مطلع فرماویں۔ والسلام۔
خاکسار غلام احمد ۱۵ دسمبر ۱۸۹۳ء

۱۱۴ / ۴۳ ۔ (پوسٹ کارڈ) عزیزی اخویم میاں عبداللہ صاحب سلمۂ
السلام علیکم۔ میں نے دعا کی ہے۔ اور بلاد جان آپ کے لیے دعا کروں گا۔ خدا تعالیٰ آپ پر اپنا فضل شامل حال رکھے۔ آمین ثم آمین

ں وقت نہایت کم فرصتی ہے اس لئے کم لکھا۔ والسلام
خاکسار غلام احمد۔ ۲۶ فروری ۱۸۹۲ء

$\frac{115}{44}$ ۔ (پوسٹ لفافہ) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی
مجبی عزیزی اخویم میاں عبداللہ صاحب سلمہ
السلام علیکم۔ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ میں بوجہ علالت طبیعت
جلدی سے جواب نہیں لکھ سکا۔ جو کچھ آپ نے مجھ سے مشورہ لینا چاہا
ہے۔ میری دانست میں اس کام میں بہت احتیاط اور سوچ لینا چاہیے۔
اور میری دانست میں جب تک آپ نہ دیکھ لیں۔ جلدی نہیں کرنا چاہیے۔
بوجہ علالت زیادہ نہیں لکھ سکا۔ مگر اس بات کو خوب یاد رکھیں۔
والسلام۔ خاکسار غلام احمد۔
بخدمت اخویم سید محمد شاہ صاحب السلام علیکم
از قادیان۔ ۲۵ مارچ ۱۸۹۲ء

(نوٹ) یہ مشورہ مولوی عبداللہ صاحب نے ایک جگہ پر اپنے
نکاح ثانی کے متعلق بذریعہ عریضہ حضور سے لیا تھا۔ جس کی تاریخ نکاح
(۲ شوال ۱۳۱۱ھ بھی اور دو سو روپیہ مہر بھی مقرر ہو چکا تھا۔ مولوی
صاحب فرماتے ہیں۔ کہ میں نے محض تبرک کا حضور سے اس بارے میں
مشورہ طلب کیا تھا۔ اور اپنے عریضہ میں ظاہر بھی کر دیا تھا۔ کہ تمام
امور طے ہو چکے ہیں۔ صرف تبرک کے لئے حضور سے مشورہ طلب کیا ہے
جس پر حضور نے یہ جواب لکھا مگر خود اپنی آنکھوں سے دیکھ لینے کی اشد
تاکید فرمائی۔ چنانچہ میں حضور کے اس ارشاد کی بنا پر رمضان شریف

ہی میں غوث گڈھ سے دو تین احباب کو ہمراہ لیکر اس گاؤں میں پہنچا اور جا کر بچشم خود اس لڑکی کو دیکھا۔ وہ کوئی بد شکل نہیں تھی۔ مگر مجھے اس کی شکل دیکھتے ہی اس سے اس قدر نفرت اور کراہت ہوئی کہ جس کو میں بیان نہیں کر سکتا۔ اس وجہ سے اس نکاح کی تجویز منسوخ کی گئی۔ اور میرا ایمان حضرت اقدس پر اور بھی بڑھ گیا۔

۱۱۶/۴۵۔ (پوسٹ کارڈ) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی

مشفقی اخویم میاں عبد اللہ صاحب سلمہٗ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ آپ اپنے والد صاحب کی طبیعت کا حال لکھیں۔ ابھی اشتہار چار ہزار[1] چھپکر نہیں آیا۔ جب وقت آئے گا۔ انشاء اللہ آپ کی خدمت میں مرسل ہو گا۔ والسلام۔

خاکسار غلام احمد۔ ۲۳ر اکتوبر ۱۸۹۴ء

۱۱۷/۴۶۔ (پوسٹ کارڈ) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی

محبی اخویم میاں عبد اللہ صاحب سلمہ

السلام علیکم۔ ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ آپ کے والد صاحب کی صحت سے خوشی ہوئی۔ اب آپ کو خدا تعالےٰ مقدمات کے ہم و غم سے نجات بخشے۔ آج میں نے آپ کے لئے جناب باری تعالےٰ میں دعا کی اللہ تعالےٰ آپ پر خاص فضل کرے۔ آمین ثم آمین۔ امید کہ اپنے حالات

---

[1] ۔ چار ہزار روپیہ والا اشتہار جو آتھم کے متعلق شائع فرمایا تھا ۱۲

خیریت آباد سے مطلع فرماتے رہیں۔ والسلام
خاکسار غلام احمد عفی عنہ یکم نومبر ۹۲ء
آپ کے پاس اشتہار تین ہزار و چار ہزار پہنچ گئے یا نہیں۔

۱۱۸/۴۷ - (پوسٹ لفافہ) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی
محبی و مشفقی اخویم میاں عبداللہ صاحب سلمہ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ، آپ کے لئے حضرت باری عزاسمہ میں تہجد میں دعا کی گئی۔ امید کہ اپنے حالات خیریت آیات سے مطلع و مسرور الوقت فرماویں۔ اور اس جگہ بفضلہ تعالیٰ سب طرح سے خیریت ہے اپنی خیریت و عافیت سے جلد مطلع فرماویں۔ والسلام
خاکسار غلام احمد عفی عنہ، ۱۲ر نومبر ۹۲ء

(نوٹ) مولوی عبداللہ صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے اس دعا کی قبولیت ایک عظیم الشان نشان کی صورت میں دیکھی۔ جس کی تفصیل یہ ہے۔ کہ ایک دفعہ الحکمہ نظامت بسی (ریاست پٹیالہ) میں ایک مال کے مقدمہ میں ایک شہادت کے لئے میری طلبی ہوئی تھی۔ اور میرا ارادہ اس رمضان میں غوث گڈھ کی مسجد میں اعتکاف کرنے کا تھا۔ ناظم صاحب بسی چونکہ مسلمان اور پابند صوم و صلوٰۃ تھے۔ میں نے پروانہ طلبی پر رپورٹ کر دی کہ یہ میرے اعتکاف کے دن ہوں گے۔ اس لئے مہربانی فرماکر کوئی اور تاریخ مقرر فرما دیں۔ اس پر میں حاضر ہو جاؤں گا اس رپورٹ کے پیش ہونے پر ناظم صاحب نے اس غصہ میں آکر کہ ہمارے حکم کی تعمیل نہیں کی۔ مجھے معطل کر دیا۔ اور اسی تاریخ پر حاضری کا

مجھے مکرر حکم بھجدیا میں اعتکاف توڑ کر بستی میں حاضر عدالت ہوگیا۔ دو مہینہ بھر میں وہاں ہر روز کچہری میں پورے وقت کے لئے حاضر ہوتا رہا۔ کوئی پیشی نہ ہوئی۔ جس پر میرے ایک عزیز بھائی ہاشم علی صاحب بزراہ ہمدردی میرے پاس وہاں بستی میں پہنچے۔ اور مجھ سے کہا۔ کہ اس طرح پر تو معلوم نہیں۔ آپ کو کب تک یہاں بیٹھے رہنا پڑے۔ میں اس ناظم کے کسی رشتہ دار کی اس کے پاس سفارش لے آتا ہوں۔ یہ حاضر کرے گا۔ میں نے انہیں جواب دیا۔ کہ آپ مجھے اس بارہ میں حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اجازت لے لینے دیں۔ اس کے بعد جس طرح پر ارشاد ہوگا۔ کرینگے چنانچہ میں نے حضور کی خدمت میں اس بارہ میں مفصل عریضہ لکھدیا۔ اور اس میں لکھا کہ اگر حضور اجازت دیں۔ تو اس کے پاس کسی کی سفارش کرالی جائے۔ میرے اس عریضہ کے جواب میں حضور نے یہ خط بدست خاکسار کو لکھا۔ جس میں یہ بشارت تھی۔ کہ اس کے لئے "حضرت باری عز اسمہ میں بہجد میں دعا کی گئی" مجھے اس والا نامہ کے پہنچتے ہی اطمینان ہوگیا۔ اور میں نے منشی ہاشم علی صاحب کو کہا۔ یا بہ اب کسی سفارش کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ حضرت صاحب نے خدا تعالےٰ کی جناب میں سفارش فرمادی ہے۔ اور مجھے اطمینان ہوگیا ہے۔ کہ اب میرا کام بن گیا ہے۔ اس کے بعد منشی ہاشم علی صاحب واپس چلے گئے۔ اور اس سے تین چار روز بعد میری پیشی ہوگئی۔ ناظم صاحب نے اظہار افسوس کے ساتھ اپنے حکم کو واپس لیا۔ اور مجھے کام پر واپس حاضر کردیا۔ اور ایام معطلی کی تنخواہ بھی دلادی۔ اور پھر اسی پر بس نہیں کی۔ بلکہ میں

جب اپنے حلقہ میں چلا گیا۔ تو اس کے پندرہ بیس روز کے بعد اپنا ایک
خاص آدمی میرے پاس بھیجوا کر مجھے اپنے پاس بلوایا۔ اور ایک اپنا
خاص اعتباری تنخ کا کام میرے سپرد کر دیا۔ اور مجھکو بر کمان اپنے
پاس رکھ لیا۔ اور میری جگہ پر میری خواہش اور درخواست کے مطابق
میرے ایک شاگرد عزیز عطا الٰہی کو جو غوث گڈھ کا رہنے والا
ہے۔ اس حلقہ غوث گڈھ پر میرا قایم مقام پٹواری کر دیا۔ میں نے
اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس کے اس کام کو عرصہ ایک سال میں بہت
عمدگی کے ساتھ سرانجام دیا۔ جس سے اسے بہت ہی خوشی ہوئی۔ اس
عرصہ میں اس نے اپنے ماتحت ایک آسامی پر جس کی تنخواہ میری اس
وقت کی موجودہ تنخواہ سے دوچند سے بھی زیادہ تھی بغیر میری خواہش
اور اطلاع کے مجھے ترقی دلا دی۔ اور اس کی منظوری بھی لے لی۔
اس کے بعد مجھے اس نے اطلاع دی۔ لیکن یہ بات مجھے پسند نہ آئی۔
کیونکہ میں غوث گڈھ ہی میں رہنا پسند کرتا تھا۔ جب اس کی منشاء کے
مطابق میں اس کے کام کو سرانجام دے چکا۔ اور اس سے فارغ
ہو گیا۔ تو چونکہ وہ کام اس کے بہت بڑے دنیوی فائدہ کا تھا۔
اس لئے وہ بہت ہی خوش ہوا۔ اور اس موقعہ پر اس نے نوکروں
کو انعامات دیئے۔ اس وقت میں نے موقعہ پا کر اس سے کہا۔ کہ آپ
مجھے بھی کچھ انعام دیجئے۔ اس نے کہا اچھا کیا چاہتے ہو۔ میں نے کہا
کہ آپ مجھے خوشی سے علاقہ غوث گڈھ میں عہدہ پٹواری پر ہی واپس
کر دیں۔ میں ترقی لینا نہیں چاہتا۔ اس پر وہ ہنس پڑا اور کہنے لگا۔ کہ
تو تو بیوقوف ہے۔ تیرے ساتھ میں بھی بیوقوف بن جاؤں۔

میں تو تجھ کو اس سے بھی زیادہ ترقی دیکر اپنی پیشی میں رکھنا چاہتا
ہوں۔ میں نے اپنی بات پر اصرار کیا۔ اور کہا کہ میں یہاں نہیں رہنا چاہتا
آپ مجھے پٹوار پر حلقہ غوث گڈھ میں واپس کر دیں۔ اس کے بعد میرے
والد صاحب اور دوسرے اقرباء کو اس بات کا علم ہوا۔ کہ وہ ناظم
مجھے اپنی پیشی میں رکھنا چاہتا ہے۔ اور میں انکار کر رہا ہوں۔ اور
پٹوار پر غوث گڈھ واپس آنا چاہتا ہوں۔ اس بات سے میرے والد
صاحب و دیگر متعلقین سب ناراض ہوئے۔ آخر میں نے یہ معاملہ حضرت
صاحب کی خدمت میں پیش کیا۔ حضور نے فرمایا۔ کہ ہمارے نزدیک
آپ کا غوث گڈھ میں رہنا مفید ہے۔ اس پر میں نے سب کو قطعی جواب
دیدیا۔ اور ناظم صاحب کو بھی کہدیا۔ کہ میں واپس ہی جاؤنگا۔ آخر
انھوں نے افسوس کے ساتھ لکھا کہ میں نے تو تمہیں کو فائدہ پہنچانے
کے لئے ایسا چاہا تھا۔ اگر ایسا نہیں چاہتا۔ تو میں اجازت دیتا ہوں۔
آخر میں واپس اپنے حلقہ غوث گڈھ میں آگیا۔ اس وقت وہ ترقی
کر کے میر منشی ہو گیا تھا۔ مجھے غوث گڈھ میں واپس آنے سے بہت
فایدے پہنچے۔ چنانچہ تمام گاؤں احمدی ہو گیا۔ وہ میرے غوث گڈھ
واپس آجانے اور خود بڑے عہدہ پر ہو جانے کے بعد بھی میری بہت
عزت کرتا تھا اور اکثر میری سفارشیں منظور کیا کرتا تھا۔ اب کچھ
عرصہ سے فوت ہو چکا ہے۔

119

مرہم۔ (پوسٹ کارڈ) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی
محبی عزیزی اخویم میاں عبداللہ صاحب سلمہٗ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

اُمید کہ اپنی خیر خیریت اور حالات خیریت آیات سے مطلع و مسرور الوقت فرماویں۔ اور اس جگہ سب طرح سے خیریت ہے۔ والسلام۔

خاکسار غلام احمد۔ ۷ر دسمبر ۱۸۹۴ء

۱۲۰

۴۹۔ (پوسٹ کارڈ) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی

محبی عزیزی اخویم میاں عبد اللہ صاحب سلمہ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ آپ کی خدمت میں خط تو کئی بھیجے گئے۔ مگر چونکہ پتہ درست نہ تھا۔ اس لئے غالباً نہیں پہنچے ہوں گے۔ کل آپ کے خط پہنچنے سے خوشی ہوئی۔ کہ آپ کو خدا تعالےٰ نے ایک بلا سے نجات دی۔ اور دعا کرتا ہوں۔ کہ خدا تعالےٰ آپ کے والد صاحب کو بھی جلد شفا بخشے۔ آمین۔ اُمید کہ خیر خیریت سے جلد اطلاع بخشیں گے۔ والسلام۔

خاکسار غلام احمد عفی عنہ ۱۰ر دسمبر ۱۸۹۴ء

۱۲۱

۵۰۔ (پوسٹ کارڈ) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی

محبی عزیزی میاں عبد اللہ صاحب سلمہ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ آپ کا محبت نامہ مجھ کو ملا۔ اُمید کہ اپنی صحت تندرستی سے بہت جلد اطلاع دیں۔ اللہ تعالےٰ آپ کو جلد ہی شفا بخشے۔ اور غم وہم دور کرے۔ آمین۔ والسلام۔

خاکسار غلام احمد
۲۰ر اپریل ۱۸۹۵ء

۱۲۲

الف۔ (بر پوسٹ لفافہ) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی

محبی اخویم میاں عبداللہ صاحب سنوری سلمہٗ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ ایک مدت کے بعد آپ کا
محبت نامہ پہنچا۔ مقام شکر ہے۔ کہ خدا تعالیٰ نے آپ کو ہم و غم سے
نجات بخشی۔ وہ غفور و رحیم ہے۔ اور آخر بندوں پر رحم کرتا ہے
اور جو آپ نے اپنی غفلت کا حال لکھا ہے۔ عزیز من در حقیقت
نہایت خوف کی جگہ ہے۔ یہ زندگی جس کے ساتھ ہزار ہا بلائیں اور
خوفناک مرضیں اور انواع و اقسام کی مصیبتیں لگی ہوئی ہیں۔ وہ بجز
خدا تعالیٰ کے رحم کے بسر نہیں ہو سکتی۔ پس ہر ایک رات اور دن میں
خدا تعالیٰ سے ڈرنا۔ اور اپنے اعضاء کو بدیوں سے بچانا جانگداز
مصیبتوں سے بچنے کے لئے اس سے بہتر کوئی تدبیر نہیں۔ انسان
کا وجود ایک طرفۃ العین کے لئے بھی اپنی زندگی کا مالک نہیں۔
رات کو ہنستا سووے اور دن کو روتا اٹھے۔ یہی دنیا کی وضع ہے۔
جس کی پناہ سے ہر ایک دم گذرتا ہے۔ اگر وہی ناراض ہو تو پھر کیا
ٹھکانا ہے۔ مناسب کہ بہت استغفار کرتے رہیں۔ اور اللہ جلشانہ
کی عظمت اپنے دل میں بٹھا دیں۔ اور میں نے آپ کے تقویٰ اور
استقامت ایمانی اور صراط مستقیم کے لئے دعا کی ہے۔ اللہ جلشانہ
قبول فرماوے۔ اور کبھی کبھی اگر رخصت مل سکے تو ضرور ملا کریں۔
رسالہ نور القرآن جواب چھپا ہے شاید آپ کو پہنچا ہوگا اور
ایک کتاب نہایت لطیف چھپ رہی ہے۔ چونکہ عمر کا اعتبار نہیں۔
معلوم نہیں کہ کس وقت اس کائنات عالم سے گذر جائیں۔ اس لئے

یہی دعا اور مدعا ہے کہ دینی خدمات حسب المراد ہم سے صادر ہوں۔
باقی سب خیریت ہے۔ والسلام
خاکسار غلام احمد عفی عنہ۔ ۲۰؍ جون ۱۸۹۵ء

۱۲۳
۵۲۔ (پوسٹ کارڈ) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی
محبی اخویم میاں عبداللہ صاحب سلمہ۔
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مبلغ (عہ) حسب تفصیل
آپ کے خط کے مجھ کو پہنچ گئے۔ مگر مجھ کو ان لفظوں سے سخت حیرانی
ہے۔ جو آپ نے اپنی نسبت استعمال کئے ہیں۔ اس واسطے اطلاع
دی تا اگر کوئی امر قابل دعا ہو۔ تو آپ کے لئے دعا کی جاوے۔
ایسے الفاظ استعمال کرنا منع ہے۔
خاکسار غلام احمد۔ ۲۰؍ جنوری ۹۶ء
آپ کا اقرار تھا۔ ایسا ہی مجھ کو یاد ہے۔ کہ کچھ مدت رخصت لیکر
یہاں رہینگے اللہ تعالےٰ موقعہ کرے۔ کہ آپ رخصت لیکر آویں۔

لہ۔ مولوی عبداللہ صاحب فرماتے ہیں کہ جن الفاظ کے طرف حضرت اقدس
علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اشارہ فرمایا ہے۔ وہ یہ کہ مجھے اپنا نام "عبداللہ"
لکھتے ہوئے اپنی حالت پر نظر کرکے شرم آئی۔ اور میں نے اپنے خیال پر نظر
کرکے خط کے نیچے اپنا نام بجائے عبداللہ لکھنے کے "عبدالشیطان" لکھدیا
جس پر حضور نے ہدایت فرمائی۔ ۱۲

۱۲۴/۵۳ ۔ (پوسٹ کارڈ) بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی

مجی اخویم میاں عبداللہ صاحب سلمہ ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔ آپ کا عنایت نامہ پہنچا ۔ آپ کو ضرور آنا چاہیئے ۔ اور کوشش کرنی چاہیئے کہ رخصت منظور ہو جاوے ۔ میں اس وقت علیل ہوں ۔ زیادہ نہیں لکھ سکتا ۔ والسلام

خاکسار غلام احمد عفی عنہ ۱۵ر فروری ۱۸۹۶ء

۱۲۵/۵۴ ۔ (پوسٹ لفافہ) بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی

مجی اخویم میاں عبداللہ صاحب سلمہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔ آپ کا خط پہنچا ۔ مقدمہ کی فتح آپ کو مبارک ہو ۔ اور اس جگہ آپ کی انتظار لگی ہوئی ہے ۔ ضرور آویں ۔ مگر ایک مہینہ سے رخصت کم نہ ہو ۔ اس سے پہلے بھی ایک خط روانہ کر چکا ہوں ۔ احتیاطاً دوسرا خط لکھا گیا ہے ۔ باقی خیریت ہے ۔ والسلام

خاکسار غلام احمد عفی عنہ ۲۸ر فروری ۱۸۹۶ء

۱۲۶/۵۵ ۔ (پوسٹ کارڈ) ۹ر اپریل ۱۸۹۶ء ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی

مجی و مشفقی اخویم میاں عبداللہ صاحب سلمہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔ چونکہ میاں غلام قادر[1] کی

---

[1] ۔ مولوی عبداللہ صاحب فرماتے ہیں ۔ کہ میاں غلام قادر میرے رشتہ کے

طبیعت اچھی نہیں۔ اور میں دیکھتا ہوں کہ روز بروز کمزور ہوتی جاتی ہے۔ ابھی تک کچھ فائدہ نہیں معلوم ہوتا۔ اس لئے آپ خود آکر یا کسی دوسرے کو بہت جلد بھیجکر اس بات کی تحریک کریں۔ کہ کسی طرح وہ سنور میں چلے جائیں۔ شاید تبدیلی ہوا سے خدا تعالےٰ فضل کرے۔ اس میں توقف نہیں کرنا چاہئے۔ کیونکہ اگر حالت زیادہ خراب ہو۔ تو پھر سفر مشکل ہے۔

خاکسار غلام احمد عفی عنہ

۱۲۷/۵۶۔ (پوسٹ کارڈ) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی

محبی اخویم میاں عبداللہ صاحب سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کا کارڈ پہنچا۔ بہت خوشی کی بات ہے۔ کہ آپ کی دو ماہ کی رخصت منظور ہوگئی۔ اب آپکو جلد اس جگہ آنا چاہئے۔ منشی غلام قادر صاحب کی طبیعت بہ نسبت سابق صحت کیطرف مایل معلوم ہوتی ہے۔ البتہ تپ ہنوز دامنگیر ہے۔ خدا تعالیٰ شفا بخشے۔ آپ جہانتک ممکن ہو بہت جلد آویں۔ دیر نہ کریں۔ کیونکہ آپ کے آنے سے انکو بہت حوصلہ ہوگا۔ زیادہ خیریت ہے۔ والسلام۔ خاکسار غلام احمد عفی عنہ۔ ۲۱ر اپریل ۱۸۹۶ء

بقیہ حاشیہ صفحہ (۱۸۲) بھائی تھے۔ انہیں مرض سل ہوگئی تھی۔ اور بہت دُبلے ہوگئے تھے۔ جس پر بغرض علاج از حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب خلیفہ اول رضی اللہ عنہ میں انہیں یہاں لے آیا تھا۔ حضرت اقدس نے بھی اُن کے لئے ایک نسخہ تجویز فرمایا تھا مگر وہ جانبر نہ ہوئے اور واپس سنور پہنچکر وفات پا گئے۔

۱۲۸
۵۷

(پوسٹ لفافہ) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی

محبی اخویم میاں عبد اللہ صاحب سلمہ

السلام علیکم ورحمت اللہ وبرکاتہ۔ آپ اب تک نہیں آئے۔ مانع بخیر ہو۔ اول منشی غلام قادر کی نسبت میرا یہ خیال تھا۔ کہ بعض مجرب نسخے جو میرے والد صاحب سے مجھ کو یاد ہیں۔ اور ایسی بیماریوں کی نسبت گویا حکم اکسیر رکھتے ہیں۔ اس جگہ ان کو ٹھہرا کر استعمال کراؤں۔ لیکن بعد اس کے مجھ کو معلوم ہوا۔ کہ اس جگہ وہ دوائیں تازہ بتازہ پیدا ہونا بہت مشکل اور محال کی طرح ہے۔ اور کسی قدر ضعف ان کو زیادہ ہے۔ اس لئے اب تاخیر علاج میں کرنا ہرگز مناسب نہیں ہے۔ سو میرے نزدیک بہت مناسب ہے کہ وہ سنور میں ٹھہیریں۔ اور امید ہے کہ اس جگہ وہ دوائیں روز بروز تازہ بتازہ مل جائیں گی۔ یہ تجویز نہایت عمدہ ہے۔ میں چاہتا ہوں۔ کہ جہاں تک جلد ممکن ہو۔ یہ تجویز کی جائے۔ انشاء اللہ مجھے قوی امید ہے۔ کہ خدا تعالے شفا بخشے۔ لہذا آپ کو مکلف ہوں کہ دو تین روز کے لئے آپ ضرور آجائیں۔ ہرگز توقف نہ کریں۔ کیونکہ ان بیماریوں میں غفلت کرنا ہرگز مناسب نہیں۔ اپنا حرج کر کے بھی آجائیں۔ اگر میں اس جگہ اس بات کو ممکن دیکھتا۔ کہ یہ علاج بآسانی ہو سکتا ہے۔ تو آپ کو تکلیف نہ دیتا۔ مگر اب یہی دیکھتا ہوں۔ کہ بغیر ان کے سنور رہنے کے یہ علاج ہو نہیں سکتا۔ ماسوا اس کے ان کی والدہ بھی نہایت قلق میں ہیں۔ اس صورت میں ان کو بھی تسلی رہے گی۔ تاکید ہی ہے کہ جلد آویں۔ اور اگر کوئی ایسا مانع ہو۔ تو اپنی جگہ عبد الرحمن یا کسی اور کو

بھیجدیں تاکید ہے۔ والسلام
خاکسار غلام احمد عفی عنہ ۱۲ مئی ۱۸۹۶ء

(نوٹ) مولوی عبداللہ صاحب نے فرمایا کہ عبدالرحمٰن میرے ماموں زاد بھائی ہیں۔

۱۲۹
۵۸۔ (پوسٹ کارڈ) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی
مجبی اخویم میاں عبداللہ صاحب سلمہ

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔ منشی غلام قادر صاحب کے خط سے معلوم ہوا۔ کہ وہ ابھی سنور میں ہیں۔ آج میں نے جواب لکھدیا ہے۔ چاہیئے کہ توجہ سے اُن کا علاج کریں۔ اور ماء الشعیر میں یہ دوائیں ڈال دیا کریں۔ عناب۔ تخم خشخاش سفید۔ سپستان۔ اصل سوس مقشر کہربا۔ سرطان مغسول ۔ اور جلد جلد اطلاع دیویں۔ اور بنفشہ اب ڈالنا مناسب نہیں۔

خاکسار غلام احمد۔ ۳۱ مئی ۱۸۹۶ء

۱۳۰
۵۹۔ (پوسٹ کارڈ) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی
مجبی اخویم منشی غلام قادر صاحب سلمہ

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ اخویم میاں عبداللہ صاحب کا خط پہنچا۔ پہلے اس سے گولیاں ارسال کر چکا ہوں۔ مناسب ہے کہ ایک شیشی یوتھی دا اُن کی جو انگریزی دوا ہے۔ خرید کریں۔ اور غذا کے بعد ایک چاء کے چمچے کی مقدار پر پی لیا کریں اور اگر موافق ہو تو دو چمچہ

پی لیا کریں اور کبھی دودھ میں چاء ڈال کر پیویں۔ ایسی غذا کھاویں جو جلد منہضم ہو جاوے۔ والسلام

خاکسار غلام احمد۔ ۱۲؍ جون ۹۶ء

۱۳۱

۶۰۔ (پوسٹ کارڈ) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہٗ ونصلی

محبی اخویم منشی غلام قادر صاحب سلمہٗ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ جو گولیاں بھیجی گئی ہیں۔ اُن میں ہرگز کوئی بری چیز نہیں ہے۔ صرف کسی وجہ سے دھوکا لگا ہے۔ مناسب ہے کہ اول ایک گولی کا چہارم حصہ کھا لیا کریں۔ پھر رفتہ رفتہ گولی زیادہ کر لیں۔ اور قریب ۲ رتی کے کہربا پیس کر کھایا کریں۔ باقی سب طرح سے خیریت ہے۔ والسلام

خاکسار غلام احمد عفی عنہٗ، ۱؍ جون ۹۶ء

۱۳۲

۶۱۔ (پوسٹ کارڈ) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہٗ ونصلی

عزیزی اخویم میاں عبد اللہ صاحب سلمہٗ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ میں نے آج ایک خط آپ کی نسبت بخدمت ماسٹر صاحب قادر بخش روانہ کر دیا ہے۔ اطلاعاً لکھا گیا۔ خدا تعالیٰ آپ کے تمام کام درست کریں آمین۔ باقی سب خیریت ہے۔ والسلام

خاکسار غلام احمد از قادیان

۱۰؍ جولائی ۱۸۹۶ء۔

۱۳۳
۶۲ - (پوسٹ لفافہ) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی
محبی اخویم میاں عبداللہ صاحب سلمہ
السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ آپ کو نئی شادی مبارک ہو۔
بروز جمعہ حسب تحریر آپ کے طعام ولیمہ آپ کی طرف سے مہمانوں کو کھلایا
گیا۔ چونکہ مہمان بہت تھے۔ اور سیٹھ[1] صاحب اور شیخ رحمۃ اللہ صاحب
اور دوسرے بہت معزز دوست موجود تھے۔ اور اسی سے کچھ زیادہ
ہوں گے۔ اس لئے دس روپیہ کافی نہ تھے۔ لہٰذا اس خوشی میں
دس روپیہ میں نے اپنی طرف سے ڈالکر بیس روپیہ دعوت میں خرچ کئے
عمدہ پلاؤ نمکین اور زردہ نہایت عمدہ اور روغن جوش اور قورمہ
اور نان اور شیرین چاول وغیرہ کھانا تھا۔ مہمان نہایت خوش ہوئے۔
اور کہا کہ آپ کو دعاء خیر کہی۔ شاید یہ طعام ولیمہ اس خوبی سے کسی جگہ
آپ کو اتفاق نہیں ہوگا۔ والسلام
خاکسار۔ غلام احمد عفی عنہ ۔ ۲۴ جنوری ۹۷ء

۱۳۴
۶۳ - (پوسٹ لفافہ) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی
محبی و مشفقی اخویم میاں عبداللہ صاحب سلمہ
السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ آپ کا عنایت نامہ پہنچکر جناب
الٰہی میں آپ کے لئے دعا کی گئی۔ اللہ تعالےٰ مشکلات پیش آمدہ دور فرماوے
اور آپ کی مرادات کو عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔ بیشک آپ بعد استخارہ

---

[1] سیٹھ عبدالرحمٰن صاحب مدراسی ۔ ۱۲

مسنونہ تبدیلی کے التوا کے لئے کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ حسب المراد تقریب پیدا کرے۔ والسلام۔

خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہ ۱۱ مئی ۱۸۹۷ء

۱۳۵/۶۴

۶۴۔ (پوسٹ لفافہ) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہٗ ونصلی

محبی اخویم میاں عبد اللہ صاحب سلمہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ اس وقت آپ کا خط پہنچا۔ آپ کے والد صاحب کی بیماری کا حال معلوم کر کے ان کے لئے دعا کی گئی۔ اللہ تعالیٰ ان کو شفا بخشے۔ اور تقصیر معاف کرے۔ آمین ثم آمین اس وقت وقت بہت تنگ۔ اسی قدر پر کفایت کرتا ہوں۔ اور انشاء اللہ پھر بھی دعا کروں گا۔ والسلام

خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان۔ ۲۰ نومبر ۱۸۹۷ء

۱۳۶/۶۵

۶۵۔ (پوسٹ کارڈ) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہٗ ونصلی

محبی اخویم میاں عبد اللہ صاحب سلمہٗ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ آپ کی خیریت نامہ سے طبیعت خوش ہوئی۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔ سنا گیا کہ آپ کی طبیعت کچھ بیمار ہے۔ خدا تعالیٰ شفا بخشے۔ امید کہ اپنے حالات خیریت آیات سے جلد مطلع فرما دیں اور اس جگہ بفضلہ تعالیٰ سب طرح سے خیریت ہے۔ والسلام۔ خاکسار غلام احمد۔ ۴ اپریل ۹۸ء

از قادیان ضلع گورداسپور۔

بخدمت اخویم مولوی محمد یوسف صاحب السلام علیکم

۱۳۷
۶۶

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی

محبی عزیزی میاں عبداللہ صاحب سلمہٗ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ آپ کا عنایت نامہ پہنچا۔ لدھیانہ میں طاعون پیدا ہونے سے بہت اندیشہ ہوا۔ خدا تعالیٰ خیر کرے۔ اس میں مسئلہ شرعی یہ ہے۔ کہ اگر طاعون یا ہیضہ کی ایک دو واردات ہوں۔ تو اس شہر سے نکلنا جائز ہے۔ لیکن اگر وبا پھیل جاوے۔ تو پھر نکلنا حرام ہے۔ چونکہ ابھی لدھیانہ میں وبا پھیلا نہیں ہے۔ اس لئے اختیار ہے کہ وہاں سے جلد نکل جائیں۔ اس جگہ بڑی مشکل یہ ہے کہ مکان نہیں ملتا۔ اکثر لوگ شرارت سے دیتے نہیں۔ ہمارے گھر میں بنسلہ کے قریب عورتیں بھری ہوئی ہیں۔ نواب صاحب بھی مع عیال و اطفال اس جگہ ہیں۔ سو اس گھر میں تو بالکل گنجائش نہیں۔ اور میں دیکھتا ہوں۔ کہ قریب قریب بھی کوئی گنجائش نہیں۔ اور دور میں شاید بہت تلاش کرنے سے کوئی ویران کوٹھہ بے پردہ مل جائے۔ تو تعجب نہیں۔ مگر شرفاء کے رہنے کے لائق تو کوئی نظر نہیں آتا۔ جب تک مکان کا پختہ بندوبست ہو وے۔ ہرگز قدم نہیں اٹھانا چاہئے تا عیال اور اطفال کو تکلیف ہو۔ دوسرے یہ بات بھی سوچنے کے لائق ہے کہ طاعون کا دورہ ساٹھ ساٹھ اسی اسی برس ہوتا ہے۔ پس اگر طاعون لدھیانہ میں پھیل گئی۔ تو یہ سمجھو کہ شاید اس صدی کے پورے ہونے تک پیچھا نہیں چھوڑے گی۔ یہ یقینی

امر ہے نہ ظنی۔ طبی تجربے اس کی گواہی دیتے ہیں۔ پھر اگر شہر کو چھوڑنا ہو تو اس نیت سے چھوڑنا چاہیئے۔ کہ اب تمام عمر ہم اس سے الگ رہیں گے۔ اور اپنے مکانات اور دوسرے تعلقات کا پورا انتظام کرنا چاہیئے۔ کیونکہ یہ سفر گویا ہمیشہ کے لئے الوداع ہے۔ پھر دوبارہ شہر میں داخل ہونا ممانعت ہوگی۔ اگر خدا چاہے۔ تو چند بار داتوں کے بعد اس بیماری کو لدھیانہ سے دور کر دے۔ لیکن اگر یہ بیماری لدھیانہ میں پھیل گئی۔ تو پھر غالباً ایک عمر لے گی۔ دیکھو کتنے برس سے بمبئی میں پھیل رہی ہے۔ یہ تمام امور سوچ لینے چاہئیں۔ یہ سرسری کام نہیں ہے اگر لدھیانہ کے قریب کوئی گاؤں ہو۔ جو طاعون سے پاک ہو۔ تو بہتر ہوگا۔ کہ اس میں گھر لیا جائے۔ اس میں فایدہ یہ ہے کہ برابر ہر روز خبر رکھ سکتے ہیں۔ زیادہ خیریت ہے۔ والسلام۔

(نوٹ) اس خط پر حضور نے تاریخ نہیں دی ہے۔ (ہاں اس بات سے اس سال کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ جس میں یہ حضور نے لکھا ہے۔ کہ یہ طاعون کے حملے پہلے سال کا واقعہ ہے۔ حضور اپنے مکتوب مورخہ ۲۷ اپریل ۹۸ء بنام سیٹھ حاجی عبدالرحمٰن اللہ رکھا صاحب مدراس رضی اللہ عنہ میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ" اس طرف طاعون کا بہت زور ہے۔ سنا ہے۔ ایک دو مشتبہ واردا تیں امرتسر میں بھی ہوئی ہیں" اور مکتوب مورخہ ۱۵ مئی ۹۸ء بنام سیٹھ صاحب موصوف نیز فرماتے ہیں۔ کہ" اس طرف طاعون چمکتی جاتی ہے۔ اب اسی کے قریب گاؤں ہیں۔ جن میں زور و شور ہو رہا ہے۔ قادیان میں یہ حال ہے کہ لڑکوں اور جوانوں اور بڈھوں کو بھی خفیف سا تپ

چڑھتا ہے۔ دوسرے دن کانوں کے نیچے یا بغل کے نیچے یا ٹن
ران میں گانٹھ نکل آتی ہے۔ گلٹی تیسرے چوتھے روز خود بخود تحلیل ہو کر
کم ہو جاتی ہے۔" مگر اس خط بنام مولوی عبداللہ صاحب میں یہ کوئی
ذکر نہیں۔ کہ اس علاقے میں بھی طاعون نمودار ہو رہی ہے۔ جس
سے بطور تخمینہ یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ خط مارچ یا اپریل ۱۸۹۸ء کا لکھا
ہوا ہے۔ اس لئے اس کو اس محل پر درج کیا گیا۔ اور اس خط کے
آخر میں حضور نے اپنا اسم مبارک بھی تحریر نہیں فرمایا ہے۔ مگر یہ خط ہے
حضور کے اپنے قلم اور دست مبارک کا لکھا ہوا۔

یہ خط حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جناب مولوی عبداللہ
صاحب کو مولوی صاحب کے ایک ایسے خط کے جواب میں تحریر فرمایا
تھا۔ جو انھوں نے ماسٹر قادر بخش صاحب احمدی ساکن لدھیانہ
کے طرف سے حضور کی خدمت میں لکھا تھا۔

۱۳۸
۶۷ - (پوسٹ لفافہ) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی

محبی عزیزی اخویم میاں عبداللہ صاحب سلمہ تعالےٰ۔
السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہٗ۔ ×ؔ × × × مبارک ہو اللہ تعالیٰ عمر
رکھا ہے کل بہت تکلیف سے × × × × × گیا ہے۔ دو دنے × × × ×

ؔ۔ اس خط میں تین جگہ پر کچھ عبارت کٹی ہونے کی یہ وجہ ہے کہ اس اصل خط
کا اتنا حصہ جدا ہو کر کہیں ضائع ہو گیا ہوا ہے۔ ان کٹی ہوئی سطروں سے
پہلی اور چھٹی سطر کی کٹی ہوئی عبارت کے متعلق اندازہ سے بھی کچھ نہیں لکھا جا سکا ہے

ذبح کیئے گیئے۔ جن کا گوشت نہایت عمدہ تھا۔ اور ایک دیگ گوشت
کے پلاؤ کی۔ اور ایک دیگچہ زردہ شیریں مزعفر کا تیار کیا گیا۔ اور
روٹی اور گوشت بھی پکایا گیا۔ اور نہایت عمدگی سے مہمانوں کو جو
ستر کے قریب ہوں گے۔ کھلایا گیا۔ آپ کی نیک نیتی کی وجہ سے
دونوں پلاؤ ایسے عمدہ تھے۔ جو چھوڑنے کو دل نہ چاہتا تھا۔
بباعث نہایت لذیذ × × × × × ٭٭٭ رکابیاں کھائیں۔ اور
بہت ہی × × × × × × کی قدرت ہے۔ کہ اتفاقاً چاول × × ×
عمدہ اور باریک ہاتھ آ گیئے۔ کہ قادیان میں پیدا نہیں ہو سکتے۔
اس لطف کے ساتھ یہ کام صرف (للعہ) روپیہ تک انجام پذیر
ہوگا۔ مگر آپ سے میں اس قدر لینا نہیں چاہتا۔ ہم اس خوشی میں یا
نصف کے شریک ہو جاتے ہیں۔ لہذا آپ صرف (عہ) روپیہ کسی
وقت بھیجدیں۔ زیادہ خیریت ہے۔ والسلام۔

خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہ

اتفاقاً دعوت عقیقہ کے روز جس قدر مرد مہمان تھے۔ گھر میں
عورتیں مہمان بھی بہت جمع تہیں۔ یہ خوشی کی بات ہے۔ کہ پلاؤ شیریں

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۹۱) دوسری سطر کے کٹے ہوئے حصہ کا مفہوم جیسا کہ مولوی عبداللہ صاحب نے بتایا۔ یہ تھا۔ کہ "دراز کرے اس کا نام برکت اللہ" تیسری جگہ کے اس حصہ کا مفہوم مولوی صاحب نے یہ بتایا۔ کہ "اس کا عقیقہ کیا" اور چوتھی کا "ہونے کے بجائے ایک ایک رکابی کے نے) اور پانچویں کا "خوش ہوئے خدا تعالے"

نمکین نہایت عمدہ خوشگوار تیار ہوا۔ اور گوشت شوربہ وسالن
بہت عمدہ تھا۔ اور روغن جوش کی قسم میں سے تھا۔ والسلام

(نوٹ) خط ۶۴ پر تاریخ درج نہیں تھی۔ مگر اس میں کوئی شک نہیں
کہ یہ خط ۶۳ سے بعد کا اور ۶۵ سے پہلے کا ہے۔ اور تخمیناً ۵ جون ۹۸ء
کے بعد دو تین دن کے اندر کا لکھا ہوا ہے۔ کیونکہ ۵ جون کا حضرت
مولوی صاحب (خلیفہ اول رضی اللہ) کا مولوی عبداللہ صاحب کے
نام جو خط ہے۔ اس میں لکھا ہے۔ کہ حضور نے اس عقیقہ کے۔ لئے
دو بکرے تلاش کرنے کا حکم دیا۔ اور نام برکت اللہ رکھا ہے۔

۱۳۹ / ۶۸

(پوسٹ لفافہ) بسم اللہ الرحمن الرحیم

محبی اخویم میاں عبداللہ صاحب سلمہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کے گھر کے لوگوں کے لئے دعا
کی گئی۔ آپ پھر لکھیں۔ کہ اب کیسی حالت ہے۔ باقی خیریت ہے۔ والسلام
خاکسار مرزا غلام احمد۔ ۲۴ جولائی ۱۸۹۸ء از قادیان

۱۴۰ / ۶۹

(پوسٹ کارڈ) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی

محبی مخلصی اخویم میاں عبداللہ صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ بوصول خط بدریافت صحت
عزیزی رحمۃ اللہ اطمینان ہوئی۔ خدا تعالیٰ عمر دراز کرے۔ آمین۔ اور
تفصیل روپیہ ([illegible]) سے اطلاع ہوئی۔ خدا تعالیٰ آپ کو اور تمام
شرکاء خدمت کو ثواب اور اجر بخشے۔ آمین ثم آمین۔ امید کہ کبھی کبھی

ملاقات کے لئے بھی دقت نہ کیا کریں۔ والسلام۔ تمام احباب کو سلام علیکم
خاکسار غلام احمد عفی عنہ ۴ دسمبر ۱۸۹۸ء

۱۴۱

۷۰۔ (پوسٹ لفافہ) ۱۹ مارچ ۱۸۹۹ء از قادیان
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؛ نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم
مجبی عزیزی اخویم میاں عبداللہ صاحب سلمہٗ۔
السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ آپ کا عنایت نامہ پہنچا۔ انشاء اللہ القدیر آج ہی عبدالوحید[1] کے لئے دعا کروں گا۔ اللہ تعالےٰ اس کو کامیاب کرے۔ آمین۔ اور انشاء اللہ آپ کے اور آپ کی چھوٹی بیوی کے لئے بھی جناب الٰہی میں دعا کروں گا۔ وہ دوا جو دی گئی تھی کھانے کے بعد کھانا بہتر ہے۔ اور کسی قدر بقدر ہضم دودھ استعمال کرنا چاہئے باقی سب خیریت ہے۔
خاکسار مرزا غلام احمد

۱۴۲

۷۱۔ ۲۸ جولائی ۱۹۰۱ء۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہٗ و نصلی
مجبی عزیزی اخویم میاں عبداللہ صاحب سلمہٗ
السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ آپ کا تحفہ مرسلہ نسخہ طلائی بذریعہ ڈاک مجھ کو پہنچ گیا۔ اس سے بڑھ کر علامت اخلاص اور دلی محبت کیا ہو گی۔ کہ آپ نے اپنے گھر کے لوگوں کے زیور کو بھیجدیا اور نیز

---

[1] ۔ مولوی عبداللہ صاحب کے ماموں زاد بھائی تھے۔ ۱۲

آپ کے گھر کے لوگوں کی محبت اور اخلاص قابل تعریف ہے۔ کہ زیور جو عورتوں کو بالطبع عزیز ہوتا ہے۔ اس کے دینے سے دریغ نہیں کیا۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ چونکہ آپ کو اس سلسلہ کی خدمت کے لئے دل میں جوش آرہا ہے۔ اور بباعث کثرت مصارف اور قلت آمدن روپیہ میسر نہ ہو سکا۔ اسی صورت میں دل کی بیتابی نے یہی ہدایت دی۔ کہ آپ اپنی عزیز زوجہ کا زیور اتار کر بھیجدیں۔ سو خدا تعالےٰ آپ کو اس اخلاص کی بہت بہت جزائے خیر دے۔ اور آپ کی زوجہ کو علاوہ ثواب آخرت کے دنیا میں بہت سے زیور طلائی عنایت کرے کہ وہ دنیا سنز آخرت تو ایک وعدہ ہے۔ آمین ثم آمین۔ ہم نے آپ کی مرضی کے موافق تعمیل کردی ہے اور مدت دراز گذر گئی ہے۔ بہتر ہے کہ آپ نہیں آئے۔ بہتر ہے کہ موسم سرما میں کوئی ایسی تجویز نکالیں۔ کہ ایک ماہ تک قادیان میں ٹھہر سکیں۔ دیکھیں آئندہ طاعون کی کیا صورت ہے۔ کب تک اس کے ٹھہرنے کے لئے حاکم حقیقی کا حکم ہے۔ باقی خیریت ہے۔ والسلام۔

خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان۔

(نوٹ) ۱۷۶۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی باتوں کو پورا کرنے والے اللہ تعالےٰ نے حضور کی اس بات کو بھی کہ "وہ دنیا اور سنز آخرت تو ایک وعدہ ہے" اب بیس سال کے بعد لفظ بلفظ پورا کیا۔ اور وہ اس طرح سے کہ اگست ۱۹۲۱ء میں مولوی عبداللہ صاحب کے فرزند اصغر اور مولوی صاحب موصوف کی اس چھوٹی بیوی کے اکلوتے بیٹے عزیز عبدالقدیر کی اہلیہ کے رخصتانہ کے موقع پر اس ایک

نہتہ طلائی قیمتی بتیس روپیہ کی بجائے اللہ تعالےٰ نے محض اپنے فضل
وکرم سے اور اپنی خاص حکمت سے جس کو وہی جانتا تھا۔ عزیز کی اہلیہ کو
دس طلائی زیور جن کی قیمت اس نہتہ کی قیمت سے دہ چند سے بھی
یک صد روپیہ اوپر ہے۔ پہنائے۔ جس کے متعلق پہلے وہم وگمان بھی
نہ تھا۔ زیوروں کو شمار کرنے کے وقت حضور کی یہ بات یاد آئی۔
جسے اس وقت مولوی صاحب موصوف نے اپنے گھر کے لوگوں
کے پاس بیان کیا۔ جس سے سب کے ایمان بفضلہ تعالےٰ اور بھی بڑھے
والحمد للہ علیٰ ذالک۔

(نوٹ) ۔۔۲۔ مولوی عبداللہ صاحب فرماتے ہیں۔ کہ عبدالقدیر
میرے لڑکا (جو برکت اللہ کے بعد پیدا ہوا) اس کا عقیقہ میں نے خود
قادیان آکر حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کرایا۔ عقیقہ کے دن
حضور کو سر درد کا دورہ تھا۔ شام کے وقت جب میں حضور کے
پاس اندر گیا۔ تو حضور نے فرمایا۔ کہ ہم نے جو کھانا عقیقہ کے کھانے
میں اپنے لئے منگوایا تھا۔ وہ اسی طرح پڑا ہے (جس جگہ پر پڑا
تھا اس کی طرف اشارہ بھی فرمایا) چونکہ ہمارے سر درد کا دورہ ہے۔
اس واسطے اس میں سے ہم نے ایک چاول تک نہیں کھایا۔ اس کے بعد
جب میں نے غوث گڈھ سے حضور کی خدمت میں وہ زیور بھیجا جس کا اس خط
میں ذکر ہے تو میں نے ساتھ ہی یہ درخواست بھی بذریعہ عریضہ حضور کی
خدمت میں کی۔ کہ کل چونکہ عقیقہ کے روز حضور نے کھانا نہیں کھایا تھا۔
اس لئے گذارش ہے کہ مہربانی فرما کر اس زیور کی قیمت میں سے فلاں
قدر رقم (غالباً دو روپیہ لکھے تھے یا اس سے کم وبیش) کا عمدہ کھانا

میرے طرف سے تیار کرواکر حضور تناول فرماویں۔ اس بات کی طرف حضور نے اپنے اس فقرہ میں اشارہ فرمایا ہے۔ کہ "آپ کی مرضی کے موافق تعمیل کر دی ہے۔"

۱۴۳

۲/۷۔ (پوسٹ کارڈ) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی

مجبی اخویم میاں عبداللہ صاحب سلمہ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کا چندہ مرسلہ مبلغ (پیہ) پہنچ گیا ہے۔ میں نے ابھی آپ کے لئے دعا کی ہے۔ سخت امتحان کے دن ہیں۔ آپ بھی توجہ سے توبہ استغفار کرتے رہیں۔ بہت دُعا کرتے رہیں۔ ہماری جماعت کے لئے ایک خاص رعایت ہوگی۔ مگر معلوم رہے کہ کسی حد تک بعض کا بطور شہادت فوت ہونا ممکن۔ مگر تشویش کامل۔ تباہی خانگی سے محفوظ رہے گی۔ کم ابتلا ہوگا۔ توبہ کے لئے ہر ایک پر زور دیں۔ اب وقت ہے۔ آئندہ جاڑا خطرناک ہے۔ والسلام

خاکسار غلام احمد

(تاریخ مہر روانگی از ڈاکخانہ قادیان۔ ۳۰ر اپریل ۱۹۰۲ء)

۱۴۴

۲/۷۔ (پوسٹ لفافہ) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی

مجبی عزیزی میاں عبداللہ صاحب سلمہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عنایت نامہ آپ کا پہنچا۔ افسوس کہ آپ کے پہلے خط کا مضمون مجھے یاد نہیں رہا۔ اور تعجب کہ آپ کو جواب نہ پہنچا۔ نہ معلوم کیا سبب ہوا۔ یا شاید خط گم ہو گیا ہو۔

میاں عبد العزیز اور ابراہیم کے لئے انشاء اللہ دعا کروں گا۔ اور ٹیکہ اگرچہ بیہودہ یا علاج ہے اور کہتے ہیں کہ خطرہ سے خالی نہیں۔ اور بعض اس سے مجذوم اور دیوانہ بھی ہو گئے ہیں۔ بعض طاعون کو خود بلا کر جانِ عزیز کھوتے ہیں۔ مگر آپ ملازم ہیں۔ آپ کو شاید توکلاً علی اللہ لگانا ہی پڑے گا۔ میں نے ٹیکہ کے باب میں ایک رسالہ لکھا ہے۔ جس کا نام ہے کشتی نوح وہ چھپ رہا ہے۔ اگر آپ دو ہفتہ کے بعد اطلاع دیں۔ تو آپ کو پہنچ سکتا ہے۔ والسلام

خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہٗ۔ ۱۵ ستمبر ۱۹۰۲ء۔

۱۴۵

۴۷۔ (پوسٹ لفافہ) ۲۷ اپریل ۱۹۰۳ء۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

محبی اخویم میاں عبد اللہ صاحب سلمہٗ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کا کارڈ پہنچا۔ چونکہ عمر کا اعتبار نہیں۔ آپ کو مناسب ہے۔ کہ دو تین ماہ کی رخصت لیکر قادیان میں آجائیں۔ آپ کے عمر کے اوائل حصہ میں اگرچہ قادیان رہنے کا اتفاق ہوا۔ مگر اب نہیں ہوا۔ اب ہونا ضروری ہے اس بات میں ضرور غور کرنا چاہیئے۔ والسلام۔

خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہ از قادیان

(اخویم سید محمد شاہ صاحب کو سلام علیکم)

۱۲۶
۷۵ ۔ (پوسٹ لفافہ) بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی

عزیزی مشفقی محبی میاں عبد اللہ صاحب سلمہ ۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ ۔ کئی دن سے آپ کا خط پہنچا ہوا ہے ۔ مگر مجھے دو ماہ سے اس قدر کھانسی ہے کہ میں جواب لکھنے سے مجبور رہا ۔ اس وقت بھی میری حالت تحریر کے قابل نہیں تھی ۔ اپنے تئیں ضبط کر کے لکھا ہے افسوس کہ میں علالت طبع سے زیادہ لکھ نہیں سکتا ۔ بعد صحت انشاء اللہ آپ کے لئے دعا کروں گا صرف رسید کے طور پر یہ خط بھیجتا ہوں ۔ والسلام

خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہ ۴ر جنوری سنہ ۱۹۰۲ء

۱۲۷
۷۶ ۔ (پوسٹ لفافہ) بسم اللہ الرحمن الرحیم

محبی عزیزی اخویم میاں عبد اللہ صاحب سلمہ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ ۔ آپ کا عنایت نامہ پہنچکر بدریافت خیر و عافیت نہایت خوشی ہوئی ۔ امید کہ جلد جلد اپنے حالات خیریت آیات سے مطلع کرتے رہیں گے ۔ اور جو کچھ آپ نے ارادہ کیا ہے ۔ کہ یک صد روپیہ سالانہ معہ چندہ احباب غوث گڑھ روانہ کرتے رہیں ۔ خدا تعالیٰ اس کا آپ کو ثواب بخشے ۔ باقی ہر طرح سے یہاں خیریت ہے ۔ ایک اشتہار ساتھ اسکے ارسال ہے ۔ والسلام ۔

خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہ ۲۸ر فروری سنہ ۱۹۰۵ء

اخویم مولوی محمد علی صاحب کو اطلاع دیدی گئی ہے ۔ کبھی آپ کو ملاقات کے لئے بھی آنا چاہئے ۔

۱۴۸
۷۷۔ (پوسٹ لفافہ) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی

محبی اخویم میاں عبداللہ صاحب سلمہٗ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ آپ کی رخصت منظور ہونے سے بہت خوشی ہوئی۔ اور دعا ہے کہ عزیز رحمت اللہ کو بھی خدا تعالیٰ اس عہدہ پر مستقل فرماوے۔ آمین۔ اور یہ آپ کے اختیار میں ہے۔ جس بات میں آرام دیکھیں وہی طریق اختیار کریں۔ چاہیں تو عیال کو ہمراہ لے آویں۔ چاہے مجرد آجائیں۔ چند روز سے ہمارے گھر میں بعض مہمان معہ عیال اُترے ہوئے ہیں۔ اور ان کا ارادہ معلوم ہوتا ہے کہ عید تک اسی جگہ رہیں۔ لہٰذا عید تک کل مکان رکا ہوا ہے لیکن اگر آپ معہ عیال آویں۔ تو انشاء اللہ کوئی اور بندوبست ہو جاوے گا۔ مسمّی علیا کی بیعت منظور کی گئی ہے۔ خدا تعالیٰ اس کو استقامت بخشے۔ والسلام۔

مرزا غلام احمد عفی عنہٗ ۲۶؍ اکتوبر ۱۹۰۰ء

۱۴۹
۷۸۔ (پوسٹ لفافہ) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی

از عایذ باللہ الصمد غلام احمد۔ بخدمت اخویم میاں عبداللہ صاحب سنوری۔ بعد سلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ مدت مدید کے بعد آپ کا عنایت نامہ پہنچا۔ تمام خط اول سے آخر تک غور سے پڑھا گیا۔ میں بخوبی اس بات پر مطمئن ہوں۔ کہ خدا تعالیٰ نے آپ کے دل میں اخلاص اور محبت کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے۔ اور آپ کو فطرتی مناسبت ہے۔ اور ایسی محبت ہے۔ کہ زمانے کے رنگ بدلانے سے

دُور نہیں ہو سکتی۔ سو میں آپ پر بہت خوش ہوں۔ ظاہری ملاقات میں اگر کچھ بعد واقع ہو گئی ہے۔ تو یہ صوری بعد آپ کے باطنی قرب کا کچھ حارج نہیں۔ انشاء اللہ ملاقات بھی کسی وقت ہو جائے گی۔ اور آج جس قدر بعض لوگوں میں بدخیالات و ظنون فاسدہ پیدا ہو گئے ہیں۔ میں اِن سے کچھ آزردہ نہیں۔ اور نہ ایسے لوگ میری کارروائیوں کو کچھ نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ بات یہ ہے کہ دنیا میں ہمیشہ سے اکثر لوگ سریع التغیر اور کچے خیال کے ہوتے رہے ہیں۔ ایسا ہی اس زمانہ میں بھی ہیں۔ مگر ایسے لوگ نہ اپنے شمول سے کچھ برکت زیادہ کرسکتے ہیں۔ اور نہ اپنے مخالفانہ قیل و قال سے کچھ بگاڑ سکتے ہیں۔ انسان کے لئے اس کا حقیقی محاسب خدا تعالےٰ ہے۔ اگر وہ کسی بنا پر ناراض ہو۔ تو تمام دنیا ملکر اس بندہ کو اپنی مرادات میں کامیاب نہیں کرسکتی۔ اور اگر راضی ہو۔ تو اس کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ جو شخص حقیقت میں سچا اور زیر سایہ حمایت الٰہی ہو۔ اس کو کسی کی دوستی اور دشمنی کی پرواہ بھی نہیں ہوتی۔ ہر ایک شخص اپنا جوہر ظاہر کرتا ہے۔ نیک آدمی اپنی نیک باتوں اور وفاداری اور صدق اور صفا سے اپنی نکوکاری کا ثبوت دیتا ہے۔ اور بدآدمی اپنی بدافعالی بدگمانی سے اپنے مادۂ بد کو ظاہر کرتا ہے۔ اللہ جل شانہ نے فرمایا ہے۔ وکل یعمل علی شاکلتہ۔ یعنے ہر شخص اپنے مادہ اور فطرت کے مطابق عمل کر رہا ہے۔ اور اس جگہ اور سب طرح سے خیریت ہے۔ والسلام

خاکسار غلام احمد از قادیان ۱۷ مارچ ۱۸۹۰ء

سب کی طرف سے السلام علیکم

۱۵۰/۷۹ - (پوسٹ لفافہ) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ـ نحمدہٗ ونصلی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ ـ

آپ کا ایک نہایت دردناک خط پہنچا ـ درحقیقت اس قدر غم اور صدمہ جو چاروں طرف سے آپ کے دل کو گھیر رہا ہے ـ یہ خدا تعالےٰ کا بڑا امتحان ہے ـ خدا کرے جو آپ اس امتحان میں صادق نکلیں میں نے اس خط کے لکھنے سے پہلے جناب الٰہی میں بہت دُعا کی ہے ـ اگر تقدیر مبرم نہ ہو ـ تو قبول[1] ہونے کی اُمید ہے ـ مجھے اب تک آپ نے پتہ نہیں دیا ـ کہ مرض کی کیا حالت ہے ـ کیا دست تو نہیں آتے؟ بدن تو بہت لاغر نہیں ـ ؟ کس درجے پر بخار معلوم ہوتا ہے؟ اور بخار کو کتنے دن ہو گئے ـ ؟ اور میں ایک نسخہ اس خط کے ہمراہ بھیجتا ہوں ـ وہ میرے بہت سی جگہ تجربہ میں آچکا ہے ـ برگ بیدا ور گل نیلوفر کے عرق کے ساتھ اس کو کھانا چاہیئے ـ بلا توقف کھانا شروع کر دیں ـ اور دل برداشتہ نہ ہوں ـ خدا سب چیز پر قادر ہے ـ دو تین ماہ کی مدت ہوئی ـ کہ میرا لڑکا مبارک احمد جو اس کی والدہ کو بہت ہی پیارا تھا ـ تپ سے فوت ہوا ہے ـ اس کے انتقال کے قریب وقت میں میں نے اُن کو کہدیا ـ کہ دیکھو اب یہ لڑکا مرنے والا ہے ـ اور ہمارا تو یہ مذہب ہے کہ جو مارنے والا ہے ـ وہ مرنے والے سے ہمیں زیادہ پیارا ہے ـ اور یہی طریق

---

[1] ـ مولوی صاحب نے فرمایا ـ کہ حضور کی دُعا کو اللہ تعالےٰ نے قبول فرما کر رحمۃ اللہ کو اپنے فضل سے صحت وعافیت بخشی ـ الحمد للہ علیٰ ذلک ۱۲ ـ

ایمان کامل کا ہے۔ کہ صرف یہ کہو کہ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ خدا کی امانت تھی۔ خدا نے لے لی۔ سو انہوں نے لڑکے کی موت کے وقت ایسا ہی کہا۔ یہ تو ظاہر ہے۔ کہ اگر کوئی مر جائے۔ تو یہ غیر معمولی بات نہیں ہم بھی تو ہمیشہ کے لئے اس دنیا میں نہیں رہیں گے۔ خدا کے نزدیک نہیں کو مراتب ملتے ہیں۔ جو اس چند روزہ زندگی میں تلخی دیکھتے ہیں۔ اور خدا تعالےٰ اگر خوش ہوتا ہے۔ تو بدل عطا کرتا ہے۔ ہرگز ہرگز طریق عوام نہیں اختیار کرنا چاہیئے۔ خدا جس سے پیار کرتا ہے۔ اس کو کوئی مصیبت بھی بھیجتا ہے۔ سو نہایت استقلال سے خدا تعالےٰ پر توکل کرو۔ اور اس سے نو میدمت ہو۔ اور مجھے اطلاع دیتے رہیں۔ والسلام

راقم مرزا غلام احمد بقلم خود

نسخہ مرض دق وسل ودیگر تپہا

ھوالشّافی

۲ درم ۲ درم ۲ درم ۶ درم ۶ درم
طباشیر۔ صمغ کتیرا۔ نشاستہ۔ گلسرخ منزوع۔ رب السوس۔

۴ درم ۴ درم ۴ درم یکدرم نیمدرم
مغز تخم خیارین۔ کدو۔ تخم خرفہ۔ کافور۔ زعفران۔

کوفتہ بیختہ بہ لعاب اسبغول اقراص بندند۔ خوراک دو نیم درم بہ رب دوائیں۔ قرص بنا کر اور ان میں کافور داخل کر کے یا بطور سفوف رکھکر

دو وقت تین تین ماشہ دیدیں۔ اور پھر پانچ ماشہ کر دیں۔ اگر عرق تیار نہ ہو۔ تو بلا توقف یہی نسخہ دیں۔ پھر جلدی سے عرق تیار کریں۔
(اس خط پر تاریخ درج نہیں تھی سیاق و سباق دیکھکر اس کو اس جگہ پر درج کیا گیا)

۱۵۱
۸۰۔ (پوسٹ لفافہ) ۲ رمئی ۱۹۰۸ء بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔
مجھے لاہور میں آپ کا خط ملا۔ میں بباعث علالت طبع والدہ محمود احمد کے۔ اور نیز بباعث خود اپنی بیماری کے تبدیل آب و ہوا کے لئے لاہور میں آ گیا ہوں۔ کمزوری دماغ کے لئے میری دانست میں یخنی جیسی اور کوئی عمدہ چیز نہیں ہے۔ وہ استعمال کرنا چاہئے انشاء اللہ دعا کروں گا۔ باقی خیریت ہے والسلام۔
مرزا غلام احمد از (لاہور)

۱۵۲
۸۱۔ (پوسٹ لفافہ) ۲ رمئی ۱۹۰۸ء
بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔
لاہور میں قادیان سے ہو کر دونوں خط آپ کے مجھ کو ملے۔ خدا تعالے آپ کو اس دلازار تشویش سے نجات بخشے۔ اور آپ کے لحت جگر کو کامل شفا عطا فرماوے۔ آمین ثم آمین۔ انشاء اللہ دعا کرتا رہوں گا۔ حالات سے مجھ کو اطلاع دیتے رہیں۔ میں بیمار تھا۔

اور میرے گھر کے لوگ مجھ سے زیادہ بیمار تھے۔ اس لئے تبدیل ہوا کے لئے لاہور میں آ گئے۔ خدا تعالیٰ آپ کو غم سے رہائی بخشے۔ والسلام۔

خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہ

۱۵۲
۸۲ ۔ (پوسٹ لفافہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

محبی عزیزی میاں عبداللہ صاحب سلمہٗ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ ۔

آپ کا محبت نامہ پہنچا۔ رحمۃ اللہ کی صحت سے بہت خوشی ہوئی۔ الحمد للہ۔ مگر مناسب ہے۔ کہ جب تک پوری قوت نہ ہو۔ دوا کھاتے رہیں۔ ابھی قرص کافور کو نہیں چھوڑنا چاہیئے۔ اور بہتر ہے۔ کہ اکثر اوقات باہر ہوا میں رہیں۔ اگر ایسی جگہ میسر آوے۔ کہ باغ ہو۔ اور درختوں کا سایہ ہو۔ اور کھلی ہوا۔ تو یہ بہت ہی بہتر ہے۔ اور ایک بڑی دوا ہے۔ اور تاریک جگہ اور بند ہوا کی جگہ میں ہرگز نہیں رہنا چاہیئے۔ باغ کے سایہ کی ہوا حکم اکسیر رکھتی ہے۔ مگر شام کے وقت باغ میں نہ رہیں۔ اور گائے کا دودھ بہت پیویں جس قدر ہو سکے تھوڑا جوش دے لیا کریں۔ خداوند تعالیٰ کامل صحت عطا فرماوے باقی سب خیریت ہے۔ مجھ کو اطلاع دیتے رہیں۔ والسلام۔

خاکسار مرزا غلام احمد

(میں نے تمام خط پڑھ لیا ہے۔)

۱۵۴/۸۴ - (پوسٹ لفافہ) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم - نحمدہ ونصلی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ -

مجھے لاہور میں آپ کا خط ملا - الحمد للہ آپ کے فرزند لخت جگر کو مرض سے صحت ہے - الحمد للہ ثم الحمد للہ - میرے گھر کے لوگ بیمار تھے - تبدیل آب ہوا کے لئے لایا ہوں - شاید ایک ماہ تک ہم یہاں رہیں - باقی سب خیریت ہے -

خاکسار مرزا غلام احمد

۵ رمئی ۱۸۹۲ء

۱۵۵/۸۴ - (دستی پرچہ)

مشفقی میاں عبد اللہ صاحب

السلام علیکم - انشاء اللہ کل آپ کو سمجھا دوں گا - اور کل کسی وقت آپ بیعت کر لیں -

(اس پرچہ پر کوئی تاریخ درج نہیں - ہاں تخمیناً ۱۸۹۳ء کا لکھا ہوا ہے - کیونکہ یہ بیعت جس کا اس میں ذکر ہے ۱۸۸۹ء والی بیعت سے تین چار سال بعد میں ہوئی تھی -

(نوٹ) :- اس خط کی تاریخ ٹھیک طور پر معلوم نہیں ہو سکتی اور نہ کہ ترتیب میں اسے کس خط کے بعد اور کس سے قبل رکھنا چاہئے اس لئے اسے اس جگہ پر درج نقل کیا گیا -

۱۵۶/۸۵۔ (دستی خط)

(ہر دو اہلیہ مولوی محمد عبد اللہ صاحب)

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی۔

میں محض تمہاری دنیا اور آخرت کی بھلائی کے لئے تمہیں نصیحت کرتا ہوں۔ کہ تم نماز کی پابند رہو۔ اور اپنے خاوند میاں عبد اللہ کی تابعداری رکھو۔ کیونکہ عورتوں کے لئے خدا تعالے کا وعدہ ہے۔ کہ اگر وہ اپنے خاوندوں کی اطاعت کریں گی۔ تو خدا ان کو ہر ایک بلا سے بچاوے گا۔ اور ان کی اولاد عمر والی ہوگی اور نیک بخت ہوگی۔ والسلام۔

مرزا غلام احمد

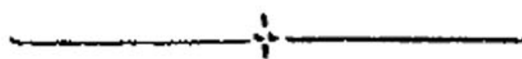
۱۵۷/۸۶۔ (الفاظ بیعت اولیٰ۔ جو حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ۲۰ رجب ۱۳۰۶ھ کو بمقام لدہیانہ لی تھی۔ (۱۸۸۹ء میں)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی۔ آج میں احمد کے ہاتھ پر اپنے اُن تمام گناہوں اور خراب عادتوں سے توبہ کرتا ہوں جن میں مَیں مبتلا تھا۔ اور سچے دل اور پکے ارادہ سے عہد کرتا ہوں۔ کہ جہاں تک میری طاقت اور

سمجھ ہے۔ اپنی عمر کے آخری دن تک تمام گناہوں سے بچتا رہونگا۔
اور دین کو دنیا کے آراموں اور نفس کے لذات پر مقدم رکھونگا۔
اور ۲۱ جنوری کی دس شرطوں پر حتے الوسع کاربند رہوں گا اور
اب بھی اپنے گذشتہ گناہوں کی خدا تعالےٰ سے معافی چاہتا ہوں۔
استغفر اللہ ربی استغفر اللہ ربی استغفر اللہ ربی من کل
ذنب و اتوب الیہ اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہٗ
لا شریک لہ و اشہد ان محمداً عبدہٗ و رسولہ۔
رب انی ظلمت نفسی و اعترفت بذنبی فاغفرلی ذنبی
فانہ لا یغفر الذنوب الا انت۔

۲۰ رجب سنہ ۱۳۰۶ھ



مولوی اللہ دتا صاحب مرحوم لودی ننگل کے نام

تعارفی نوٹ

مولوی اللہ دتا صاحب لودی ننگل ضلع گورداسپور کے رہنے والے تھے۔ آپ کے صاحبزادے مولوی حکیم نور محمد صاحب رضی اللہ عنہ جو ایک حکیم حاذق اور جید عالم تھے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں ایک بہترین مبلغ تھے۔ مولوی اللہ دتا صاحب اہل حدیث مشرب کے تھے اور آپ کے صاحبزادہ حضرت مولوی نور احمد صاحب رضی اللہ عنہ بھی فرقہ اہل حدیث میں ممتاز تھے۔ ۱۸۷۲ء میں حضرت اقدس (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے مولوی اللہ دتا صاحب مرحوم کو حضرت مرزا سلطان احمد صاحب اور مرزا فضل احمد صاحب کی تعلیم کے لئے بلایا تھا اس لئے کہ وہ ایک جید عالم تھے۔ مولوی اللہ دتا صاحب جب قادیان میں آئے تو اکثر حضرت اقدس سے بعض مسائل پر تبادلہ خیالات بھی ہوا کرتا تھا اس زمانہ میں فرقہ اہل حدیث (جو اس وقت وہابی مشہور تھے) کے لوگ بڑے خشک سمجھے جاتے تھے اور وہ تقلید و عدم تقلید کے مسائل میں متشدد واقع ہوئے تھے۔ روحانیت

کے ساتھ انہیں دلچسپی نہ تھی ظاہری امور پر زور دیتے تھے جیسے مسیح ناصری
علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عہد میں فقیہ اور فریسی ہوتے تھے۔

مولوی الہ دتا صاحب زیادہ عرصہ تک تو [illegible] نہ رہ سکے
اور اس کام کو چھوڑ کر چلے گئے مگر حضرت اقدس سے ان کو محبت اور
اخلاص تھا۔ اور حضرت اقدس [illegible] کے [illegible] تھے۔ واپس
جانے کے کچھ عرصہ بعد انہوں نے [illegible] میں [illegible] خط لکھا
اردو و فارسی زبان میں تھا۔ حضرت اقدس نے [illegible] جواب [illegible]
فارسی نظم میں لکھکر بھیجدیا اس خط کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت
اقدس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات کے اس وقت بھی قائل تھے
اور آپ کو زندہ ہی یقین کرتے تھے۔

اس خط سے اس محبت و عقیدت کا بھی پتہ چلتا ہے جو آپ کو
نبیوں کے سردار صلی اللہ علیہ وسلم سے تھی۔ اور یہ استغراق آپ پر غالب تھی کہ

من تو شدم تو من شدی

کا مضمون صادق آتا ہے۔ حضرت مولوی نور احمد صاحبؓ اس تبرک
کو نہایت عزت و احترام سے رکھتے تھے۔ تبرک مکتوب ۱۹۰۹ء میں
کیوں نقل حضرت مفتی ڈاکٹر صادق صاحبؓ کے ذریعہ پہنچا اور چھپ
شایع ہوگیا حضرت منشی ظفر احمد صاحبؓ نے اصل سے نقل کیا۔

(عرفانی کبیر)

مکتوب در مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم

۱۵۸ / ۱

سپاس آن خداوند یکتائے را — بہر دو جہاں عالم آرائے را
بہر لحظہ امید باری ازوست — بہر حالتے نیز ستاری ازوست
جہان جملہ یک صنعت آباد اوست — خزانہ ہدایت بخشندہ داد اوست
رسول خدا پرتو از نور اوست — ہمہ خیرہا از پیغمبر راد اوست
جہان سرور و سید و نور جہان — محمد کز و بست نقش جہان
بشر گر کسے بد بے از ملک بیشتر — نہ بودے اگر چون محمد بشر
ولش ہست نورانی و سرمدی — بتابد درو فرہ ایزدی
کسے کش بود مصطفیٰ رہنما — سر بخت او باشد اندر سما
ہمہ از یاد او ہست جان و دلم — بخواب اندر اندیشہ ہم نگسلم
پس از شے سلامم تو اے شفیق — کرم گسترد ہمرہ و ہم طریق
کہ یاد من خستہ کردی ز دور — فرستادہ نامہ ہمچو حور
چنان نظم و نثرش کہ مانند آن — ندیدم بعمر خود اندر جہان
صفا با چنان اندر آن بیش بیش — کہ حاسد بہ بیند در آن روئے خویش
ظہوری گر آگہ شدے زان صفا — نشستے بپس زانوئے اعتقاد
چنان در سخن صفوت و بند و بست — کہ عقد گہر را دہد صد شکست
تو گفتی سراپاست صفوت اساس — مرصع زیاقوت و مرجان و ماس

زہے نحو آں بود نحو سداد	ہمہ منطق صرف آں نحو یاد

سخن[1] را ازاں گونہ آراستہ	نمے آید از پیر و نو خاستہ

سخن کو نمود ست در معدن	بہ معنے رسانید لفظ سخن

سخن نام دریافت زاں نامہ	زہے پختگی ہائے آں خامہ

سخن آں بناں باند و استوار	چہ حاصل سخن گفتن کامگار

خموشی بہ از گفتن ایں چنیں	کہ لب با نہ جنباند از آفریں

سخن معدن دُر و سیم و طلاست	اگر نیک دانی ہمیں کیمیاست

سخن گرچہ باشد چو لولوی تر	گزاریدنش نیز خواہد ہنر

سخن قامتے ہست با اعتدال	فصاحت چو خد و نباگوش خال

چو گفتار باشد بلیغ دائم	اثر ہا کند در دیے لاجرم

اگر منطقے مہمل است و خراب	چو خواب پریشاں بود بے حساب

زباں گرچہ بحرے بود موجزن	طلاقت بگیرد بجز علم و فن

کسے کو ندارد وقوفے تمام	چہ طورش سیاقت[2] بود در کلام

بحمد اللہ کاں مشفق پر سداد	دریں جملہ اوصاف یکتا فتاد

عجب ذوق ہا داشت آں روز چند	کہ بودیم در خدمت ارجمند

کجا شد دریغ آں مآل و مال	کجا شد چناں خرم آں ماہ و سال

نوٹ:- ان ہر دو شعروں میں کاغذ کے بوسیدہ ہو کر پھٹ جانے کے سبب پہلے دو دو لفظ معلوم نہ تھے۔ منشی ظفر احمد صاحب نے نقل کے وقت سیاق و سباق کے مطابق یہ الفاظ لکھ دیئے ہیں۔

[2] - اگر لفظ سیاق ہی جس کے معنے روانگی ہیں۔ شاید جائز ہو تو سیاقت ہے ورنہ لیاقت۔ (ظفر احمد)

بدستم از آں جز خیالے نماند — از آں جام مے یک سفالے نماند
دریں گوشہ چوں یاد یاراں کنیم — دو دیدہ چو ابر بہاراں کنیم
دل خود بدنیا چہ بندد کسے — کہ ایام الفت ندارد بسے
چہ فرق است در روز و شب کہ با — نشد خاک بر فرق ایں روزگار
دو دست دعا پیش حق گسترم — کہ جہرت نماید بفضل و کرم
بمکتوب گہ گہ بجز شاد کام — خط و نامہ با تو چرا شد حرام
دگر آنچہ تحریر کرد آں رفیق — کرم گسترد و مہرباں و شفیق
کہ از بحث دیں زاں بحر دہم یاد — کہ خوف ملال تو در دل فتاد
من آں نیستم کز رہ بغض و کیں — برنجم ز تحریک در بحث دیں
ترا ما حق ایں بدگمانی فتاد — در دل کسے بدگمان ہم مباد
بہ غمخوار بیت گویم اے نیکسیر — نہ باید بہ غمخوار دل رنجہ کرد
کہ انکار دیں زندگی نبی — نشان است بر موت دلہا جلی
جہاں جملہ مردہ فتادست زار — یکے زندہ او ہست از کردگار
چنیں است ثابت بقول سروش — اگر راز معنی نیائی خموش
اگر در ہوا ہمچو مرغاں پری — وگر بر سر آب با نگذری
وگر ز آتش آئی سلامت برون — دگر خاک را زر کنی از فسوں
اگر منکری از حیات رسول — ہمہ ہست زیاں ہست کار فضول
خدایش چو خواندہ گواہ جہاں — چرا دانش عاقل زغائباں
اگر منکرا و خبر داشتے — بجاں دانش نیز نگذاشتے
بہر منبرش خطاب از خدا است — دریغا ازیں پس گماں ہا خطا است
اگر نیک سے گم شود آفتاب — شود عالم از تیرگی ہا خراب

خردمند نیکو نفس طبع راست — ثنا بر از آنچه حق و بجاست
چو بیند سخن را ز حق پروری — دگر در سخن گم کند داوری
مشو عاشق زشت روز بهار — دگر خوب گم گردد از روزگار
مکافات دارد همه کار و بار — تو خاهد و خسک گشت با توانی مکار
زمین از زراعت تهی داشتن — به از تخم خار و خسک داشتن
زهے دولت من که فضل مجید — مرا اندرین اعتقاد آفرید
زمین نیکتر آن که بعد از خبیر — نیارد بدل اعتنا و دگر
زبان را کنند منع زان هر سخن — که دور از ادب باشد و سوء ظن
بدنیا همه نوع سعد و زیان — باغلب رسد از ممر زبان
توان از سخن مایهٔ یافتن — بنفرت شدن پایهٔ یافتن
هم از گفتگو مایهٔ آن بود — که در گفتنش خطرهٔ جان بود
چسان گفت من بفهمی تمام — چسان بزم اندر دولت این کلام
اگر جا بجای سر نباید ز بند — عجب نیست گو خود به جهل است بند
دلے از تو دارم عجب اے اخی — که فرزانه باشی و نادان شوی
رسومے معظم که دا دار جان — چراغ جهانش بگوید عیان
چه چیز از نوا او را حجاب است بند — چه دیوار داری کشیده بلند
مشو غره بر گفتهٔ یک کسے — که عقل و تدبر نه دارد بسے
ز هر خاطرے بهره گیر اے جوان — بعقل و ادب باش پیر اے جوان
قدم نه به تقلید اهل کمال — که خود او فتد ناگهان در ضلال
میانه گزین باش و با اعتدال — که یکسو روی باشد از اختلال
بچشم کسے چون سلامت بود — بیک چشم دیدن ندامت بود

به تحقیق با دانها صحبت داشت ‌ ‌ دو دیده معطل نباید گذاشت

چو موصوف وصفا در دل بخشند ‌ ‌ جدا از سواد عیون ربخشند

دو چیز است جویان تیا دوبین ‌ ‌ دل روشن و دیده دوربین

خدا راست آن بندگان کرام ‌ ‌ که از بهر شان میکند صبح و شام

بدنبال چشمے چو مے بنگرند ‌ ‌ جهانے بدنبال خود مے کشند

اثرهاست در گفتگوهائے شان ‌ ‌ چکد نور وحدت ز روئے شان

در او شان به اظهار هر خیر و شر ‌ ‌ نهادست حق خاصیت منتشر

نگفتن اگرچه خدا نیستند ‌ ‌ و لے از خدا هم جدا نیستند

کسے را که او ظل یزدان بود ‌ ‌ فنا عشق بخود جهل و طغیان بود

بر دش از آن سو گر آمد کتاب ‌ ‌ ازیں سو بزودی بگویم جواب

ولیکن بباید کتابے تمام ‌ ‌ که باشد محیط همه با مرام

ز عهدے که گردم نگردم گہے ‌ ‌ نه گردم ز باید صبا زیں تہے

مگر کا سمانے دگر گونه کار ‌ ‌ فراز آید از گردش روزگار

چه گویم ز تدریس اطفال حال ‌ ‌ که دارم دل از حال شان پر ملال

معلم میسر شود بست کس ‌ ‌ ولیکن بر اشکال این ست و بس

کجا آن قناعت گزین اوستاد ‌ ‌ که بر اندکے آمد از استغنا

بگویشیم و انجام کار آن بود ‌ ‌ که آن خواهش و رائے [illegible] بود

فنا داست در فاغلان حرص و آز ‌ ‌ همه خانه شد در جمع باز

طمع عهد هائے گران بگسلد ‌ ‌ ز دلدار پیوند جان مگسلد

بجوئید از حرص کثرت بمال ‌ ‌ از آن خود فنند اندر آن اختلال

دریغا نداد ندایں همه دمان ‌ ‌ که آهستگی هم رساند بر آن

زمانہ بسا بیدق آہستہ راند — کہ ناگاہ بر جائے فرزیں نشاند

بنظم ایں قدر ماجرائے برفت — بپوشی گر از من خطائے برفت

کہ من بندۂ ناکس بے ہنرم — نہ گوہر شناسم نہ باگوہرم

بود چشم احرار از عیب پاک — اگر جاہلے عیب بیند چہ باک

الراقم

بندہ آثم غلام احمد عفی اللہ عنہ

۲ ستمبر سنہ ۱۸۷۲ء

(نوٹ) اس نظم میں خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرت کے مختلف پہلوؤں پر جو روشنی پڑتی ہے وہ ایک مختصر نوٹ میں بیان نہیں ہو سکتی تاہم حضرت کی اس محبت و اخلاص کا پتہ لگتا ہے جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ آپ کو تھا۔

(عرفانی کبیر)

حضرت سید ناصر شاہ صاحب رضی اللہ عنہ کے نام

تعارفی نوٹ

حضرت سید ناصر شاہ صاحب رضی اللہ عنہ اصل میں کشمیر کے باشندے
تھے مگر ان کے بزرگ لاہور میں آکر آباد ہو گئے تھے اس خاندان میں
محبت شاہ صاحب کے ماموں مولوی کرم الٰہی صاحب رضی اللہ عنہ
کے ذریعہ آئی اور شاہ صاحب کے برادر بزرگ حضرت سید فضل شاہ صاحب
رضی اللہ عنہ پہلے داخل سلسلہ ہوئے۔ شاہ صاحب موصوف کو حضرت
قدس کے ساتھ محبت و اخلاص کا وہی تعلق ہے جو حضرت منتہی
سید اللہ صاحب سنوری کو تھا۔ سید فضل شاہ رضی اللہ عنہ کو حضرت
قدس کی خدمت کا بڑا موقعہ ملا۔ اور انھوں نے حضرت برودتی اٹھتے
ہوئے بھی دیکھی۔ سید ناصر شاہ صاحب ایک نہایت مخلص کم سخن
اور گداز طبیعت کے بزرگ تھے۔ خاکسار عرفانی کے ساتھ ان تمام بزرگوں
کو قلبی محبت تھی اور وہ اس سے اپنے اسرار اور راز کی باتیں بھی کیا کرتے
تھے۔ حضرت سید ناصر شاہ صاحب ریاست جموں کشمیر میں ملازم تھے
اور حضرت اقدس کی خدمت میں ہمیشہ اپنے مالی نذرانے پیش کرتے
رہتے آپ بہت ہی کم اپنی ذات پر خرچ کرتے۔ ان کا مفصل تذکرہ
کتاب تعارف میں آتا ہے ان کی سب سے بڑی خدمت یہ تھی کہ نزول المسیح
کی طبع کے تمام اخراجات انھوں نے ادا کیے۔ جزاہ اللہ احسن الجزا
فی الدنیا والعقبیٰ۔ اب دونو بھائی مقبرہ بہشتی میں آرام فرماتے ہیں
ذیل کے مکتوبات ان کے ہی نام کے ہیں۔ (عرفانی کبیر)

۱۵۹
۱

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی

محبی عزیزی اخویم سید ناصر شاہ صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، کتاب نزول المسیح چونکہ بڑھ گئی ہے اس لیے میں اندازہ کرتا ہوں کہ دو سو روپیہ تک اس کا تمام ہوگا۔ یعنی علاوہ اس روپیہ کے جو خرچ ہو چکا ہے۔ اور دو سو روپیہ لگے گا۔ تب کتاب پوری ہوگی۔ آپ نے اس مدد کو اپنے ذمہ اٹھا لیا۔ اور یہ خرچ اور آپ کو ادا کرنا پڑا ہے۔ ایک دفعہ اگر غیر ممکن ہو۔ تو دو تین دفعہ کر کے بھیج دیں۔ کتاب کشتی نوح جو نزول المسیح کا ایک جز ہے۔ آپ کی خدمت میں بھیجی جاتی ہے۔ دو نسخے بھیجے جاتے ہیں۔ ایک آپ کے لئے اور ایک محبی اخویم سید تفضل شاہ صاحب کے لئے۔ باقی سب طرح سے خیریت ہے۔ والسلام۔

خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہ

۱۴ر اکتوبر ۱۹۰۱ء

اب روپیہ کی عنقریب ضرورت ہے

۱۶۰
۲

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

بہت بہت استغفار پڑھ کر آپ دعا کریں اور دعا کے وقت کامل یقین قبولیت کا ہو۔ دعا میں ماندگی ظاہر نہ ہو۔ میں بھی دعا کروں گا۔ نماز میں خاص کر دعا کریں جس زبان میں ممکن ہو مضائقہ نہیں۔ والسلام۔

مرزا غلام احمد از قادیان

۱۷ر جون ۱۸۹۳ء

از راقم نور دین۔ السلام علیکم

۱۶۱/۳

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

محبی عزیزی اخویم سید ناصر شاہ صاحب سلمہٗ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ مبلغ ایک سو روپیہ مرسلہ آپ کا پہونچ گیا خدا تعالیٰ آپ کو بہت بہت جزائے خیر پہونچائے۔ اور آپ کے ساتھ ہو۔

بخدمت اخویم محبی سید فضل شاہ صاحب

السلام علیکم۔ خط پہونچ گیا۔ اگر جموں میں طاؤن کی ترقی کا خطرہ نہیں تو خیر ورنہ ضرور عیال کو اس جگہ سے نکالنا چاہیئے۔ والسلام

خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہٗ

۲۰ جنوری ۱۹۰۲ء

۱۶۲/۴

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی

محبی اخویم سید ناصر شاہ صاحب سلمہٗ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ آپ کا خط آج کی ڈاک میں مجھ کو ملا۔ میں انشاء اللہ آپ کے لئے دعا کروں گا مطمئن رہیں۔ اور ہمیشہ خیر و عافیت سے اطلاع دیتے رہیں۔ باقی بفضلہ تعالیٰ سب طرح سے خیریت ہے۔ والسلام

راقم مرزا غلام احمد عفی عنہ

۲۱ جنوری ۱۹۰۶ء

۱۶۳/۵

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی

محبی عزیزی اخویم سید ناصر شاہ صاحب سلمہ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ آپ کا عنایت نامہ پہونچا۔ بدریافت خیروعافیت خوشی ہوئی۔ اور اس سے پہلے مبلغ ایک سو روپیہ ایک دفعہ اور مبلغ پچاس روپیہ (پچاس) آپ کے مرسلہ پہونچے۔ اور مبلغ آٹھ روپے کی نسبت مجھ کو یاد نہیں۔ شاید پہونچے ہیں۔ ان کا حال دریافت کر کے لکھوں گا۔ باقی ہر طرح سے خیریت ہے۔ میں آپ کے لئے انشاء اللہ دعا کروں گا۔ خدا تعالیٰ روکوں کو درمیان سے اٹھا دے۔ سنا گیا ہے۔ کہ کشمیر میں طاعون ہے معلوم نہیں۔ یہ خبر کہاں تک صحیح ہے۔ مگر یہ کہ آج ۱۹ مارچ ۱۹۰۶ء کو مبلغ آٹھ روپے کا منی آرڈر پہونچ گیا۔ اسی وقت پہونچا ہے۔ انشاء اللہ آپ کے لئے دعا کرتا رہوں گا۔ خدا تعالیٰ حاسدوں سے محفوظ رکھے۔ والسلام

مرزا غلام احمد عفی عنہٗ
۱۹ مارچ ۱۹۰۶ء

۱۶۴/۶

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

۳۱ جون ۱۹۰۶ء

محبی اخویم سید ناصر شاہ صاحب سلمہٗ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ آپ کے دو عنایت نامے پہنچے میں بباعث بیماری نقرس اور تکلیف درد جواب نہیں لکھ سکا۔ گلا اس

پہونچ گئے ہیں۔ مگر سخت نرمش تھے۔ اس لئے ان کا اچار ڈال دیا۔ کسی دوسرے پھل کی تلاش رکھیں جو اس ملک میں نہ ہوتا ہو۔ اور میں انشاء اللہ تعالیٰ آپ کے لئے ہمیشہ دعا کرتا رہوں گا۔ اب میری طبیعت بہ نسبت سابق رو بہ صحت ہے۔ مگر چل نہیں سکتا چلنے سے سخت درد ہوتی ہے۔ والسلام

مرزا غلام احمد عفی عنہ

۱۶۵
۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

محبی عزیزی اخویم سید ناصر شاہ صاحب سلمہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ کئی روز کا آپ کا خط آیا ہوا تھا۔ میں بیمار رہا۔ جواب نہیں لکھ سکا۔ جہاں تک ممکن ہے۔ دعا توجہ سے کی گئی ہے۔ امید ہے۔ کہ آپ اپنے حالات خیریت آیات سے مطلع فرمائیں گے۔ باقی سب طرح سے خیریت ہے۔ والسلام۔

مرزا غلام احمد عفی عنہ
۱ر جولائی ۱۹۰۶ء

۱۶۶
۸

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی

محبی عزیزی اخویم سید ناصر شاہ صاحب سلمہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ میں آپ کے خط کا باعث علالت طبع جلد جواب نہیں دے سکا۔ دعا بہت کی گئی۔ امید ہے۔ اپنے حالاتِ خیریت آیات سے مطلع فرمائیں گے۔ خدا تعالیٰ آپ کو ہر ایک وقت میں محفوظ رکھے۔ باقی اس جگہ بفضلہ تعالیٰ

ہر طرح سے خیریت ہے۔ والسلام۔

مرزا غلام احمد عفی عنہ
۲۶ جولائی ۱۹۰۶ء

۱۶۷
۹

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی

محبی عزیزی سید ناصر شاہ صاحب سلمہ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ آپ کا عنایت نامہ اور نیز مبلغ پچاس روپیہ معہ اس کے جو منظوری آئی۔ پہونچ کر بہت خوشی ہوئی۔ خدا تعالیٰ آپ کو یہ ترقی مبارک کرے۔ اور آپ کی آسائش اور ہر ایک برکت دے۔ اور آفات سے بچاوے۔ آمین باقی بفضلہ تعالیٰ سب طرح سے خیریت ہے۔ والسلام۔

مرزا غلام احمد عفی عنہ از قادیان
۲۶ اگست ۱۹۰۶ء

۱۶۸
۱۰

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی

محبی اخویم سید ناصر شاہ صاحب سلمہ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ، آپ کا محبت نامہ مجھ کو ملا۔ میں انشاء اللہ تعالیٰ آپ کے کار معلوم میں دعا کروں گا۔ خدا تعالیٰ آپ کی دعا منظور فرمائے آمین (صہ) روپے پہونچ گئے۔ باقی خیریت والسلام

مرزا غلام احمد عفی عنہ
۹ نومبر ۱۹۰۶ء

۱۶۹
۱۱

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علےٰ رسولہ الکریم

محبی عزیزی اخویم سید ناصر شاہ صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ، مبلغ پچاس روپیہ مرسلہ آپ کے آج کی ڈاک میں [illegible] ملے۔ جزاکم اللہ خیرا۔ خدا تعالےٰ آپ کو ہر ایک بلا سے محفوظ رکھے۔ اور مشکلات حل فرمائے۔ میں غائبانہ آپ کے لئے دعائیں کیا کرتا ہوں۔ خدا تعالےٰ قبول فرمائے۔ آمین۔ اس نواح میں [illegible] کا بہت ہی زور سنا جاتا ہے۔ اللہ تعالےٰ امن میں رکھے۔ آمین۔ انشاء اللہ دعا کرتا رہوں گا۔ باقی سب طرح سے خیریت ہے۔ والسلام

مرزا غلام احمد عفی عنہ،

۱۷۰
۱۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی

مخدومی مکرمی اخویم سلمہ اللہ تعالےٰ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ، خط آپ کا معرفت حکیم حضرت مولوی نورالدین صاحب حضرت اقدس کی خدمت میں پہونچا۔ حضرت صاحب نے آپ کے حق میں بہت دعا فرمائی ہے۔ اور بہت فکر ہے۔ اپنی طبیعت کی خیریت سے جلد جلد اطلاع دیں۔ حضرت صاحب کا خیال آپ کی طرف لگا ہوا ہے۔ والسلام۔

۴ر جنوری ۱۹۰[illegible]ء

بدست راقم، محمد صادق عفی اللہ عنہ، از قادیان

171
13

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

محبی عزیزی اخویم سید ناصر شاہ صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ
السلام علیکم و رحمتہ اللہ و برکاتہ
مجھ کو افسوس ہے کہ میں بباعث بیماری جلد جواب نہیں دے سکا۔ اور اس وجہ سے مجھے یاد نہیں۔ کہ میں نے پہلے خط کا جواب بھی دیا یا نہیں میں نے اس وقت آپ کے لئے دعا کی ہے۔ مگر میں اس وقت بھی بیمار ہوں انشاء اللہ بہت دعا کروں گا۔ بہت ضروری ہے۔ کہ آپ ان اضطرار کے دنوں میں جلد جلد بلکہ روز اطلاع دیں۔ مجھ کو بہت فکر ہے۔ آپ کے الفاظ نہایت (تشویش) میں رکھتے ہیں۔ والسلام

مرزا غلام احمد عفی عنہ
۷ دسمبر ۱۹۰۷ء

حضرت ڈاکٹر (خانصاحب) میر محمد اسمٰعیل صاحب سلمہ اللہ کے نام

تعارفی نوٹ

حضرت مخدومی ڈاکٹر محمد اسمٰعیل صاحب جماعت احمدیہ میں ایک
خاص مقام رفیع رکھتے ہیں اپنے علم و فضل تقویٰ و طہارت اخلاق فاضلہ
کے لحاظ سے اور اس نسبت کی وجہ سے جوان کو حضرت مسیح موعود
علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہے آپ حضرت ام المومنین (نعمتا اللہ بطول
حیاتہا) کے حقیقی بھائی ہیں ان کی تربیت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ
والسلام کی نظر کیمیا اثر کے نیچے ہوئی ہے میں حضرت میر صاحب کو
جماعت احمدیہ کے صوفی منش بزرگوں میں سب سے بلند قیام پر
دیکھتا ہوں وہ روحانیت سے سرشار اور قرب الٰہی کیلئے بیتاب
قلب رکھتے ہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق
روایات کے سلسلے میں اہل بیت کی روایات کو مستثنیٰ کرکے آپ کا مقام
ہی بلند ہے اور میں تو ان کو بھی اہل بیت میں داخل سمجھتا ہوں انکی
بیان کردہ روایات نہایت صاف اور صحیح ہیں انھوں نے جو نصف
صدی کا زمانہ حضرت اقدس کے ساتھ گزارا ہے وہ خود اللہ تعالےٰ
کی طرف سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کا
ایک نشان ہیں۔ اور میں ان کو آیت اللہ یقین کرتا ہوں ان کی
زندگی اور ان کا ڈاکٹر ہونا یہ سب ایک پیشگوئی کا نتیجہ ہے حضرت میر صاحب
کا تذکرہ تفصیل سے مرحوم عرفانی صغیر لکھنا چاہتے تھے ان کے نوٹوں کی

بنا پر اب کتاب تعارف میں انشاء اللہ خدا کے فضل سے خاکسار لکھنے کا عزم رکھتا ہے۔ حضرت میر صاحب کو یہ خصوصیت بھی حاصل ہے کہ جیسے حضرت نانا جان رضی اللہ عنہ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے نسبت صہر حاصل تھی حضرت میر صاحب کو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی (جو المصلح الموعود اور مثیل مسیح بھی ہیں) سے یہ نسبت خدا کے فضل سے حاصل ہے۔ حضرت میر صاحب کے نام کے مکتوبات ان کی روایات کے سلسلے میں سیرۃ المہدی میں درج ہوئے ہیں اسی سے بعض ان روایات کے جن کے تحت وہ درج ہوئے ہیں اور حضرت مخدومی مرزا بشیر احمد صاحب رحمہ اللہ الاحد کے نوٹ کے ساتھ درج کر رہا ہوں۔

(عرفانی کبیر)

۱۶۲
۱

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے مکان کے مختلف حصوں میں رہائش تبدیل فرماتے رہتے تھے۔ سال ڈیڑھ سال ایک حصہ میں رہتے۔ پھر دوسرا کمرہ یا دالان بدل لیتے۔ یہاں تک کہ بیت الفکر کے اوپر جو کمرہ مسجد مبارک کی چھت پر کھلتا ہے اس میں بھی آپ رہے ہیں۔ اور ان دنوں میں گرمی میں آپ کی اور اہلبیت کی چارپائیاں اوپر کی مسجد میں جو صحن کی صورت میں ہے بچھتی تھیں۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ مجھے جس زمانے کا ہوش ہے میں نے آپکو زیادہ تر اس کمرہ میں رہتے دیکھا ہے جس میں اب حضرت اماں جان رہتی ہیں جو بیت الفکر کے ساتھ شمالی جانب واقع ہے۔

۱۶۳
۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ جب میری شادی کی تیاری ہوئی تو میں دہلی کے شفاخانہ میں ملازم تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے اس کے متعلق خط و کتابت ہوتی تھی۔ میں پہلے اس جگہ راضی نہ تھا۔ آپ نے مجھے ایک خط میں لکھا کہ اگر تمہیں یہ خیال ہو کہ لڑکی کے اخلاق اچھے نہیں ہیں۔ تو پھر بھی تم اس جگہ کو منظور کر لو۔ اور اس کے اخلاق پسندیدہ نہ ہووے۔ تو میں انشاء اللہ اس کے لئے دعا کروں گا جس سے اس کے اخلاق درست ہو جائیں گے۔

حضور کے خط کی نقل یہ ہے:-

۱۷۴/۴ . بسم اللہ الرحمن الرحیم ۳۱ اگست ۱۹۰۵ء

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

عزیزی میر محمد اسمٰعیل صاحب سلمہ تعالےٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔ میں نے تمہارا خط پڑھا ۔ چونکہ ہمدردی کے لحاظ سے یہ بات ضروری ہے کہ جو امر اپنے نزدیک بہتر معلوم ہو اس کو پیش کیا جائے ۔ اس لئے میں آپ کو لکھتا ہوں کہ اس زمانے میں جو طرح طرح کی بدچلنیوں کی وجہ سے اکثر لوگوں کی نسل خراب ہو گئی ہے ۔ لڑکیوں کے بارے میں مشکلات پیدا ہو گئی ہیں ۔ اور میں دیکھتا ہوں کہ بڑی بڑی تلاش کے بعد بھی اجنبی لوگوں کے ساتھ تعلق پیدا کرنے سے کئی بد نتیجے نکلتے ہیں ۔ بعض لڑکیاں ایسی ہوتی ہیں کہ ان کے باپ یا دادوں کو کسی زمانے میں آتشک تھی اور کئی مدت کے بعد وہ مرض ان میں بھی پیدا ہو جاتی ہے ۔ بعض لڑکیوں کے باپ دادوں کو جذام ہوتا ہے تو کسی زمانے میں وہی مادہ لڑکیوں میں بھی پیدا ہو جاتا ہے ۔ بعض میں سل کا مادہ ہوتا ہے ۔ بعض میں دق کا مادہ اور بعض کو بانجھ ہونے کی مرض ہوتی ہے ۔ اور بعض لڑکیاں اپنے خاندان کی بدچلنی کی وجہ سے پورا تقویٰ کا اپنے اندر نہیں رکھتیں ۔ ایسا ہی اور بھی عیوب ہوتے ہیں کہ اجنبی لوگوں سے تعلق پکڑنے کے وقت معلوم نہیں ہوتے ۔ لیکن جو اپنی قرابت کے لوگ ہیں ۔ ان کا سب حال معلوم ہوتا ہے ۔ اس لئے میری دانست میں آپ کی طرف سے نفرت کی وجہ بجز اس کے کوئی نہیں ہو سکتی کہ یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ بشیر الدین کی لڑکی دراصل بدشکل ہے ۔

یا کانی یعنی یک چشم ہے یا کوئی ایسی اور بدصورتی ہے جس سے وہ نفرت کے لائق ہے۔ [illegible] کوئی عذر صحیح نہیں ہے یہ تو ظاہر ہے کہ لڑکیوں کے اپنے والدین کے گھر میں اور اخلاق ہوتے ہیں اور جب شوہر کے گھر آتی ہیں تو پھر ایک دوسری دنیا ان کی شروع ہوتی ہے۔ ماسوا اس کے شریعت اسلامی میں حکم ہے کہ عورتوں کی عزت کرو۔ اور ان کی بداخلاقی پر صبر کرو اور جب تک ایک عورت پاک دامن اور خاوند کی اطاعت کرنے والی ہو۔ تب تک اس کے حالات میں بہت نکتہ چینی نہ کرو۔ کیونکہ عورتیں پیدائش میں مردوں کی نسبت کمزور ہیں۔ یہی طریق ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیویوں کی بداخلاقی کی برداشت کرتے تھے۔ اور فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اپنی عورت کو تیر کی طرح سیدھی کر دے وہ غلطی پر ہے۔ عورتوں کی فطرت میں ایک کجی ہے۔ وہ کسی صورت سے دور نہیں ہو سکتی۔ رہی یہ بات کہ سید بشیر الدین نے بڑی بداخلاقی دکھلائی ہے اس کا یہ جواب ہے کہ جو لوگ لڑکی دیتے ہیں۔ ان کی بداخلاقی قابل افسوس نہیں۔ سبب سے دنیا پیدا ہوتی ہے۔ ہمیشہ سے یہی دستور چلا آتا ہے کہ لڑکی والوں کی طرف سے اوائل میں کچھ بداخلاقی اور کشیدگی ہوتی ہے اور وہ اس بات میں سچے ہوتے ہیں کہ وہ اپنی جگر گوشہ لڑکی کو جو ناز و نعمت میں پرورش پائی ہوتی ہے۔ ایک ایسے آدمی کو دیتے ہیں۔ جس کے اخلاق معلوم نہیں۔ اور وہ اس بات میں بھی سچے ہوتے ہیں کہ وہ لڑکی کو بہت سوچ اور سمجھ کے بعد دیں۔ کیونکہ وہ ان کی پیاری اولاد ہے اور اولاد کے بارہ میں ہر ایک کو ایسا کرنا پڑتا ہے اور جب تم نے شادی کی اور

اور کوئی لڑکی پیدا ہوئی۔ تو تم بھی ایسا ہی کرو گے۔ لڑکی والوں کی ایسی
باتیں افسوس کے لائق نہیں ہوا کرتیں۔ ہاں جب تمہارا نکاح ہو جائیگا۔
اور لڑکی والے تمہارے نیک اخلاق سے واقف ہو جائیں گے۔ تو وہ
تم پر قربان ہو جائیں گے۔ پہلی باتوں پر افسوس کرنا دانائی نہیں۔
غرض میرے نزدیک اور میری رائے میں یہی بہتر ہے کہ اس رشتہ کو
مبارک سمجھو۔ اور اس کو قبول کر لو۔ اور اگر ایسا تم نے کیا۔ تو میں بھی
تمہارے لئے دعا کروں گا۔ اپنے کسی مخفی خیال پر بھروسہ مت کرو۔
جوانی اور ناتجربہ کاری کے خیالات قابلِ اعتبار نہیں ہوتے۔ موقعہ کو ہاتھ
سے دینا سخت گناہ ہے۔ اگر لڑکی بد اخلاق ہوگی تو میں اس کے لئے
دعا کروں گا۔ کہ اس کے اخلاق تمہاری مرضی کے موافق ہو جائیں گے۔
اور سب بھی دور ہو جاوے گی۔ ہاں اگر لڑکی کو دیکھا نہیں ہے۔ تو یہ
ضروری ہے کہ اول اس کی شکل و شباہت سے اطلاع حاصل کی جاوے
لڑکپن اور طفولیت کے زمانے کی اگر بدشکلی بھی ہو۔ تو وہ قابلِ اعتبار
نہیں ہوتی۔ اب شکل و صورت کا زمانہ ہے۔ میری نصیحت یہ ہے کہ شکل
پسند کر کے قبول کر لینا چاہئے۔ مولود نے شاک پڑھے۔ آخر وہ تمہارا ہی
مولود پڑھے گی حرج کیا ہے۔ والسلام

مرزا غلام احمد

(آخر صفحہ کے بعد) مکرر یہ کہ اس خط کے پڑھنے کے بعد صاف لفظوں
میں مجھے اس کا جواب ایک ہفتہ کے اندر بھیج دیں۔ واللہ معنا

خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ خط
بیاہ شادی سے تعلق رکھنے والے امور کے متعلق ایک نہایت ہی قیمتی فلسفہ

پڑھتی ہے اور یہ جو حضرت صاحب نے خط کے آخر میں مولود کے متعلق لکھا ہے اس کا یہ مطلب ہے کہ ہماری ممانی صاحبہ اپنے والدین کے گھر غیر احمدیوں کے رنگ میں مولود پڑھا کرتی تھیں۔ اور غالباً ان کے والد صاحب کو اصرار ہوگا کہ وہ بدستور مولود پڑھا کریں گی جس پر حضرت صاحب نے لکھا کہ اس میں کوئی حرج نہیں جب لڑکی بیاہی گئی اور خاوند کے ساتھ اس کی محبت ہوگئی تو پھر آپ نے ان رسمی مولودوں کو چھوڑ کر بالآخر گویا خاوند کا ہی مولود پڑھتا ہے سو ایسا ہی ہوا۔ اور اب تو خدا کے فضل سے ہماری ممانی صاحبہ احمدی ہو چکی ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

175/4

ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ مبارک احمد کی وفات پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مجھے مندرجہ ذیل خط تحریر فرمایا تھا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عزیز مبارک احمد ۱۶ ستمبر ۱۹۰۷ء بقضاء الٰہی فوت ہوگیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ ہم اپنے رب کریم کی قضا و قدر پر صبر کرتے ہیں۔ تم بھی صبر کرو۔ ہم سب اس کی امانتیں ہیں اور ہر ایک کام اس کا حکمت اور مصلحت پر مبنی ہے۔ والسلام۔ مرزا غلام احمد

خاکسار عرض کرتا ہے کہ کہنے کو تو اس قسم کے الفاظ ہر مومن کہہ دیتا ہے۔ مگر حضرت صاحب کے منہ اور قلم سے یہ الفاظ حقیقی ایمان اور دلی یقین کے ساتھ نکلتے تھے اور آپ واقعی انسانی زندگی کو ایک امانت خیال فرماتے تھے اور اس امانت کی واپسی پر دلی انشراح اور خوشی کے ساتھ تیار رہتے تھے۔ نیز خاکسار عرض کرتا ہے کہ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب ہمارے حقیقی ماموں ہیں۔ اس لئے ان کے ساتھ حضرت مسیح موعودؑ اپنے چھوٹے عزیزوں کی طرح خط و کتابت فرماتے تھے۔ ان کی پیدائش ۱۸۸۱ء کی ہے حضرت مسیح موعودؑ نے ان کا ذکر انجام آتھم کے ۳۱۳ صحابہ کی فہرست میں ۷ نمبر پر کیا ہے۔ مگر چونکہ سید محمد اسمٰعیل دہلوی طالب علم کے طور پر نام لکھا ہے۔ اس لئے بعض لوگ سمجھتے نہیں۔ ست بچن میں بھی ان کا نام انہی الفاظ میں درج ہے۔

شیخ فتح محمد صاحب کے نام

تعارفی نوٹ

شیخ فتح محمد صاحب آغاز شباب میں بہ حیثیت طالب علم حضرت
یفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کے حضور جموں پہنچے اور آپ کی خدمت
ں کچھ کتابیں پڑھیں اور آپ کے توسط سے سلسلہ ملازمت میں منسلک
گئے ذہین اور زیرک ہونے کے ساتھ طبیعت تیز تھی اور اس وجہ
ے دوستوں کی بجائے دشمن زیادہ پیدا کر لیتے تھے. حضرت مسیح
عود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اخلاص رکھتے تھے اور حضور بولغتہ لغلوب
ے طور پر ہمیشہ دلداری فرماتے. پنشن لیکر آخر قادیان آگئے تھے حضرت
یفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز بھی ہمیشہ چشم پوشی فرماتے رہے.
لآخر میں تو قادیان سے باہر گیا ہوا تھا معلوم ہوا کہیں روپوش
ہو گئے اور پھر واپس نہ آئے اللہ تعالیٰ ان کی ستاری فرمائے ان ک
لاد میں صلاحیت ہے اور وہ سلسلہ سے وابستہ ہیں شیخ صاحب کے
اس حضرت اقدس کے خطوط کا ایک اچھا مجموعہ تھا اور مجھے دینے ک
عدہ کرتے رہے مگر میری غیر حاضری اور ان کی روپوشی نے موقع
دیا. ذیل کے مکتوبات ان کے فرزند رشید صالح محمد صاحب سے حاصل
کر کے ملک فضل حسین صاحب نے الفضل میں شائع کئے ہیں.

(عرفانی کبیر)

۱۷۶
۱

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی

مکرمی اخویم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ فتح محمد حصول بشارت کے لئے دو رکعت نماز وقت عشاء پڑھکر اکتالیس دفعہ سورہ فاتحہ پڑھے اور اس کے اول و آخر گیارہ گیارہ دفعہ درود شریف پڑھے اور اپنے مقصد کے لئے دعا کرکے اور بقیہ رات باوضو سو رہے جس دن سے شروع کریں۔ اسی دن تک اس کو ختم کریں۔ انشاء اللہ العزیز وہ امر جس میں خیر اور برکت ہے۔ حالت منام میں ظاہر ہوگا۔ والسلام۔

خاکسار غلام احمد ۹ مارچ ۱۸۹۰ء

بباعث ضعف و علالت فتح محمد کی طرف خط نہیں لکھا گیا۔

(پتہ) بمقام جموں دار الریاست۔ مکرمی اخویم حکیم نورالدین صاحب ملازم و معالج ریاست"

۱۷۷
۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی

عزیزی میاں فتح محمد صاحب سلمہٗ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ خط پہنچا چونکہ اکثر اوقات طبیعت ضعیف رہتی ہے اس لئے خط کے جواب میں تاخیر ہوئی ہمیشہ اپنے حالات خیریت سے مطلع کرتے رہیں والسلام۔

غلام احمد عفی عنہ ۱۶ ستمبر ۱۸۹۰ء

بمقام لدھیانہ اقبال گنج ہے

۱۷/۴

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کا مہربانی نامہ پہونچا۔ آپ کے تردّدات بہت طول پذیر ہوگئے۔ خدا تعالےٰ رہائی بخشے۔ شاید ایک ہفتہ ہوا۔ میں نے آپ کو خواب میں دیکھا۔ گویا آپ مجھ سے پوچھتے ہیں۔ کہ میں کیا کروں۔ تو میں نے آپ کو یہ کہا ہے۔ خدا سے ڈر پھر جو چاہے کر۔

سو آپ تقوےٰ اختیار کریں۔ اللہ جلشانہٗ آپ کوئی راہ پیدا کر دیگا۔ والسلام

غلام احمد از لدھیانہ محلہ اقبال گنج۔ (۱۸ مارچ ۱۸۹۱ء)

(نوٹ از ناقل) اس خط کے بائیں طرف اوپر کے حصہ میں مندرجہ ذیل عبارت بھی لکھی ہوئی ہے۔

از طرف عاجز حامد علی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ یہ الہامی الفاظ جس روز آپ کا خط پہونچا۔ اسی روز معلوم ہوئے۔"

۱۷/۵

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی

مشفقی اخویم میاں شیخ محمد صاحب سلمہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ آپ کا شفقت نامہ لودیانہ میں مجھ کو ملا آپ کی بیماری کی وجہ سے بہت تردد ہوا۔ آپ کے لئے دعا کیگئی۔ خدا تعالےٰ آپ کو بہت جلد شفا بخشے۔ اس جگہ بفضلہ تعالےٰ سب طرح سے خیریت ہے۔ والسلام۔

خاکسار غلام احمد۔ از لودھیانہ۔
(۱۰ جولائی ۱۸۹۱ء)

۱۸۰/۵

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی

مشفقی محبی اخویم سلمہٗ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ۔ آپ کا خط پہونچا تسلی رکھیں۔ انشاء اللہ العزیز میں آپ کے لئے بہت دعا کروں گا۔

مشکلے نیست کہ آسان نشود

استغفار کا ورد رکھیں۔ اور مجھ کو اپنے حالات سے خبر دیتے رہیں۔ میں لودھیانہ میں اسی مکان میں ہوں۔ والسلام

خاکسار غلام احمد از لودھیانہ
(۲۳ اگست ۱۸۹۱ء)

۱۸۱/۶

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی

عزیزی میاں شیخ محمد صاحب سلمہ اللہ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ آپ کا عنایت نامہ پہنچا۔ آپکی صحت سے بہت خوشی ہوئی۔ اور میں بھی علیل رہا ہوں۔ اب بفضلہ تعالےٰ آرام ہے۔ آپ بوجہ تعلق ملازمت معذور ہیں کچھ معلوم نہیں۔ کہ کب آپ کی ملاقات ہو۔ ہمیشہ اپنی خیر و عافیت سے مطلع و مسرور کرتے رہیں۔ زیادہ خیریت والسلام۔

خاکسار غلام احمد از قادیان
(۲۴ دسمبر ۱۸۹۱ء)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی

محبی اخویم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ آپ کا خط پہونچا۔ افسوس کہ آپ پھر متفکل اور بے کار ہیں۔ میں انشاء اللہ العزیز آپ کے لئے دعا کروں گا۔ اور ظاہری سعی وکوشش آپ کرتے رہیں۔ اور التزام نماز اور توبہ واستغفار ضروریات سے ہے۔ خدا تعالےٰ آپ کی پریشانی دور کرے۔ اور وہ ہر ایک بات پر قادر ہے۔ والسلام

خاکسار غلام احمد از قادیان
(۲ر جولائی ۱۸۹۲ء)

حضرت مولوی عبدالقادر صاحب لودہانوی رضی اللہ عنہ کے نام

تعارفی نوٹ

حضرت مولوی عبدالقادر صاحب رضی اللہ عنہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے براہین احمدیہ کے زمانے سے عقیدت وارادت رکھتے تھے۔ اور قدیم طرز کے علماء میں سے یہ ایک ایسے بزرگ تھے جو سب سے پہلے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے باوجود قدیم وضع کے عالم

ہونے کے اخلاص کے رنگ میں رنگین ہوئے۔ وہ ایک جید عالم تھے
حنفی المذہب تھے۔ آپ کے والد ماجد مولوی محمد موسیٰ صاحب رضی اللہ عنہ
بھی بڑے عالم تھے۔ لودہانہ میں ان کا مدرسہ بڑی شان کا مدرسہ تھا
اسی مدرسے سے مکرمی مولوی ابو البقا صاحب بقاپوری اور ان کے برادر
بزرگ مولوی حضرت مولوی محمد اسماعیل صاحب بقاپوری رضی اللہ عنہ
انہیں کے شاگردوں میں سے ہیں حضرت مولوی عبد القادر صاحب
کو تبلیغ کا بہت شوق اور جوش تھا اور وہ جہاں جاتے حضرت اقدس کے
دعوے اور دلایل کو پیش کرتے۔ اور علماء میں تبلیغ کرتے رہتے خاکسار
عرفانی سے ۱۸۸۹ء سے تعلقات اخوت تھے وہ مولوی مشتاق احمد صاحب
کے پاس باقاعدہ آیا کرتے تھے اور مولوی صاحب موصوف میرے استاد
تھے افسوس ہے ان کو ہدایت نہ ہوئی۔ ان کا ذکر مکتوبات کی چوتھی جلد
کے دوسرے نمبر میں آئے گا۔ جہاں ان کے نام کا خط درج ہوگا غرض
حضرت مولوی عبد القادر صاحب رضی اللہ عنہ سلسلے کے اولین علماء
میں سے ایک نہایت مخلص اور جید عالم تھے وہ خود لکھنے سے قاصر تھے
اس لئے لودہانہ میں عموماً میر عباس علی صاحب کے خطوط میں جو کچھ عرض
کرنا ہوتا کر دیتے تھے اور ان کے خطوط ہی میں جواب مل جاتا تھا۔
اور کثرت سے قادیان آتے رہتے تھے اس لئے کچھ زیادہ خط و کتابت
نہ کرتے تھے اللہ تعالیٰ ان پر اپنے بیکراں فضل کرے آمین۔

(خاکسار عرفانی)

---

۱۸۱ ۳ مخدومی

بخدمت مولوی عبدالقادر صاحب!

بعد سلام مسنون عرض یہ ہے کہ جو کچھ آپ نے سمجھا ہے نہایت
بہتر ہے۔ دنیا میں دعا جیسی کوئی چیز نہیں۔ الدعاء مخ العبادۃ۔ یہ عاجز
اپنی زندگی کا مقصد اعلیٰ یہی سمجھتا ہے کہ اپنے لئے اور اپنے عزیزوں
اور دوستوں کے لئے ایسی دعائیں کرنے کا وقت پاتا رہے کہ جو.....
رب العرش تک پہونچ جاویں اور دل تو ہمیشہ تڑپتا ہے کہ ایسا وقت
ہمیشہ میسر آجایا کرے مگر یہ بات اپنے اختیار میں نہیں سو اگر خداوند کریم
چاہے گا تو یہ عاجز آپ کے لئے دعا کرتا رہے گا۔ یہ عاجز خوب جانتا
ہے کہ سچا تعلق وہی ہے جس میں سرگرمی سے دعا ہے۔ مثلاً ایک شخص کسی
بزرگ کا مرید ہے۔ مگر اس بزرگ کے دل میں اس شخص کی مشکل کشائی کے
لئے جوش نہیں اور ایک دوسرا شخص ہے جس کے دل میں بہت جوش ہے
اور وہ ایسے کام کے لئے ہو رہا ہے کہ حضرت احدیت سے اس کی
دستگاری حاصل کرے سو خدا کے نزدیک سچا رابطہ یہ شخص رکھتا ہے پیری
مریدی کی حقیقت یہی دعا ہے اگر مرشد عاشق کی طرح ہو اور مرید
معشوق کی طرح۔ تب کام نکلتا ہے یعنی مرشد کو اپنے مرید کی سلامتی
کے لئے ایک ذاتی جوش ہوتا اور وہ کام کر دکھاوے۔ سرسری تعلقات
سے کچھ ہو نہیں سکتا۔ کوئی نبی اور ولی قوت عشقیہ سے خالی نہیں ہوتا۔
یعنی ان کی فطرت میں حضرت احدیت نے بندگان خدا کی بھلائی کے
لئے ایک قسم کا عشق ڈالا ہوا ہوتا ہے پس وہی عشق کی آگ ان سے سب
کچھ کراتی ہے اور اگر ان کو خدا کا یہ حکم بھی پہونچے کہ اگر تم دعا اور غمخواری

خلق اللہ کرو۔ تو ہمارے اجر میں کچھ قصور نہیں تب بھی وہ اپنے فطرتی جوش سے رہ نہیں سکتے اور ان کو اس بات کی طرف خیال ہی نہیں ہوتا۔ کہ ہم کو اس جانکنی سے کیا اجر ملیگا کیونکہ اُن کے جوشوں کی بناء کسی غرض پر نہیں۔ بلکہ وہ سب کچھ قوت عشقیہ کی تحریک سے ہے اسی کی طرف اشارہ ہے جو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔" لعلک باخع نفسک الا یکونوا مؤمنین سپارہ ۱۹ خدا اپنے نبی کو سمجھاتا ہے۔ کہ اس قدر غم اور درد کو تو لوگوں کے مومن بن جانے کے لئے اپنے دل پر اٹھاتا ہے۔ اس سے تیری جان جاتی رہے گی سو وہ عشق ہی تھا۔ جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جان جانے کی کچھ پرواہ نہ کی۔ پس حقیقی پیری مریدی کا یہی حال ہے اور صادق اسی سے شناخت کئے جاتے ہیں کیونکہ خدا کا قدیمی احوال ہے کہ قوت عشقیہ صادقوں کے دلوں میں ضرور ہوتی ہے تا وہ سچے غمخوار بننے کے لائق ٹھہریں۔ جیسے والدین اپنے بچے کے لئے ایک قوت عشقیہ رکھتے ہیں۔ تو ان کی دعا بھی اپنے بچوں کی نسبت قبولیت کی استعداد زیادہ رکھتی ہے۔ اسی طرح جو شخص صاحب قوت عشقیہ ہے وہ خلق اللہ کے لئے حکم والدین رکھتا ہے اور خواہ مخواہ دوسروں کا غم اپنے گلے ڈال لیتا ہے کیونکہ قوت عشقیہ اس کو نہیں چھوڑتی اور یہ خداوند کریم کی طرف سے ایک انتظامی بات ہے۔ کہ اس نے بنی آدم کو مختلف فطرتوں پر پیدا کیا ہے۔ مثلاً دنیا میں بہادروں اور جنگ جو لوگوں کی ضرورت ہے۔ سو بعض فطرتیں جنگ جوئی کی استعداد رکھتی ہیں۔ اسی طرح دنیا میں ایسے لوگوں کی بھی ضرورت ہے کہ جن کے ہاتھ پر خلق اللہ کی اصلاح ہوا کرے سو بعض فطرتیں یہی استعداد لیکر آتی ہیں اور قوت

مشتبہ سے بھری ہوئی ہوتی ہیں۔
فالحمد للہ علیٰ ذلک ظاہراً و باطناً۔

خاکسار مرزا غلام احمد ۱۲ مئی [illegible]
مطابق رجب ۱۳۱۰ھ

مکرم سید امیر علی شاہ صاحب کے نام

(نوٹ) ان سید امیر علی شاہ صاحب کے متعلق کچھ معلوم نہیں کہ یہ کون بزرگ تھے مگر حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مکتوب سے معلوم ہوتا ہے کہ مولوی محمد افضل صاحب رضی اللہ عنہ کے ذریعہ وہ حضرت اقدس کے دعاوی اور مقاصد سے آگاہ ہوئے تھے۔

انہیں اس امر پر غالباً اصرار تھا کہ حضرت اقدس اپنے دعاوی کا اظہار نہ کریں مگر حضور نے اس حقیقت کو واضح فرمایا کہ جو شخص مامور برائے اصلاح خلق ہوتا ہے وہ اگر اظہار نہ کرے تو معصیت ہوتی ہے۔ خط فارسی زبان میں ہے مگر حضرت اقدس نہایت سلیس زبان میں لکھتے تھے اس لئے ترجمہ کی ضرورت نہیں۔

(عرفانی کبیر)

۱۸۴ - بخدمت اخویم مکرم سید امیر علی شاه صاحب

السلام علیکم و رحمة الله و برکاته. تلطف نامه بلف عنایت نامه
مولوی اخویم محمد تفضل حسین صاحب رسیده موجب ممنونی باگردیده.
کماتیکه از راهنمائی نور ایمان و حسن ظن که سیرت احوال مومنین است
حواله قلم آن مهربان به پیرایه مدح و ثنا شده آن همه بر صفائی نظر
فراست صحیحه و طهارت باطن آن مکرم دلیل کافی است. حفظکم الله علیهما
والی حکم کلمة التقوی. اما سوالاتیکه تحریر فرموده اند. درباره
آن شرمندگی دارم که بوجه علالت طبع و قلت فرصت از ارقام جواب
آن کم حوصله وارد تا صرام و نصیحتی چندکه درج تلطف نامه است.
شکر آن بر من واجب است جزاکم الله خیر الجزاء و اعطاکم و فائق الهدا
والتقی. لیکن منع از اظهار الهامات که اشاره به سوی آن می فرمایند معنی
اش نمی فهمم شاید در وقت تحریر این نصیحت عبودیت این عاجز نظر انداز
از خیال سامی شده بنده نه از خود راه اسرار هیگز بند نه راه اعلان بنده را
بخود درویی چه کار تابع مرضی مولی است بهر سو که می کشد می رود. مرده
بدست زنده است بهر پیچ که گردش دهند. میگردد و این هم عجب
است که هرچه از اظهار اسرار ملکوت و قدرت انبیاء
علیهم السلام را جائز است بر جانشینان شان که برانبیای بنی اسرائیل
شبیه داده شده اند حرام ناجائز باشد حالو نکه ایشان مثل انبیا مامور
شده می آیند و اتمام حجه و قطع عذرات منکرین لازم منصب ایشان است
آری آن گوشه نشینان که به اصلاح خلق کاری ندارند و نه از بهر دعوت
حق مامور می شوند ایشان را همین مناسب است مستور و مختفی دارند اما آنکه

مأمور باظهار است و اگر از خفا گزیند عاصی نافرمان است. قومی هستند که
خفا و کتمان پیرایه شان باشد و اگر اظهار کنند حقیقتاً سالب ولایت
ایشان باشد چرا که اظهار شان از جنبش نفس شان خواهد بود نه به امر الله
تعالی و قومی دیگر است که از خود و نفس خود بکلی مسلوب اند و بعشق
اظهار الهی ملتبس و مخمور. ایشان اگرچه نبی نیستند مگر شان نبوت دارند
و مثل انبیا و برای اصلاح خلق می آیند لاجرم بنای کار شان بر اظهار
است نه بر اخفا و ادعای شان وجاهت و دعوی مقامات
ولایت و بیان معاملات ربانی و کمالات رحمانی و کشف اسرار
روحانی در حق شان مضرت ندارند بلکه باعث خوشنودی مولی و موجب
ترقی مدارج و تحقیق شجاعت طبعی است معذور باشند که از ائمه هدی چه
قدر کلمات فخریه خود در کتب از راستان موجود اند مثلاً تالیفات
و قصائد سیدی عبدالقادر رضی الله عنه و خطبه فخریه سید الشهدا در معرکه
کربلا یا ان تواتر یافته بشوند و چندان از این جنس کلمات بر ساختند که
شنودن نعمت همچنین جابجا این چنین کلمات و این چنین دعاوی عالیه
در کتب این قوم مملو اند حاجت زیادت بیان نیست. و ما ابری
نفسی ان النفس لامارة بالسوء الا ما رحم ربی هر که برای اظهار چیزی
مأمور من الله باشد آن اظهار از جانب مظهر حقیقی است نه از جانب
او بران طعن و تشنیع بعید از کسانی نیست که مبتلا شوند که اینها در
امت حضرت خیر الانام علیه الف الف سلام از قدیم مکشوف است
و این چنین مردم پیشتر که درین امت بوده اند و هستند و خواهند بود اگر
کسی به نسبت تحدیث به نعمت الله چیزی از آلاء نعماء که از حق جل و

[illegible] تبلیغ شدہ بیان کنند بشرطیکہ مامور با خفا نہ باشد دراں ہم باکے نیست
بلکہ اشاعت علم و معرفت و خلق را ازاں علم و معرفت متمتع و مستفیض گردانیدن
ہم از خلفائے آں علم و معرفت است و در حدیث آمدہ است کہ ہر کہ را
علمے دادہ شد و او ازاں علم بندگان خدا را نفع نہ رساند بروز قیامت
لجام زدہ مواخذہ خواہد شد۔ غرض حقیقت این است کہ بیان کردم۔ واللہ
اعلم بالصواب انما الاعمال بالنیات والسلام علی من اتبع الہدےٰ۔

خاکسار غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور

ایک مدرس کے نام

تعارفی نوٹ

تعلیم الاسلام قادیان کے ایک مدرس نے ۱۹۰۶ء میں حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں ایک عریضہ پیش کیا جس میں بعض حالات کے ماتحت وہ استعفا دینا چاہتا تھا۔ اور ساتھ ہی یہ بھی تحریر کیا کہ مجھے بھیک مانگنی منظور ہے پر اس در سے نہ ٹلوں گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے جو فراست عطا فرمائی تھی اس کا نمونہ اس جواب سے ظاہر ہے اور نیز مدرسہ تعلیم الاسلام سے حضرت اقدس کا کیا منشا تھا نمایاں ہے۔

(عرفانی کبیر)

۱۸۵ - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

میرے نزدیک یہ ارادہ ہرگز مناسب نہیں اس سے خود غرضی اور دنیا طلبی سمجھی جاتی ہے آپ سمجھ سکتے ہیں کہ یہ مدرسہ محض دینی اغراض کی وجہ سے ہے اور میرے اس میں کام کرنے والے خدا تعالیٰ کی رحمت سے نزدیک ہوتے جاتے ہیں چونکہ یہ مدرسہ نیک نیتی سے محض دینی تخم ریزی کرنے کے لئے قائم کیا گیا ہے اس لئے میرے خیال میں استعفا دینے والوں کے استعفا سے اس کا کچھ بھی حرج نہ ہوگا۔ خدا تعالیٰ اس کے لئے اور خدمت کرنے والا پیدا کر دیگا۔ لیکن اگر کوئی اس مدرسہ سے الگ ہوکر اپنی دنیا طلبی میں ادھر ادھر خراب ہوگا۔ تو وہ رفتہ رفتہ دین سے دور ہو جائے گا۔

چاہئے کہ صبر کے ساتھ گزارا کریں اگر خدا تعالیٰ اس قدر لیاقت نہ دیتا تب بھی تو پانچ سات روپیہ میں گزارہ کرنا ہوتا بلکہ میں نے آپ کے امتحان کی ناکامیابی کے وقت سوچا تھا کہ اس میں کیا حکمت ہے تو میرے دل میں یہی حکمت خیال آئی تھی کہ تا دنیوی طمع کا دامن کم کر کے دین پیش کیا جاوے۔ پس امتحان میں پاس ہونا ایسا ہی تھا جیسا کہ خضر نے کشتی کا تختہ توڑ دیا تھا تا عمدہ حالت میں ہو کر غیروں کے ہاتھ میں نہ جا پڑیں اس میں کچھ شک نہیں کہ اگر آپ اس جگہ سے استعفا دو گے تو عیالداری کے لحاظ سے قادیان کو چھوڑنا ہی پڑیگا اور یہی صورت دینی تعلقات سے دور رہنے کیلئے ممد ہو جائیگی صحابہ رضی اللہ عنہم کی حالت سب خدا کے لئے ہوگئی تھی مگر اس زمانہ میں استقامت یہ ہے کہ اس جماعت کی ایسی حالت ہو جائے کہ کچھ خدا کیلئے اور کچھ دنیا کے لئے ہوں۔ والسلام

خاکسار مرزا غلام احمد

حضرت چوہدری الہ داد خان صاحب رضی اللہ عنہ کے نام

تعارفی نوٹ

چودہری الہ داد خاں صاحب ضلع شاہ پور کے باشندے تھے. وہ ([illegible]) ماہوار کی سرکاری ملازمت ترک کر کے قادیان ہجرت کر کے آ گئے تھے اور ریویو میں کام کرنے لگے جہاں انکو ([illegible]) ماہانہ ملتے تھے. یہ بہت بڑی قربانی تھی اور اللہ تعالے نے اسے قبول فرمایا. اور آخر وہ یہاں ہی فوت ہو گئے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انکے ایثار و قربانی اور دینی خدمات کے زیر نظر مقبرہ بہشتی میں دفن کرنے اجازت دی اور جنازہ پڑھا۔

چودہری صاحب کے نام جو مکتوب ہے اسکی حقیقت سمجھنے کے لئے خود چودہری صاحب مرحوم کا خط بھی میں نے درج کر دینا مناسب سمجھا چوہدری صاحب بہت ہر دلعزیز خوش اخلاق اور جماعت کے نوجوانوں کی تربیت و تبلیغ کا خاص جوش رکھتے تھے لوگ انکو امین سمجھکر اپنی امانتیں بھی انکے پاس رکھتے تھے اور بعض احباب انکو امین الملتہ بھی کہا کرتے تھے بڑی جو ہونیکے نزدیک تھے. جوان سال فوت ہو گئے. اللہ تعالے انکو جوار رحمت میں جگہ دے آمین

(عرفانی کبیر)

حضرت اقدس کا مکتوب نمبر ۱۸۶/۱

یہ خط حضرت اقدس نے ان ایام میں جو مصری صاحب
کو لکھا جب کہ وہ شاہ پور میں تھے انہوں نے اپنے بعض
ابتلاؤں کا ذکر کر کے ایک عریضہ حضرت کے حضور لکھا تھا
اس کا جواب حضرت نے حسب ذیل فرمایا
(عرفانی کبیر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

محبی اخویم منشی اللہ داد صاحب کلرک سلمہ اللہ تعالے

السلام علیکم و رحمتہ اللہ و برکاتہ۔ آپ کا عنایت نامہ پہنچا۔ یاد رہے کہ ہر ایک مومن کے لئے کسی حد تک تکالیف اور ابتلا کا ہونا ضروری ہے۔ اس کو صدق دل سے برداشت کرنا چاہیئے اور خدا تعالے کی رحمت کا انتظار کرنا چاہیئے۔ جو شخص اس بات پر یقینی ایمان لاتا ہے کہ میرا خدا ہے جو قادر اور کریم اور رحیم اور حلیم ہے۔ اس کو اپنے ایمان کے موافق استقامت اور استقلال دکھانا چاہیئے۔ وہ خدا تو قادر ہے۔ کہ ایک دم میں مشکلات آمدہ کو حل کر دے مگر بندہ کی تربیت کے لئے جو دوسرے مصالح کسی بناء پر کسی حد تک اس کا ابتلاء چاہتے ہیں۔ ان مصالح کو ترک کرنا حقیقی رحمت کے برخلاف ہے۔ یہ یقین رکھو کہ خدا موجود ہے۔ جو ہر ایک مصیبت کو ایک دم میں دور کر سکتا ہے اور وہ اس سے بے خبر نہیں ہے۔ مگر اسکی

مصلحت اور حقیقی رحمت یہ کام کر رہی ہے۔ اپنی نمازوں میں اپنی ہی زبان
میں ایسے مشکلات کے لئے دعا کرتے رہو۔ قیام میں رکوع میں سجود میں التحیات
میں ہر ایک وضع میں دعا کرو۔ کوئی نیا امر نہیں ہے۔ جس مومن سے خدا پیار
کرتا ہے۔ اس کو کسی قدر ابتلاء کا مزہ چکھاتا ہے تا اس کی آنکھ کھلے اور
وہ سمجھے کہ دنیا کیا چیز ہے اور کس قدر تلخیوں کی جگہ ہے سو ضرور ہے کہ
کسی قدر یہ دکھ ہو چکیں اور در حقیقت کوئی دکھ دکھ نہیں صرف ایمان کا
قصور دکھ ہے صدق دل سے اپنے تئیں خدا کے حوالہ کر دو اور یقین سے
سمجھو کہ وہ ان لوگوں کو ضائع نہیں کرتا۔ جو اس کے ہو جاتے ہیں۔ سچی
توبہ کرو اور گناہوں سے اپنی ہی زبان میں خدا سے معافی چاہو وہ رحم کرے
یہ کوئی نئی بات نہیں کوئی اس دروازے کے راہ سے نہیں آتا۔ جس کو یہ
سب کچھ دیکھنا نہیں پڑتا بلکہ اس سے زیادہ خدا طاقت بخشے چند روز
دنیا سے مخلوق طاعون سے مر رہی ہے ہمت میں اپنا صدق دکھلاؤ۔
امتحان کے وقت اس بات میں خوبی نہیں کہ بہت جزع فزع کر کے مخلصی
چاہیں بلکہ اس میں خوبی ہے کہ ایسے موقعہ پر استقلال دکھانا چاہیئے۔
والسلام۔ خاکسار مرزا غلام احمد۔ از قادیان
۳۰ جنوری سنہ ۱۹۰۳ء

دوسرا مکتوب نمبر ۱۸۷/۲

یہ خط جس عریضہ کے جواب میں ہے میں پہلے اسے درج
کرتا ہوں تاکہ حضرت اقدس کے مکتوب کی پوری وضاحت
ہو جائے۔ اسکے بعد وہ قادیان ہجرت کر گئے
(عرفانی کبیر)

چودھری صاحب کا عریضہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

بحضور منبع علوم ربانی و مخزن انوار و فیوض رحمانی واقف رموز حقانی و کان گوہر معانی حضرت اقدس مرسل یزدانی جناب مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ چونکہ حضور کے حکم سے اپنے درد دل کی داستان گزارش بندگان عالی کرنے کی اجازت ہوئی ہے۔ اس واسطے کسی قدر تفصیل کے ساتھ عرض کرونگا۔

۲۔ اس امر کی وضاحت کی چنداں ضرورت نہیں سمجھتا کہ خاکسار کے دل میں عرصہ دراز سے شعلہ محبت بھڑکا ہوا تھا۔ سال ۱۹۰۸ء یعنی ایام طالب علمی سے جب کہ خاکسار ابھی انٹرنس میں تعلیم پاتا تھا۔ محض اللہ تعالےٰ کے فضل وکرم سے حضور کے ساتھ تعلق اخلاص مندی نصیب ہوا جس کو اب چودھواں سال جارہا ہے بفضلہ تعالےٰ اس تعلق میں روزافزوں ترقی ہی ہوتی چلی آئی۔ اور یہ رشتہ دن بدن مستحکم ہی ہوتا گیا اور بتدریج محسوس ہوتا گیا کہ اس پیوند کی مضبوط رسی کے ذریعے عالم تاریکی سے ایک بین روشنی کی طرف کھینچا جارہا ہوں اور الفت و محبت قلبی نے تو ایسی ترقی کی کہ کچھ سات سال سے بڑے جوش کے ساتھ یہی دلی خواہش رہی کہ

کوئی صورت ایسی پیدا ہو کہ بقیہ ایام زندگی حضور کی بابرکت اور سراپا نور نیز قدموں میں گذاروں۔ جس سے دین و دنیا کی اصلاح ہو کر حسنات دارین سے مستفیض و بہرہ مند ہوں۔ کیونکہ جب ایسا مبارک زمانہ پایا ہے اور ایسی نعمت غیر مترقبہ نصیب ہوئی ہے۔ تو اس کی قدر نہ کرنا اور ایسی نعمت الٰہی سے وقت پر متمتع نہ ہونا محض شومیٔ قسمت کا باعث ہے۔

۳۔ چونکہ دل میں بڑے ذوق کے ساتھ اس امر کی گدگدی و چاہت لگی ہوئی تھی۔ اس کے ہر پہلو پر غور کرنے کے بعد دل و دماغ نے کبھی مشورہ فتویٰ دیا۔ کہ مرسل صادق کے مبارک قدموں میں زندگی گذارنا تمہارا مقصود بالذات ہونا چاہیئے اس لئے اس غرض کے حصول کے لئے کئی بار یہاں دارالامان کے مقیم احباب و برادران کو تصدیعہ دیتا رہا۔ چنانچہ ایک دفعہ نومبر ۱۹۰۰ء میں مکرمی اخویم جناب مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے نے ایک ایسی صورت پیدا بھی کر دی تھی کہ خاکسار اسی وقت مستقل طور پر یہاں آجاتا۔ مگر کچھ ناسازیٔ قسمت و مخالفوں کی سعی سے اس وقت کامیابی کا موقعہ دیکھنا نصیب نہ ہوا کیونکہ اس وقت مخالف آریہ افسروں نے عمداً وقت پر رخصت سے استفادہ نہ کرنے دیا۔ حالانکہ اس وقت حضور کی جانب سے بھی آنے کے لئے اجازت ہو چکی تھی۔

اس وقت عاجز کے نہایت ہی مکرم و محسن و فخر قوم جناب مخدومی مکرمی مولوی عبدالکریم صاحب نے جن الفاظ سے خاکسار کو خطاب کیا تھا وہ الفاظ اب تک عاجز کے لوح قلب پر نقش بر سنگ کی طرح منقش ہیں جو یہ ہیں۔ "تجھ دو دونوں ہاتھ آویں پھر آنے میں کیا تامل ہے۔

اس نعمت کے لینے میں ہرگز توقف نہ چاہیئے۔"

سو واقعی سچ ہے اور بالکل سچ ہے کہ جب ہر دو چیزیں حاصل ہو جاویں پھر اس سے بڑھ کر اور کیا چاہیئے اول الذکر کے لئے تو مامور ومرسل الٰہی کی صحبت وخاکپا ہے کا شرف کافی۔ امر دوم کے لئے وجہ معاش کا ذریعہ۔ جب دونوں مل جاویں۔ پھر اور کسی چیز کی کیا ضرورت۔

۴۔ وہ پہلا موقع تو جاما رہا تھا کیونکہ تیرے توقف کرنے سے مکرمی مفتی صاحب کی تجویز ہو چکی۔ مگر اس کے بعد بھی دل میں یہی تڑپ لگی رہی کہ کسی طرح آن ہادی ومہدی زماں کے مبارک قدموں میں رہنے کا موقع ملے دل خاکسار تو پہلے ہی سے آتش محبت سے شعلہ زن ہوا تھا مگر اب یہاں آکر اور کچھ عرصہ یہاں رہ کر جیسے دل کے ساتھ محسوس کیا ہے۔ کہ خصوصاً میرے جیسے مذاق کے انسان کے لئے دارالامان سے باہر رہنا تو زندگی کا عبث گذارنا ہے۔

خاکسار پہلے دو ماہ کی رخصت لیکر آیا تھا مگر دو ماہ کے گذرنے پر ہرگز دل یہ چاہا کہ وطن کا رخ کروں۔ کیونکہ وطن میں بے وطنی اور قادیان میں وطن نظر آتا ہے۔ مجبوراً تین ماہ کی اور رخصت لی۔ اس صورت میں اب چوتھا ماہ جا رہا ہے۔ اب تو دن بدن دل کی یہ حالت ہے کہ یہاں سے نکلنا ایک موت نظر آتا ہے۔ رات دن اسی دعا میں تھا کہ کوئی ایسی صورت نکلے کہ معمولی گزارہ چل سکے۔ تو حضور کے مبارک قدموں میں رہنے کی سبیل بن جائے۔ جو اصلی مدعا ہے۔ الحمد للہ کہ ایک ایسا امر پیدا ہو گیا ہے۔ کہ جس سے خاکسار کے گذارہ کی بھی پوری صورت پیدا ہو گئی ہے۔ اور انتظام بھی متصل ہے۔ وہ یہ ہے کہ دفتر میگزین میں کلرک کی جگہ خالی تھی۔

وہاں میرے قدیمی مکرم و محسن جناب مخدومی مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے
نے عاجز کے لئے ([illegible]) روپیہ ماہوار کی مستقل تجویز فرمائی ہے اور کل
بالمواجہ پختہ وعدہ فرمایا ہے اور خود آپ ذمہ اٹھایا ہے کہ جب تک
میگزین کا وجود ہے بشرط زندگی اقل درجے ([illegible]) روپیہ ماہوار تک
میں تنخواہ دینے کا ذمہ دار ہوں اور اگر اس میگزین کے کام میں ترقی ہوتی
گئی جو ضرور بفضلہ تعالےٰ ہوگی۔ تو اس میگزین کی ترقی کے ساتھ تمہاری
بہبودی و ترقی کا خیال بھی رہے گا اول تو وہی رازق حقیقی ہی ہر کسی کا
کفیل ہے اور اپنے سچے دل و ایمان کے ساتھ اسی کی کفالت پر نظر ہے
اور ما بیکار جیسے متوکلوں کا تو خاص اسی پر ہی بھروسہ ہے مگر مولوی صاحب
موصوف نے بھی جو وعدہ فرمایا ہے اور ذمہ داری اٹھائی ہے۔ اس
پر بھی خاکسار کو پوری تسلی ہو چکی ہے اول تو جس قادر مطلق کے ارادہ و
منشا سے اس میگزین کا پودہ لگایا گیا ہے وہ خود ہی اس کی ترقی۔ استحکام
و پائیداری کی صورت و ذرائع پیدا کرتا رہے گا اور بفضلہ تعالےٰ اس پودہ
کی جڑیں پورا استحکام پکڑیں گی۔ اس میں انشاء اللہ تعالےٰ ترقی ہوگی اور
یہ بڑی عمر پاوے گا۔ بفرض محال اگر کوئی صورت دگرگوں بھی ہو تو میگزین
کی عمر بالمقابل ہماری اپنی عمر کے کیا ہستی ہے۔ خاکسار خود اپنی عمر پر کیا
اعتبار کر سکتا ہے یہی غنیمت ہے کہ یہ چند روزہ ایام زندگی صادق مامور
کی پاک صحبت و معیت میں گذر جاویں اس سے بڑھ کر اور کیا نعمت
غیر متناہی حاصل ہو سکتی ہے۔

۵۔ یہ ([illegible]) ماہوار کی جو تجویز ہوئی ہے اس میں عاجز کا بخوبی
گذارہ چل سکتا ہے۔ خاکسار بچپن سے بالکل سادگی سے زندگی بسر کرنے کا عادی

ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کے فضل سے کوئی صورت فراخی کی آوے تو وہ تو اس
جواد کریم کا خاص رحم ہے اس کی نعمت سمجھ لینے سے کون انکار کر سکتا ہے
ورنہ ایسے تو میں معمولی قلیل سے قلیل چیز پر بھی اکتفا کر سکتا ہوں۔

خاکسار تو اس کو خاص ترحم و فضل الٰہی سمجھتا ہے کہ ایک تو گذارہ کے
لئے صورت نکل آئی دوم پیارے امام الزمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کے
فیوض صحبت سے بہرہ اندوز ہونے کا ایک عمدہ موقعہ حاصل ہوا جو عین
دلی منشا تھا اور جس کیلئے عرصہ سے درپے تھا۔

۶۔ یہ مسئلہ کہ جس نیک کام کرنے کے لئے صفائی نیت سے سچے دل
کے ساتھ انسان کوشش کرتا ہے خواہ بظاہر وہ کیسا ہی مشکل کام ہو۔
اللہ تعالیٰ ”الاعمال بالنیات“ کی بنا پر اس کو اس کام میں ضرور ہی
کامیابی بخشتا ہے۔ آج عاجز کو روز روشن کی طرح کھل گیا ہے۔ خاکسار کئی
سال سے اس دعا کے درپے تھا۔ مگر اب چار پانچ ماہ سے تو برابر اس دعا کے
حصول کے لئے خلوص نیت سے دعا میں لگا رہا۔ کئی دفعہ استخارہ کئے
اور دعاؤں میں تو بہت ہی کثرت کی۔ ان دعاؤں و استخاروں کے بعد
خوابیں بھی دیکھیں۔ جن سب کا ماحصل یہی تھا کہ اس جگہ دارالامان میں رہنا
مفاد دارین کے لئے ضروری ہے اور اسی میں کامیابی ہوگی۔ بلکہ بعض اوقات
دعا کی حالت میں غنودگی سی آئی اور اس غنودگی میں اس غایۃ المرامی کا تمام
نقشہ دکھلایا گیا۔ مگر باوجودیکہ دو ماہ سے اس قسم کی خوابیں آرہی تھیں۔
مگر پھر بھی خاکسار دعاؤں میں لگا رہا۔ ان تمام کیفیات کا تذکرہ مجملاً اپنے
قدیمی عزیز بھائیوں برادرم مکرم مولوی شیر علی صاحب بی۔ اے۔ و برادرم
مخدوم مفتی محمد صادق صاحب سے کیا جو میرے ہموطن و ابتدائے بچپن کے

عزیز اور ابتدائی واقف ہیں۔ ان کا بھی خاکسار کے ساتھ اتفاق رائے ہوا کیونکہ وہ ابتدا سے جانتے تھے۔ کہ خاکسار کس مذاق و مشرب کا آدمی ہے اور یہ بھی ان کو بخوبی معلوم تھا کہ عاجز کی فطرت بھی اس امر کی مقتضی ہے اور مناسبت رکھتی ہے کہ دارالامان میں رہے۔

یہ افتادہ خاکسار حضور کی خاص دعاؤں سے بھی استفادہ و استعانت کر ہی رہا تھا۔ انہی دعاؤں کا نتیجہ ہے کہ اللہ تعالے نے اس نعمت کے حصول کیلئے ذرائع خود بخود پیدا کر دئے اور ایک صورت گداز وہ بھی نکل آئی یہ سب بطفیل دعا ہے آنحضور وارین کے اللہ تعالے کا خاص فضل ہے ورنہ یہ نابکار عاجز کس رعایت کا مستحق تھا کہ اس قدر ذمہ داری کے عہدہ بھی دئے جا رہے ہیں۔

اس قادر مطلق جیسے مربی و حقیقی محسن کے ہزار ہزار سجدات شکر بجا لاتا ہوں۔ جس نے آسی خوشی کے دن دیکھنے کی امیدیں دلائی ہیں۔ اور اسی ذات ستودہ صفات جامع کمالات پر بھروسہ ہے کہ وہ بے محل الزام عاجز کو نہ چھوڑیگا۔

اب کل سے بہت امید لگنے لگی ہے کہ رحمت الٰہی سے کچھ بعید نہیں ہے کہ عاجز جیسے نابکار کو جلدی ہی مستقل طور پر اسی نعمت سے متمتع ہونے کا موقعہ نصیب کرے۔

یہ جس قدر حال عرض ہوا ہے وہ صرف خاکسار کی اپنے ذاتی مفاد تک محدود تھا۔ اب دیکھتا ہوں کہ اگر خاکسار کو اس جگہ دارالامان میں رہنا نصیب ہو جاوے تو صرف یہی نہیں ہے۔ کہ اس کا فائدہ خاکسار کے وجود تک ہی محدود رہے گا۔ بلکہ اس کا فائدہ خاکسار کی بڑی اولاد کی زندہ و روحی

ان کبھی اگر فضل ایزدی شامل حال ہو تو پہنچ سکے گا۔ بلکہ رفقاء احباب بھی اس کے اثر سے خالی نہ رہیں گے۔

سر دست میرے بھائیوں کے لڑکے جو ۹۔۱۰ کے قریب ہیں میری اس جگہ رہائش کے توسل سے اس جگہ دارالامان کے سکول میں اگر داخل ہو جاویں گے اور اس جگہ تعلیم پا دیں گے۔ ان کا یہاں آنا صرف میری یہاں کی رہائش سے وابستہ ہے اور میرے اور ان کے تعلق سے دیگر متعلقین کی آمد و رفت شروع ہو جاوے گی جو بفضلہ تعالےٰ انکی ہدایت یابی کا باعث ہوتی جاوے گی اور اس تعلق سے کیا عجب ہے کہ اس نواح کے اور بھی بہت سے لڑکے اس جگہ آکر تعلیم پا دیں کیونکہ ابتداء میں صرف تحریک چاہیئے۔ پھر پیچھے خود بخود کام چل پڑتا ہے۔ اس وقت تک کوئی ذریعہ تحریک کا اس طرف پیدا نہیں ہوا۔ اپنی جانب سے تو کوشش ہے۔ آگے اس کوشش میں خدا اللہ تعالےٰ برکت ڈالیگا۔ اس طرف کی مہر شاہی دام تزویر کا اثر اسی طرح سے انشاء اللہ تعالےٰ مٹے گا جب تک طلباء و دیگر لوگ اس جگہ کی آمد و رفت کے ذریعہ سے تبدیلی خیالات نہ کریں اور یہاں کے روحانی خیالات سے موثر و منور ہوں تب تک مہر شاہی فرزدانہ طلسمات کا زنگ ان کے زنگ آلودہ دلوں میں محو و زائل نہیں ہو سکتا۔ اللہ کرے کوئی ایسی ہی سبیل پیدا ہو۔ مہر شاہی بت ان کے دلوں کے مندروں سے ٹوٹ جائے آمین ثم آمین۔

۸۔ باقی رہا معاملہ ابتلاء۔ ابتلاؤں سے بچانا بھی اسی ذات مقدس کا کام ہے اور اسی سے ہر وقت دعا ہے کہ محض اپنے فضل و کرم سے مصیبت و ابتلاء سے محفوظ و مامون رکھے۔

ایسے تو ابتلاء کا میدان ہر جگہ وسیع ہے کسی خاص جگہ کی خصوصیت
نہیں ہے۔ ہر جگہ اسی ذات جامع کمالات ہی کا تصرف ہے۔ اس کے
تصرف سے کوئی جگہ خالی نہیں بلکہ مقابلتہً یہ دارالامان کی سرزمین اور
جگہوں کی نسبت ابتلاؤں کی سیر ہے۔ کیا بلحاظ روحانیت ہو کیا
بلحاظ جسمانیت ہو۔ روحانیت کی پیاس بجھانے کے لئے تو آب زلال
حیات ابدی کا حوض کوثر موجود ہے جس کے پینے سے ابدالآباد تک
پیاس نہیں لگتی۔ جسمانیت کے لحاظ سے یہاں کے نیازشدہ دل تو کچھ
ایسے ابتلاؤں کی برداشت بھی کر سکتے ہیں۔ اور یہاں کے سکول معرفت
کے تعلیم یافتہ روحیں ایسے ابتلاؤں سے چنداں گھبراتی نہیں ہیں۔ ورنہ
کسی دیگر جگہ کے جیفتہ الدنیا کے طالب کو تو اگر ذرا سا بھی ابتلا آجائے
تو اس کو اپنے وجود تک ہوش نہیں رہتی۔ دور کیوں جائیں۔ خود ہمارا
اپنا واقعہ سال ۱۹۱۶ء کا حضور کو بخوبی یاد ہو گا کہ میرے چھوٹے بھائی
پر ایک مقدمہ ...... بن گیا تھا۔ جس کے واسطے حضور کی خدمت میں بھی
دعا کے لئے بہت کچھ عرض کیا تھا۔ اور بطفیل دعائے آں حضرت بفضلہ تعالیٰ
انجام کار بریت و مخلصی تو ہو گئی تھی۔ مگر سال بھر کی مقدمہ بازی سے جسقدر
تکلیف اٹھائی تھی اور جس قدر خرچ کی زیر باری ہوئی تھی وہ حاجت بیان
نہیں۔ اڑہائی ہزار روپیہ سے بڑھکر خرچ مقدمہ ہو گیا تھا۔

وہاں شاہ پور میں خاکسار کی موجودہ حالت بھی کچھ ابتلاء سے
کم نہیں ہے جو .... اکسٹرا ہے۔ بوجہ عناد مذہبی کے سخت مخالف ہے
خود ...... بھی اس کے ورغلانے سے ایسی کوشش میں ہیں کہ اگر موقعہ لگے
تو صرف موقوفی تک اکتفاء کرے بلکہ اس سے بڑھ کر نقصان پہنچا دے۔

معمولی بجا آوری فرائض الٰہی تک میں سخت تنگی کرتے ہیں۔ چنانچہ مکرمی اخویم مرزا خدا بخش صاحب و جناب حافظ محمد اسحاق صاحب سب اور سیر خود یہ تمام حال مشاہدہ کر آئے ہیں۔

علیٰ ہذالقیاس ایسے سینکڑوں دنیوی ابتلا رہیں۔ جو دنیوی اشتغال کی حالت میں انسان کو ان میں مبتلا ہونا پڑتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی محفوظ رکھے۔ یہاں دارالامان میں تو اللہ تعالیٰ کا ہر طرح سے فضل ہے۔ کہاں دارالامان کی رحمت خیز سرزمین اور کہاں جیفتہ الدنیا کا دیگر زاد بوم عالم۔ چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔

۹ جملہ حالات کو بہ ہیئت مجموعی زیر نظر لانے کے بعد خاکسار کے دل میں تو ایک ایسا جوش پیدا ہوا ہوا ہے کہ

مرنا قبول مگر دارالامان کی سرزمین سے قدم باہر رکھنا محال۔ بلکہ معرکہ قیامت سے کم نہیں۔ اگرچہ پہلے حضور کی ایک دفعہ اجازت ہو چکی ہوئی ہے۔ کہ خاکسار اس جگہ آجاوے اور اسی سابقہ سلسلہ میں یہ اب یہ دوسرا موقعہ پیش آیا ہے۔ مگر موجودہ موقعہ کے لئے بھی حضور کی منظوری ضروری خیال کر کے نہایت مودبانہ خواستگار اجازت ہوں اور ساتھ ہی مستدعی دعا بھی کہ اللہ تعالیٰ اس رہائش میں برکت ڈالے۔ اور جن اغراض کی بنا پر یہ سعی کار خیر کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے ثمرات حسنہ سے اس احقر کمترین خادم حضور کو بہرہ مند فرما دیں۔ کیا ہی خوش قسمتی کی وہ گھڑی ہوگی جس لمحہ میں اس دہن مبارک سے حکم اجازت نفاذ پا کر اس خادم کی روح و روان کی تر و تازگی و شادابی کا باعث ہوگا اور اس نیم مردہ جسم و جان میں از سر نو روح حیات پھونکی جاوے گی۔

کیونکہ اس حکم یا اجازت پر ہی نابکار کی آیندہ قسمت کا فیصلہ ہے اور یہ حکم اب ایسے اجلاس سے صادر ہونا ہے۔ جس کے آگے کوئی اپیل ہی نہیں۔
حسن اتفاق سے آج روز جمعہ آگیا ہے۔ اس واسطے یہ بھی ایک فال سعید خیال کر کے اس عریضہ نیاز کے ذریعے علی الصباح ہی شرف باریابی حاصل کرنے کی جرأت کرتا ہوں۔ چونکہ تقسیم برکات کا دن اور اعلیٰ انعم الٰہی کے عطا ہونے کی گھڑی ہے۔ اس واسطے امید ہے کہ اس سخاوت مجسم در سے خاکسار کی یہ مودبانہ گذارش خالی از قبولیت نہ جاوے گی۔ والسلام۔

جواب باصواب کا منتظر حضور کا کمترین خادم
احقر العباد اللہ داد عفی اللہ عنہ احمدی کلرک شاہپور حال قادیان
معروضہ ۴ ر دسمبر ۱۹۰۲ء

حضرت اقدس کا جواب

از جانب حضرت مسیح موعودؑ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ میں نے آپ کا خط اول سے آخر تک تمام پڑھ لیا ہے۔ اگرچہ سرکاری نوکری جو پچاس روپیہ آپ کو ملتے ہیں ایک ظاہر بین شخص کی نظر میں اس کو چھوڑنا اور (۱۵) روپیہ پر جو وہ بھی ابھی ایک ظنی بات ہے قناعت کرنا دنیوی مصلحت کے برخلاف ہے۔ لیکن آپ جیسا آدمی جو استقامت اور اخلاص اور توکل علی اللہ کا ہنر اپنے

اندر رکھتا ہو۔ اس کے لیئے درحقیقت ان خیالات سفلیہ کی پیروی کرنا ضروری نہیں یہ سچ ہے کہ عمر ناپائدار اور اس جگہ کی صحبت از بس غنیمت ہے اور بہرحال خدا تعالےٰ رزاق ہے۔ زیادہ سے زیادہ اگر یہ فرض کریں۔ کہ کسی دن میگزین کا سلسلہ بند ہو جائیگا۔ مگر خدا تعالےٰ کے فضل کا سلسلہ بند نہیں ہو سکتا ہے

چو از راہ حکمت ببندد درے
کشاید بفضل و کرم دیگرے

آپ کے صدق و ثبات پر نظر کر کے میری رائے یہی ہے۔ کہ آپ توکل علی اللہ اس نوکری کو لعنت سمجھیں اور اس صحبت کو غنیمت سمجھیں اور بالفعل ([illegible]) روپیہ پر قناعت کریں۔ والسلام۔

خاکسار مرزا غلام احمد۔
۴؍ دسمبر ۱۹۰۳ء

تکملہ مکتوبات احمدیہ

تمہیدی نوٹ

مکتوبات احمدیہ کی جلد اول میں میر عباس علی صاحب کے نام کے مکتوبات شائع ہوئے اور جلد دوم میں وہ مکتوبات جو حضور نے ہندو آریہ برہمو مذاہب کے لیڈروں کے نام لکھے ہیں۔ اور جلد سوم میں جو عیسائی پادریوں کے نام تھے۔ اور جلد چہارم کے پہلے نمبر میں مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کے نام۔ پانچویں جلد کے چار نمبروں میں اپنے مخلص غلام اور احباب سلسلہ کے نام۔ ان نمبروں میں مخصوص بزرگوں کے نام خطوط ہیں۔ اس پانچویں نمبر میں مختلف احباب کے نام۔ اس سلسلہ میں ایک یا دو نمبر اور بھی ہونگے۔

ہر نمبر میں ایک باب تکملہ مکتوبات کا بھی رہیگا۔ اس میں وہ مکتوبات درج ہوتے رہیں گے جو پہلے نمبروں میں کسی بزرگ کے نام کے مکتوبات میں رہ گئے تھے اور اب ملے ہیں۔ اس میں یہ امر مد نظر رہیگا کہ سلسلہ نمبر شمارہ کے علاوہ شائع شدہ نمبر کا سلسلہ بھی تحت میں دیا جاویگا۔ انشاء اللہ العزیز۔

(عرفانی کبیر)

حضرت سیٹھ عبدالرحمن مدراسی رضی اللہ عنہ کے نام

حضرت سیٹھ صاحب کے نام کے مکتوبات جلد پنجم کے نمبر اول میں شائع ہوئے تھے۔ بعض مکتوب اس میں نہیں آسکے اور اب معلوم ہوئے ہیں جو یہاں درج کئے جاتے ہیں جلد پنجم کے نمبر اول کا آخری نمبر مکتوبات ۹۴ تھا اس لئے اب سلسلہ شمار کے علاوہ نمبر ۹۵ بھی دیا جا رہا ہے۔

(عرفانی کبیر)

۱۸۸ / ۹۵

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلمہٗ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ عنایت نامہ پہنچا مجھکو اس بات سے بہت خوشی ہوئی کہ برخلاف طبیعت بھی دنیا داروں کے جو ایک رنگ میں دہریہ ہوتے ہیں۔ خدا تعالےٰ نے آپ کو استقامت بخشی یہ بڑی نعمت ہے بشرطیکہ دوسرے لوازم اطاعت بھی ساتھ ہوں مجھے بہت کم اتفاق ہوا ہوگا کہ آپ کے امر میں میں نے کبھی قسم کھائی ہو لیکن میں اس خدا حیّ و قیوم کی قسم کھاتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ

میں نے اس قدر آپ کے لئے دعائیں کی ہیں کہ اگر وہ ایک درخت خشک
کے لئے کی جائیں تو وہ بھی سبز ہو جائے۔ اور ابھی میں تھکا نہیں جب تک
فرشتہ ظاہر نہ ہو کہ جو قضاء و قدر کے امر کو ظاہر ہوتا ہوا دکھلائی دیتا
ہے کیونکہ خدا تعالیٰ کی میرے ساتھ یہ عادت ہے کہ جب دعا انتہا کو
پہنچ جاتی ہے تو آخر ایک فرشتہ نازل ہوتا ہے وہ اپنے ہاتھ سے
اس روک کو توڑتا ہے تب بعد اس کے بلا توقف رحمت الٰہی ظاہر ہو جاتی
بلکہ قبل اس کے جو صبح ہو آثار رحمت نمودار ہونے لگتے ہیں۔ سو میں اسی
غرض سے دعا میں مشغول ہوں آپ پر بھی لازم ہے کہ آپ دعاؤں پر دل سے
ایمان لا کر ایسے خوش رہیں جیسا کہ ایک شراب پینے والا عین نشہ کی حالت
میں خوش ہوتا ہے بلکہ اس سے بڑھ کر اور جو دہریہ کے رنگ کے
لوگ ہیں ان کی باتوں کے سننے سے پرہیز کریں کیونکہ وہ لوگ خدا تعالیٰ
کے غضب کے نیچے ہیں مومن پر ضرور ابتلاء آتا ہے اور کبھی ابتلاء
لمبا بھی ہو جاتا ہے مگر آخر کار رحمت الٰہی کی صبح نکلتی ہے اور تمام
غم کی تاریکی کو دور کر دیتی ہے لیکن جب فاسق یا کافر پر ابتلا آتا ہے۔
تو وہ اس کی برداشت نہیں کر سکتا۔ کیونکہ اس کو خدا تعالیٰ پر ایمان
نہیں صرف اسباب پر بھروسہ ہوتا ہے جب اسباب نابود ہو گئے
تب وہ بھی نابود ہونے کو طیار ہو جاتا ہے سو آپ کیلئے تخم ریزی ہر
یہ ایسی نہیں کہ خالی جائے صرف صبر درکار ہے اور سوء ظن زہر قاتل
ہے اگر زمین مدراس کی آپ کو تکلیف دہ معلوم ہوئی آپ مع جمیع عیال
قادیان میں آجائیں۔ غرض اب آپ سے صبر اور استقامت کا مطالبہ
ہے۔ جب پھر آپ کے لئے دن پھریں گے۔ تو آپ ان دنوں کو یاد رکھیں گے۔

اور ضرور دل میں حسرت کرینگے۔ کہ کاش میں نے جس قدر مصیبت پیش آمدہ پر صبر کیا اس سے زیادہ کرتا تب آپ کی معرفت بڑھ جائیگی اور جس طرح دنیا دار کی جان صرف جمعیت ہوتی ہے یہ بات نہیں رہے گی بلکہ آپ کے اندر ایک نئی روح آجاوے گی کیونکہ میری دعاؤں کے لئے یہ بھی ایک چیز ہے۔ زیادہ خیریت۔ والسلام

خاکسار مرزا غلام احمد ۱۶ اگست سنہ ۱۹۰۲ء

۱۸۹/۹۶ مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلمہ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عنایت نامہ پہنچا موجودہ حالات سے آپ دلگیر نہ ہوں اور نہ کسی گھبراہٹ کو اپنے دل تک آنے دیں میں اپنی دعاؤں کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ ہرگز خطا نہیں جائیں گی۔ اگر ایک پہاڑ اپنی جگہ سے ٹلجائے تو میں اس کو ممکن مانتا ہوں مگر وہ دعائیں جو آپ کے لئے کی گئی ہیں وہ ٹلنے والی نہیں ہاں میرے خدائے کریم وقدیر کی یہ عادت ہے کہ وہ اپنے ارادوں کو جو دعاؤں کے قبولیت کے بعد ظاہر کرنا چاہتا ہے اکثر دیر اور آہستگی سے ظاہر کرتا ہے تا جو بدبخت اور شتاب کار ہیں وہ بھاگ جائیں اور اس خاص طور کے فیض کا انہیں کو حصہ ملے جو خدا تعالےٰ عزوجل کے دفتر میں سعید لکھے گئے ہیں اس لئے میں آپ کو کہتا ہوں کہ صبر سے انتظار کریں ایسا نہو کہ آپ تھک جائیں اور وہ جو آپ کے لئے تخم بویا گیا ہے وہ سب برباد ہو جاوے۔ دنیا جلد تر آسمانی سلسلہ سے منہ پھیر لیتی ہے کیونکہ وہ نہیں جانتی کہ ایک خدا ہے جو ایک خاک کی مٹی کو سرسبز باغ کر سکتا ہے اگر خدا وے عزوجل کا آپ کے حق میں کوئی نیک ارادہ نہوتا تو مجھے آپکے

لئے اس قدر جوش نہ بخشتا۔ یہ خیال مت کرو کہ بربادی در پیش ہے یا بکلی
ہو چکی ہے بلکہ اس خدا پر ایمان لاؤ جو ایک مردہ نطفہ سے انسان کو
پیدا کر دیتا ہے یہ باتیں محض خیالی نہیں بلکہ ہم اس خدا کی قدرتوں اور
معجزوں کے نمونے دیکھ چکے ہیں جس کے ہاتھ میں سب کچھ ہے اور
انسان میں خامی اور بیدلی صرف اسی وقت تک رہتی ہے جب تک
اس قادر کریم کا کوئی نمونہ نہیں دیکھا ہے لیکن نمونہ کے دیکھنے بعد وہ
قادر خدا اس شے سے زیادہ پیارا ہو جاتا ہے جس کو طلب کیا گیا تھا
اس وقت یہ خدا کو تمام چیزوں پر مقدم رکھ لیتا ہے اور پھر عمر بھر
دوسرے چیز کے ہونے نہ ہونے سے کبھی غم کرتا نہیں کیونکہ اب وہ اپنے
خدا کو ایک خزانہ جانتا ہے جس میں تمام جواہرات ہیں اسی کے موافق مثنوی
رومی میں ایک حکایت لکھی ہے کہ ایک عاشق تھا جو اپنے عشق میں نہایت
بیتاب تھا آخر ایک باخدا آیا اور اس کو مراد تک پہنچایا اور خدا کی طرف
آنکھیں کھولدیں تب وہ اپنے اس جھوٹے معشوق سے برگشتہ
ہو گیا اور اس مرد خدا کا دامن پکڑ لیا اور یہ کہا۔

گفت معشوقم تو بودستی نہ آن
لیک کار از کار خیزد در جہان

خلاصہ ان تمام نصیحتوں کا یہی ہے کہ آپ وہ قوت ایمانی دکھلاویں
کہ اگر اس قدر انقلاب اور انصباب مصائب ہو کر سر رکھنے کی جگہ باقی
نہ رہے۔ تب بھی افسردہ نہ ہوں۔

ز کار بستہ میندیش و دل شکستہ مدار
کہ آب چشمہ حیواں درون تاریکیست

خاکسار مرزا غلام احمد۔ ۲۳ مئی سنہ ۱۹۰۶ء

۱۹۰/۹۷ مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلمہ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ کل کی ڈاک میں آپکا عنایت نامہ پہنچا اس جگہ اس قدر کم بارشیں ہیں کہ گویا نہیں تا دم تحریر راہ یعنی سڑک کے جو بٹالہ سے قادیان آتی ہے صاف ہے اس لئے میں آپ کو اجازت دیتا ہوں۔ کہ توکلاً علی اللہ بلا توقف سفر اس طرف کا کریں۔ خدا تعالیٰ خیر و عافیت سے آپ کو پہنچا دے آمین باقی سب طرح سے خیریت ہے۔ والسلام

خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہ۔ ۵۔ اگسٹ ۱۹۰۵ء

۱۹۱/۹۸ مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلمہ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کا عنایت نامہ پہنچا جیسا کہ میں پہلے ہی لکھ چکا ہوں۔ آپ کے لئے بہت دعا کیجاتی ہے۔ اور یقین رکھتا ہوں۔ کہ خدا تعالیٰ آپ کو ضائع ہونے سے بچا لیگا کہ وہ کریم و رحیم ہے آپ کا اپنی جماعت کے ساتھ اختلاط اور مصالحت یہ آپ کی رائے پر موقوف ہے۔ اگر ایسی مصالحت میں کوئی امر معصیت اور گناہ کا درمیان نہ ہو تو کچھ مضایقہ نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے الصلح خیر ورنہ اس وقت تک صبر کرنا چاہیئے۔ جب تک خدا تعالیٰ خود آسمان سے کوئی صورت بہبودی پیدا کر دے کہ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ انسان اپنی کمزوری اور بے صبری سے آنے والی رحمت سے منہ پھیر لیتا ہے ورنہ خدا تعالیٰ کے وعدے سچے ہوتے ہیں۔ وہ ضرور وقت پر اپنی تمام باتیں پوری کر دیتا ہے کہ قادر ہے اور کریم ہے صبر سے ایک حد تک تلخی اٹھانا موجب برکات ہے مگر یہ کام بڑے خوش قسمت

انسانوں کا ہے جن کو خدا تعالےٰ پر بہت بھروسہ ہوتا ہے۔ جو کبھی
تھکتے نہیں آخر خدا تعالےٰ ان کی مدد کرتا ہے اللہ تعالےٰ قرآن شریف
میں ایک جگہ فرماتا ہے وظنوا انھم کذبوا۔ یعنی ہم نے نبیوں کو وعدہ
مدد اور فتح کا دیا پھر مدت تک اس وعدہ کو التوا میں ڈال دیا یہاں تک
کہ مومنوں نے یہ خیال کیا کہ خدا نے جھوٹ بولا اور جھوٹا وعدہ دیا
اور اس کے کچھ آثار ہی ظاہر نہ ہوئے مگر آخر وقت تک وہ وعدہ پورا
ہوا۔ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ کس قدر یہ خوف کا مقام ہے کہ
کچی طبیعت والوں پر یہ حالت بھی آجاتی ہے کہ وہ تھک کر خدا کے
وعدہ کو بدظنی کی نظر سے دیکھنے لگتے ہیں اور جھوٹ خیال کرتے ہیں۔
نہایت خوش وہ شخص ہیں جن میں تھکنے کا مادہ نہیں گویا ان میں پیغمبروں
کی روح ہے حضرت یعقوب علیہ السلام کو قسم دیکر گواہوں کے ساتھ
یہ یقین دلایا گیا تھا کہ یوسفؑ کو بھیڑیا کھا گیا مگر خدا کے وعدے میں
وہ شک نہ لائے اور چوبیس برس کے قریب مدت گذر گئی خدا کے
وعدے نے کچھ بھی ظہور نہ کیا یہاں تک کہ گھر کے لوگ بھی حضرت
یعقوبؑ کو دیوانہ کہنے لگے لیکن آخر کار وہ سچا نکلا غرض سب کچھ انسان
کر سکتا ہے۔ لیکن صادق مومنوں کی طرح صبر کرنا مشکل ہوتا ہے خاصکر
بے ایمانی ہوا جو ہر طرف سے چل رہی ہے جس نے خدا کی طرف کو
بے عزت کر دیا ہے وہ اکثر دلوں پر زہریلہ اثر دکھاتی ہے آخر کمزور
انسان تھک کر ان میں سے ایک ہو جاتا ہے۔ اور خدا سے جدا
ہو جاتا ہے لیکن مومن کے لئے عہد شکنی سے مرنا بہتر ہے مومن کا
خدا کے ساتھ ایمانی عہد ہوتا ہے اور جب خدا تعالےٰ کا بھروسہ

چھوڑ دیا تو وہ عہد قایم نہیں رہتا پس صبر جیسی کوئی بھی چیز نہیں جس کی برکت سے بگڑے ہوئے کام درست ہو جاتے ہیں۔ اور خدا تعالےٰ راضی ہو جاتا ہے سو خدا تعالےٰ آپ کو ایسی توفیق دے کہ ان ہدایتوں پر آپ پابند رہیں۔ میرے نزدیک مناسب یہ ہے کہ قادیان آنے کا اُس وقت آپ ارادہ کریں جب کہ مدراس میں کچھ اطمینان اور تسلی کی صورت نکل آوے میں آپ کے لئے دعائیں سرگرم مشغول ہوں۔ صرف اس وقت کی دیر ہے جو آسمان پر مقرر ہے بے صبری سے اس پودے کو ضائع نہ کریں خدا جیسا مہربان ہو تو آخر ہر ایک مہربان ہو جاتا ہے ورنہ دنیاداروں کی مہربانی بھی ایک مکر ہوتا ہے والسلام۔

خاکسار مرزا غلام احمد ۶؍ جولائی ۱۹[illegible]ء

۱۹۲
۹۸

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلمہٗ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ عنایت نامہ پہنچا۔ اس بات کے سننے سے بہت خوشی ہوئی کہ آپ عنقریب تشریف لانا چاہتے ہیں۔ اس مسرت کا اندازہ نہیں ہو سکتا اس ناپائدار دنیا میں بڑا ہی خدا تعالےٰ کا فضل سمجھنا چاہئے۔ کہ جدائی کے بعد پھر ملاقات ہو میں دن رات کوشش کر رہا ہوں۔ کہ جلد تر کتاب تریاق القلوب کو ختم کر دوں شاید ایک ماہ تک ختم ہو جائے اشتہار ۴؍ اکتوبر ۱۸۹۹ء آپ کی خدمت میں پہنچ گیا ہوگا جس میں ضمیمہ جلسہ الوداع بھی ہے خدا تعالےٰ اپنا فضل شامل حال رکھے اور جلد تر خیر و عافیت سے آپ کو ملا دے نہایت خوشی بلکہ بے اندازہ خوشی ہوئی کہ آپ کی تشریف لانے کی بشارت سنی جزاکم اللہ خیراً والسلام۔ خاکسار مرزا غلام احمد۔ ۱۸؍ اکتوبر ۱۸۹۹ء

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلمہٗ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ کل کی ڈاک میں مبلغ ایکسو روپیہ
نقد مرسلہ آنمکرم مجھ کو مل گیا خدا تعالےٰ متواتر خدمات کے عوض میں
آپ کو متواتر اپنے فضل اور جزاء سے خوش کرے۔ آمین ثم آمین۔ کتاب
تریاق القلوب چھپ رہی ہے ابھی میں نہیں کہہ سکتا۔ کہ کب ختم ہو
شاید اگر اللہ تعالےٰ چاہے تو دو ہفتہ تک ختم ہو جائے۔ یہ آپ کے
حصہ میں اللہ تعالےٰ نے رکھا ہے کہ مشکلات میں آپ کی طرف سے
مدد پہنچتی ہے اس ملک میں سخت قحط ہو گیا ہے اور اب تک بارش
نہیں ہوئی اب کی دفعہ ابتلاء کا سخت اندیشہ ہے کیونکہ ہمارے سلسلہ
کے اخراجات کا یہ حال ہے کہ علاوہ اور خرچوں کے دو سو روپیہ
ماہوار کا آٹا ہی آتا ہے۔ اب میں خیال کرتا ہوں اور پانسو روپیہ
کا آئے گا اور زیادہ سے زیادہ ایک ماہ تک چلے گا اور دوسرے
اخراجات بھی اور مہمانداری کے ہوتے ہیں وہ بھی اس کے قریب
قریب ہیں۔ چنانچہ ایندھن یعنی جلانے کی لکڑی وغیرہ غلہ کی طرح
کمیاب ہو گئی ہیں اور ایسی کمیاب ہے کہ شاید اب کی دفعہ ڈیڑھ سو
یا دو سو روپیہ ماہوار اسی کا خرچ ہو میں ڈرتا ہوں کہ وہی وقت
نہ آگیا ہو جو کہ احادیث میں پایا جاتا ہے کہ ایک دفعہ مسیح موعود
اور اس کی جماعت پر قحط کا سخت اثر ہوگا سو تدبیر ہے کہ کیا
کیا جائے۔ اگر دعا کے لئے وقت ملے تو دعا کروں ابھی تک
ہماری جماعت میں سے اہل استطاعت میں سے ایک آپ ہیں
جو حتی الوسع اپنی خدمات میں تعہد رکھتے ہیں اور دوسرے لوگ

یا تو نادار ہیں۔ یا سچا ایمان ان کے دلوں میں داخل نہیں ہوا لیکن ہمارے مرنے کے بعد بہت سے لوگ پیدا ہو جائیں گے۔ کہ کہینگے اگر وہ وقت پاتے تو تمام مال اور جان سے قربان ہو جاتے مگر وہ بھی اس بیان میں جھوٹے ہوں گے۔ کیونکہ اگر وہ بھی اس زمانہ کو پاتے تو وہ بھی ایسے ہی ہو جاتے اللہ تعالیٰ ان میں سچا ایمان بخشے خدا کے مامور جو آسمان سے آتے ہیں وہ اپنی جماعت کے ساتھ خرید او رفروخت کا سا معاملہ رکھتے ہیں۔ لوگوں سے ان کا چند روزہ مال لیتے ہیں اور جاودانی مال کا ان کو وارث بناتے ہیں جس چاہتا ہوں کہ مشکلات کے وقت میں ایک اشتہار شائع کروں تا ہر ایک صادق کو ثواب کا موقع ملے۔ اور اس میں کھلے کھلے طور پر آپ کا ذکر بھی کر دوں کیونکہ اب سخت ضرورت کا سامنا ہے اور ہمارے سید و مولیٰ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم ایسی ضرورتوں کے وقت جب ایسا کرتے تھے تو صحابہ دل و جان سے اس راہ میں قربان تھے جو کچھ گھروں میں ہوتا تھا۔ تمام آگے رکھدیتے تھے غرض اسی طرح کا اشتہار ہوگا۔ والسلام۔

خاکسار مرزا غلام احمد ۲۶ ستمبر ۱۸۹۷ء

۱۹۴/۱۰۱

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مخدومی مکرمی سیٹھ صاحب سلمہٗ۔

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔ عنایت نامہ پہنچا۔ یہ بھی خدا تعالےٰ کی آپ پر ایک رحمت ہے کہ آپ نے میری اس نصیحت میں غفلت نہیں کی۔ کہ خط برابر بھیجا جاوے اور میں جس قدر خدا تعالےٰ کی عجیب در خارق عادت فضلوں پر یقین رکھتا ہوں۔ کاش اگر کوئی ایسا طریق ہوتا کہ میں آپ کے

دل میں بھی ڈال سکتا۔ خدا تعالےٰ کے فضل اور رحمت اور قدرت کا تجربہ اگر
ہو تو وہ اس حالت میں بھی انسان کو نومید نہیں کر سکتا کہ جب انسان
پابہ زنجیر زندان میں ہو۔ میں دیکھتا ہوں کہ دنیا کے اور اسباب سے
سب امیدیں ہماری ٹوٹ چکی ہیں لیکن جب تک ہم قبر میں داخل ہو جائیں
یہ امید ہماری ٹوٹنے کے قابل نہیں ہے کہ ہمارا خدا قادر خدا ہے جو ہر ایک
بات پر قادر ہے انسان کی طبیعت کچھ ایسی واقع ہوئی ہے کہ دو چار
تجربے سے خواص اشیاء پر یقین کر لیتا ہے مثلاً ہم دیکھتے ہیں کہ پانی
ہمیشہ پیاس کو بجھاتا ہے اور روٹی ایک بھوکے انسان کو سیر کرتی ہے
کسٹرائل دست لاتا ہے سم الفار پوری خوراک پر ہلاک کر دیتا ہے تو پھر
خدا تعالےٰ کے فضل اور رحم پر کیوں یقین نہ کریں جس کو ہم اپنی زندگی میں
صدہا مرتبہ آزما چکے ہیں سچ تو یہ ہے کہ گھبراہٹ ضعف ایمان کے باعث
ہوتی ہے اگر کسی کو یہ یقین ہو کہ میرا ایک خدا ہے جو مجھے ہرگز ضائع
نہیں کرے گا تو ممکن ہی نہیں کہ وہ غمگین ہو اور کیونکر غمگین ہو سکے انسان
تو آدمی سے بھی تسلی پا کر غمگین نہیں ہوتا مثلاً اگر کسی کو لاکھ دو لاکھ روپیہ
کی ضرورت پیش آجائے اور اس کے پاس ایک پیسہ نہیں اور وہ فکر
اداے گی میں مر رہا ہے اور کوئی رفیق نہیں تو غم سے ہلاک ہو جائیگا۔
جس طرح سید احمد خاں ایک لاکھ روپیہ کے غم سے دنیا سے کوچ
کر گئے لیکن اگر ایسے مضطرب آدمی کو کوئی دوست مل جائے جو ذات
کا چوہڑا یعنی بھنگی ہے یا چمار ہے اور وہ بہت دولت مند ہو اور وہ
اس شخص کو تسلی دے کہ تو غم نہ کر کچھ دیر کے بعد یہ تمام تیرا روپیہ ادا کر دوں گا
اور اس کو یقین آجائے کہ اب بلاشبہ اپنے وعدے پر یہ شخص تمام

روپیہ ادا کر دے گا تو قبل پہنچنے روپیہ کے جس قدر اس کو کشاکش ہو رہی ہے وہ اس کی نظر میں ایک معمولی ہو جائے گا اور چہرہ پر افسردگی نہیں رہے گی ایسا ہی وہ شخص جو یقین رکھتا ہے کہ خدا تعالیٰ مجھے ضایع نہیں کرے گا اور بلاشبہ ضایع نہیں ہوگا۔ غم تب آتا ہے جب ایمان جاتا ہے ایک بشریت کا غم ہے اس میں تو انسان ایک حد تک معذور رہتا ہے جیسا کہ کسی کی موت پر غم آتا ہے اس میں تو انبیاء بھی شریک ہوتے ہیں جیسا کہ حضرت یعقوب یوسف کی جدائی میں چالیس برس تک روتے رہے وہ بشریت کا غم تھا۔ مگر ایک ضعف ایمان کا غم ہوتا ہے جیسا کہ کوئی نادان یہ غم کرے۔ کہ اب میرا کیا حال ہوگا کیونکہ مجھے رزق اور کپڑا ملے گا عیال کا کیا حال ہوگا اس غم سے اگر انسان توبہ نہ کرے تو کافر ہو جاتا ہے کیونکہ اپنے رازق کا منکر ہے دعا کا سلسلہ خوب سرگرمی سے جاری ہے ہر ایک ساعت خدا تعالیٰ کے فضل کی امید ہے والسلام۔

خاکسار مرزا غلام احمد عفی اللہ عنہ

۱۹۳/۱۰۰

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلمہ،

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عنایت نامہ پہنچا۔ یہ سچ ہے کہ بنا ہوا کام بگڑنے سے اور وسائل معاش کے کم یا معدوم ہونے کی حالت میں بے شک انسان کو صدمہ پہنچتا ہے مگر وہی بگاڑتا ہے۔ وہی بنانے پر بھی قادر ہے لیں دنیا میں شکستہ دلوں کی اور تباہ شدہ لوگوں کے خوش ہونے کے لئے ایک ہی ذریعہ ہے کہ اس خدائے ذوالجلال کو ایمانی یقین کے ساتھ یاد کریں کہ جیسا کہ وہ ایک دم میں تخت پر سے خاک مذلت میں ڈالتا ہے ایسا ہی وہ خاک پر سے

ایک لحظہ میں پھر تخت پر بیٹھا تا ہے اس جگہ یہ کہنا کفر ہے کہ کیوں کہ اور
کس طرح اور ایسے اوہام کا جواب یہی ہے کہ جس طرح ایک قطرہ نطفہ سے
انسان کو پیدا کیا اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ
نابینائی اور شک اور بدظنی کی وجہ سے تمام دکھ پیدا ہوتے ہیں ورنہ
وہ ہمارا خدا عجیب قادر بادشاہ ہے جو چاہے کرے کوئی بات اس کے
آگے انہونی نہیں اگر یقین کی لذت پیدا ہو جائے تو شاید انسان
دنیا طلبی کے ارادوں کو خود ترک کر دے کیونکہ اس سے بڑھ کر کوئی لذت
نہیں کہ اس بات کو آزما لیا جائے کہ درحقیقت خدا موجود ہے اور
درحقیقت وہ قادر ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے وہ کریم و رحیم ہے ان
لوگوں کو ضایع نہیں کرتا جو اس کے آستانہ پر گرتے ہیں والسلام۔
مرزا غلام احمد۔ ۷ جولائی ۱۹۰۲ء

حضرت نواب محمد علیخان صاحب قبلہ کے نام

حضرت نواب محمد علیخان صاحب مدظلہ تعالیٰ کے نام کے مکتوبات جلد پنجم کے نمبر چہارم میں شائع ہو چکے ہیں ذیل کا مکتوب اس مجموعہ میں نہیں آیا اس لئے یہاں درج کیا جاتا ہے۔ (عرفانی کبیر)

۱۹۴
۱۰۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی

از عاجز عائذ باللہ الصمد غلام احمد بخدمت عزیزی اخویم خان صاحب محمد علیخان صاحب سلمہ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ عنایت نامہ پہنچ کر بموجب مسرت و انشراح خاطر ہوا۔ اگرچہ طبیعت اس عاجز کی کسی قدر علیل تھی اور نیز ضعف بہت تھا مگر میں نے چاہا کہ آپ کو بہت انتظار میں نہ ڈالوں اس لئے بلحاظ اختصار آپ کے سوالات کا جواب دیتا ہوں (۱) جو شخص اس عاجز سے بیعت کرے اس کو قال اللہ و قال الرسول کا پابند ہونا ضروری ہے۔

یہ ضروری نہیں کہ وہ حنفی ہو یا شافعی وغیرہ وغیرہ۔ مگر یہ نہایت ضروری ہے کہ اللہ جل شانہ کے کلام عزیز پر ایمان لاوے اور جہاں تک ممکن ہو اس پر عمل کرے اور آثار صحیحہ نبویہ کا اتباع کرے۔ (۲) بیعت کرنے والے کے لیئے ان عقاید کا ہونا ضروری ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رسول برحق اور قرآن شریف منجانب اللہ کتاب اور جامع الکتب ہے کوئی نئی شریعت اب نہیں آسکتی اور نہ کوئی نیا رسول آسکتا ہے مگر ولایت اور امامت اور خلافت کی ہمیشہ قیامت تک راہیں کھلی ہیں اور جس قدر مہدی دنیا میں آئے یا آئینگے ان کا شمار خاص اللہ جل شانہ کو معلوم ہے وحی رسالت ختم ہو گئی مگر ولایت و امامت و خلافت کبھی ختم نہیں ہوگی یہ سلسلہ ائمہ راشدین اور خلفاء ربانیین کا کبھی بند نہیں ہوگا۔ کسی کو گذشتہ لوگوں میں سے بجز رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے جمیع فضائل و کمالات میں بے مثل نہیں کہہ سکتے اور ممکن نہیں کہ کسی کمال نوع کی خدمت گذاری میں آئندہ اس سے بہتر پیدا ہوں جزئی فضیلت کے لحاظ سے بعض لوگ بے مثل ٹھہر سکتے ہیں جیسے صحابہ اور اہل بیت کی یہ فضیلت جو انھوں نے زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پایا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تنہائی کی وقت میں ایسی وفاداری دکھلائی کہ اپنے خونوں کو پانی کی طرح بہا دیا آنحضرت کے چہرہ مبارک کو دیکھا اور اُسی چہرہ سے عاشقانہ زندگی بسر کی اور اسلام پر پہلے پہل مخالفوں کے حملے ہوئے تو جانوں کو ہتھیلی پر رکھکر ان کو روکا اور اسلام کو زمین پر جمایا اور اسلامی ہدایتوں کو زمین پر پھیلایا اور کفر کے زور کو تھمایا اور قرآن شریف کو دیانت اور امانت سے جمع کر کے تمام ملکوں میں رواج دیا اور اسلام کی

صداقت پر اپنے خون سے مہر کر کے اس دار فانی سے کوچ کر گئے۔ بلاشبہ ان کی اس فضیلت کو بعد میں آنے والی نہیں پا سکتے وذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء مگر اس کے سواء ہر ایک کمال کے حاصل کرنے کے لئے دروازے کھلے ہیں خدا تعالےٰ کے مقبول اور نہایت اعلیٰ درجے کے پیارے بندے اور امام الوقت اور خلیفہ اللہ فی الارض اب بھی ایسے ہی ہوتے ہیں جیسے پہلے ہوتے تھے اور اب بھی خدا تعالےٰ کے انعام و اکرام کی وہ راہیں کھلی ہیں جو پہلے کھلی تھیں۔ نبوۃ و رسالت بھی ظلی طور پر حاصل ہو سکتے ہیں جس قدر سالک کی استعداد ہو گی ضرور ہر تو وہ نور کا پڑے گا زندہ اسلام اسی عقیدہ کا نام ہے مگر جو لوگ امانت و خلافت و صدیقیت کو پہلے اماموں پر ختم کر چکے ہیں ان کے ہاتھ میں اب مردہ اسلام ہے یا یوں کہو کہ اسلام کی بیجان تصویر ان کے ہاتھ میں ہے یاد رکھنا چاہئے کہ جو مذہب آئندہ کمالات کے دروازے بند کرتا ہے۔ وہ مذہب انسانی ترقی کا دشمن ہے۔ قرآن شریف کی رو سے انسان کی بھاری دعا یہی ہے کہ وہ روحانی ترقیات کا خواہاں ہو غور سے پڑھنا چاہئے اس آیت کو اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم۔ دوسرے یہ عقیدہ بھی ضروری ہے کہ بجز کسی قسم کی رشتہ سے خواہ کسی رسول سے ہو کوئی فضیلت حاصل نہیں ہو سکتی بلکہ فقط رشتہ کی فضیلت پر ناز کرنا نامردوں کا کام ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ اور ذوالقربیٰ میں سے ہر ایک شخص جو قابل تعریف ہے وہ رشتہ کے لحاظ سے ہرگز نہیں وقال اللہ تعالیٰ اِنَّ اکرمکم عند اللہ اتقاکم۔ تیسرے یہ عقیدہ بھی ضروری ہے کہ قرآن شریف اب تک

ہر ایک قسم کے تصرف سے بکلی محفوظ ہے اور کوئی ایسا قرآن نہیں جو کوئی شخص
اس کو غار میں لیکر اب تک چھپا بیٹھا ہے یہ ان لوگوں کا بہتان ہے جنکو خدا تعالیٰ
کا خوف نہیں۔ چوتھے یہ عقیدہ ضروری ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ
تعالیٰ عنہ اور حضرت فاروق عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ذوالنورین
رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سب کے سب
واقعی طور پر دین میں امین تھے ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو اسلام کے
آدم ثانی ہیں اور ایسا ہی عمر فاروق اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما اگر
دین میں سچے امین نہ ہوتے تو آج ہمارے لئے مشکل تھا جو قرآن شریف
کی کسی ایک آیت کو بھی منجانب اللہ بتا سکتے۔

بلاشبہ یہ سچ بات ہے کہ ہم قرآن شریف سے اسی قدر محبت اور
عشق پیدا کریں گے جس قدر ہمیں ان بزرگوں کے امین ہونے کی نسبت ہوگا
اگر ہم ذرا بھی کمالات ایمانیہ میں ان کو کم سمجھیں گے تو اتنی ہی کمی قرآن شریف
کی عظمت کے بارہ میں ہمارے دلوں میں پیدا ہو جائیگی یہی وجہ ہے کہ جس
پیار سے اور محبت سے سنت جماعت کے لوگ قرآن شریف کو پڑھتے ہیں
اور بعض ان کے حفظ کر لیتے ہیں یہ بات شیعہ لوگوں میں ہرگز نہیں پائی جاتی۔
مثلاً مجھے تخمیناً معلوم ہے کہ ہمارے ملک پنجاب میں ایک لاکھ سے زیادہ
سنت جماعت میں سے قرآن شریف کا حافظ ہوگا مگر کیا کوئی اس بات کا
ثبوت دے سکتا ہے کہ اس ملک میں شیعہ لوگوں میں سے دس پندرہ بھی
حافظ ہیں؟ مگر میرے خیال میں ایک حافظ بھی نہیں اس کا کیا سبب ہے؟
وہی ابوبکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم پس اس سے معلوم ہوا کہ ان بزرگوں
کو بنظر تخفیف دیکھنے میں سراسر ایمان کا گھاٹا ہے۔ والعاقل تکفیہ الاشارۃ

پانچویں بیعت کے لئے یہ ضروری عقیدہ ہے کہ شرک سے بکلی پرہیز کرے اگر یہ تمام عقائد کسی شیعہ میں پائے جاویں تو بلا شبہ اس کی حالت اچھی ہے اور وہ اس لائق ہے کہ بیعت میں داخل ہو۔

بیعت کے مقاصد میں سے ایک بھاری مقصد یہ ہے کہ انسان راہِ راست پر آوے اور خدا تعالےٰ کے غضب سے ڈر کر ہر ایک طریق ناانصافی کو چھوڑ دیوے جو شخص عمداً ناانصافی پر جما رہنا چاہتا ہے وہ دراصل حقیقت بیعت سے غافل ہے ہم اس مسافر خانہ میں تھوڑے عرصہ کے لئے آئے ہیں اور اس غرض سے بھیجے گئے ہیں کہ اپنے اخلاق اور عقائد اور اعمال کو درست کر کے اور حسب مرضیات الٰہی اپنے نفس کو بنا کر اس مولیٰ کریم کی رضامندی حاصل کریں۔ سو ہر ایک بات میں یہ دیکھ لینا چاہئے کہ کیا ہمارے قول اور فعل ظلم و زیادتی سے خالی ہیں۔ یا ہم انصاف کا خون کر رہے ہیں جن بزرگ لوگوں نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ضعف و ناتوانی اور تنہائی اور غربت کے ایام میں آں جناب کی رفاقت اختیار کی اس رفاقت اور اس ایمان کے پاس کے لئے بڑی بڑی تکلیفیں اٹھائیں اپنی ریاستوں ملکیتوں سے بے دخل کئے گئے وطن سے نکالے گئے اور اعلاء کلمۂ اسلام کے لئے صدہا نے اپنے تئیں معرض ہلاکت میں ڈالا ان کی شان کو جیسا چاہئے نہ سمجھنا سخت درجہ کی ناانصافی ہے درحقیقت اگر ہم انصاف سے دیکھیں اور عدالت کی نگاہ سے نظر کریں تو ہمیں اقرار کرنا پڑے گا کہ وہ لوگ اعلیٰ درجے کے متقی تھے ہر ایک شخص کی فضیلت باعتبار اس کے حسن خدمات کے اور زواتی لیاقتوں کے ہوا کرتی ہے۔ سو جیسے صحابہ کرام کی فضیلت اس قاعدہ

مستمرہ کی رو سے بپایہ ثبوت پہونچ گئی ہے کسی اور دوسرے کی فضیلت
ہرگز ثابت نہیں ہو سکتی مثلاً امام حسین رضی اللہ عنہ نے جو بھاری نیکی کا کام دنیا
میں آکر کیا وہ صرف اس قدر ہے کہ ایک نابکار دنیا دار کے ہاتھ پر انہوں
نے بیعت نہ کی۔ اور اسی کشاکش کی وجہ سے شہید ہو گئے۔ مگر یہ ایک
شخصی ابتلا ہے جو انہیں پیش آیا اگر اس کو حضرت صدیق اکبر کی ان
جانفشانیوں کے ساتھ جانچا جاوے جو انہوں نے تمام عمر محض علائے
کلمۂ اسلام کے لئے اکمل اور اتم طور پر پوری کی تھیں۔ تو کیا شخصی ابتلاء
کو کچھ اس سے نسبت ہو سکتی ہے۔ اللہ جل شانہ کا کسی سے رشتہ نہیں ہے۔
جو شخص اعلیٰ درجے کی وفاداری اور خدمت گذاری کرے گا وہی اس کا
مقرب ہوگا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی بیٹا زندہ نہیں رہا۔
البتہ نواسے زندہ رہے ہیں۔ جیسے حضرت فاطمہ کی اولاد یا دوسری
بیبیوں کی اولاد۔ سو خدا تعالےٰ کے نزدیک ان کے مدارج ان کے
اعمال کے موافق ہیں۔ خواہ نخواہ کا درجہ کسی کو دیا نہیں جاتا۔ جو شخص
محض خدا تعالےٰ کے لئے کسی سے محبت کرتا ہے اس کو چاہیئے۔ کہ خدا
سے خوف کر کے دیکھے۔ کہ خدا تعالےٰ کی راہ میں اس نے کیا کیا
نمایاں کام کیا ہے ناحق فضیلت ان کو نہ دیوے کوئی نہیں سمجھ سکتا کہ محض
رشتہ سے کیوں کر فضیلت پیدا ہو جاتی ہے خاص کر کے ذرا سے رشتہ سے
جو نواسہ ہوتا ہے۔ کنعان حضرت نوحؑ کا بیٹا تھا اور آذر حضرت ابراہیمؑ
کا باپ پس کیا انہیں یہ رشتہ کام آیا؟ پس یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ اہل بیت
ہونا اپنے نفس میں کچھ بھی چیز نہیں ہے۔ بے شک امام حسن و حسین ان
لوگوں میں سے ہیں۔ جن لوگوں کو خدا تعالےٰ نے ان کی راستبازی کی وجہ سے

کا ئل کیا ہے نہ اس وجہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے ہیں
کیوں کہ نواسے تو اور بھی تھے نواسہ ہونا خدا تعالےٰ کے نزدیک یا خلقت
کے نزدیک کیا حقیقت رکھتا ہے۔ لیکن بلا شبہ کمالات صدیقی و فاروقی کے
مقابل پر حسینی کمالات تنزل میں ان بزرگواروں نے اسلام پر بڑا احسان
کیا اور اسلام کی شوکت کو دنیا میں قائم کیا۔ اور وہ جانفشانی کے کام
کئے جو نبی اور رسول کرتے ہیں۔ جو شخص ان کے احسانات کا منکر ہووے
وہ خدا تعالےٰ کا کافر نعمت ہے اگر ہم ذبح بھی کئے جاویں۔ تو ہرگز راستی
کو نہیں چھوڑ سکتے۔ عوام کا قاعدہ ہے کہ کورانہ تقلید پر چلتے ہیں یہ سراسر
غلط ہے۔ تمام صحابہ کرام کے مناقب سے کتابیں بھری پڑی ہیں اور قرآن کریم
شاہد ہے۔ صدیق اکبر اور عمر فاروق کے حق میں اس قدر تعریفی کلمات
نبوی پائے جاتے ہیں کہ گویا ان دونوں بزرگواروں کو نبی قرار دیا گیا ہے۔ مگر
ہماری نظر میں مجرد مناقب کوئی چیز نہیں صرف طرح طرح کے پیرایوں میں سچے
مومنوں کی تعریفیں کی ہیں اور اس بات کا فیصلہ کہ ان میں سے زیادہ بزرگ
کون ہے ان بزرگوں کی خدمات سے کرنا چاہیئے۔ کہ اسی کی طرف اللہ جلشانہ
ہدایت فرماتا ہے۔ اب اصل کلام یہ ہے۔ کہ بیعت کے لیئے یہ ضروری ہے کہ
انسان ہر ایک قولی وفعلی و اعتقادی ناانصافی سے کلی دست بردار ہو جاوے
کیونکہ راہ راست حاصل کرنے کے لئے ہے۔ اگر بہرحال اسی راہ پر قائم رہنا
جو تقلیدی طور پر اختیار کیا گیا ہے۔ تو پھر بیعت سے حاصل ہی کیا ہے ؎
ہر کجا شمع ہدایت یافتی پروانہ باش ٭ گر خردمندی بےراہ ہذا دیوانہ باش
(۴) اگرچہ ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھنا کسی حدیث سے ثابت نہیں ہوتا اور دست بستہ
کھڑا ہونا قانون فطرت کے رو سے بھی بندگی کے لئے مناسب معلوم ہوتا ہے

لیکن اگر ہاتھ چھوڑ کر بھی نماز پڑھتے ہیں تو نماز ہو جاتی ہے۔ مالکی بھی شیعوں کی
طرح ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھتے ہیں۔ مسنون وہی طریق ہے جو اوپر بیان ہوا
اس قدر اختلاف بعیت کا کچھ حارج نہیں اگرچہ احادیث صحیحہ میں اس کا نام
و نشان بھی نہیں۔ (۵) یہ ہمیشہ سے قاعدہ رہا ہے کہ نشانوں کے چاہنے والے
دو ہی قسم کے آدمی ہوتے ہیں یا غایت درجہ کے دوست یا غایت درجہ کے
دشمن یعنی جب کوئی انسان مقبول خدا تعالیٰ سے غایت درجہ کی دوستی و
محبت اختیار کرے یہاں تک کہ اس کی راہ میں قربان ہو جائے اور اس کی
خاکپا ہو جائے تو وہ اپنے حوادث اور مصائب کے وقت یا تکمیل مدارج کے
لئے رحمت کے آثار دیکھتا ہے اور اس کی برکت اور محبت سے جذبات
نفسانی کم ہو تے جاتے ہیں اور ذوق اور محبت بڑھتی جاتی ہے اور دنیا کی
محبت کم اور ٹھنڈی ہوتی جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے نشانوں کے ذریعہ سے
اس پر ظاہر کرتا جاتا ہے کہ یہ شخص محبوبان اور مقبولان الٰہی میں سے ہے
اور عادت اللہ قدیم سے ایسی ہی جاری ہے کہ جب اس درجہ پر کسی کی
ارادت پہونچ جائے تو اس کا ایمان کامل کرنے کے لئے کسی قسم کے نشان
ظاہر ہوتے ہیں اور اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ بیشتر آزمائش صداق کے
محققین حقیقت پر نظر ڈالتے ہیں۔ عوام جلدی سے کسیکو کافر اور کسی کو بے دین
کہہ دیتے ہیں اور محققین اس کی ذرا پرواہ نہیں کرتے اگر ہم صدیقی اور فاروقی
خدمات کو جو اپنی زندگی میں انہوں نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں کیں لکھیں تو بلاشبہ
وہ ایک دفتر میں بھی ختم نہیں ہو سکتیں۔ لیکن اگر ہم امام حسین رضی اللہ عنہ کی
خدمات کو لکھنا چاہیں تو کیا ان دو تین فقروں کے سوا کہ وہ انکار بیعت
کی وجہ سے کربلا میں روکے گئے اور شہید کئے گئے۔ کچھ اور بھی لکھ سکتے ہیں؟

بیشک یہ کام ایسا عمدہ ہوا کہ ایک فاسق دنیا دار کے ہاتھ پر انہوں نے بیعت نہیں کی مگر اعتراض تو یہ ہے کہ وہ اپنے باپ بزرگوار کے قدم پر کیوں نہ چلے باپ نے تو بقول شیعوں کے تین فاسق آدمیوں کے ہاتھ پر جو بزعم ان کے مرتد سے بھی بدتر تھے اور بقول ان کے صرف معمولی بادشاہوں میں سے تھے بیعت کر لی اور بیٹے نے تو اپنے باپ کے طریق سے اعراض کر کے ایک فاسق کی بھی بیعت نہیں کی اور انکار ہی میں جان دی۔ بہر حال یہ اتفاقی حادثہ تھا جو امام صاحب کو پیش آگیا اور بڑا بھاری ذخیرہ ان کے درجہ کا صرف یہی ایک حادثہ ہے جس کو محض غلو اور نا انصافی کی راہ سے آسمان تک کھینچا جاتا ہے اور وہ بزرگوار صحابہ جو رسول کی طرح دنیا میں کام کر گئے اور ہر میدان میں جان فدا کرنے کے لئے حاضر ہوئے ان سے بقول آپ کے لاپرواہی تو آپ کا طریق ہے۔ یہ فیصلہ تو آسانی سے ہو سکتا ہے چونکہ دنیا دار العمل ہے اور میدان حشر میں مراتب بلحاظ اعمال ملیں گے۔ پس جس کے دل میں امام حسین و حسن کی وہ عظمت ہے کہ اب وہ دوسرے صحابہ سے لاپرواہ ہے اس کو چاہیئے کہ انکی خدمات شائستہ دین کی راہ میں پیش کرے اگر ان کے خدمات کا پلہ بھاری ہے تو بلاشبہ وہ دوسرے صحابہ سے افضل ٹھہریں گے ورنہ ہم اس بات کے تو قائل نہیں ہو سکتے کہ خواہ نخواہ کسی کو افضل ٹھہرایا جاوے اور یہ خیال کرنا کہ ان کی فضیلت یہی کافی ہے کہ وہ نواسے ہیں تو خیال کوئی عقلمند نہیں کر سکتا کیونکہ میں ابھی بیان کر چکا ہوں کہ نواسہ ہونا کچھ بھی چیز نہیں ایک ذرا سا رشتہ ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کئی لڑکیاں تھیں اور نواسے بھی کئی تھے کس کس کی ہم پرستش کریں یہ

آیۃ کریمہ ہمارے لئے کافی ہے اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ مجھے
اللہ جل شانہٗ نے کھول دیا ہے کہ اس زمانہ کا اتقا صدیق اکبر ہے بعض
لوگوں کو یہ بھی دھوکہ لگا ہوا ہے کہ وہ مناقب کسی بزرگ کے پیش کر دیا
کرتے ہیں مثلاً کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ کے حق میں آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے یہ فرمایا ہے اور امام حسین کے حق میں یہ فرمایا ہے مگر یہ خیال کہ
کیونکہ اعلیٰ درجہ کی ارادت و محبت کی نسبت پیدا کی جائے اس کا جواب
یہ ہے کہ درحقیقت طبعی اور حقیقی طور پر اعلیٰ درجہ کی ارادت اور فرمانبرداری
بغیر پوری آزمائش کے نہیں ہو سکتی مگر طالب حق اللہ جل شانہٗ کی توفیق سے
کسی قدر قرائن سے بہ تکلف ارادت مندوں کا پیراہن پہن لیتا ہے پھر
عنایت الٰہی سے بمشاہدہ برکات حق وہ تکلف طبیعت میں داخل ہو جاتا ہے
صحابہ اور اہل بیت بھی آہستہ آہستہ مراتب عرفان کو پہنچے ہیں مگر روز
ازل سے انہوں نے وہ خدمات اپنے ذمہ نہیں لیں جو بجز کامل ارادت کے
ظہور میں نہیں آ سکتیں اور پھر غایت درجہ کی دشمنی پر اور جو مرد مقبول
کی کرامت کا ظہور ہوتا ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ جب دشمن نادان
ایک ولی اللہ سے عداوت شروع کرتا ہے اور ہر وقت قول یا فعل
سے اس کے درپے آزار رہتا ہے تو آخر ایک دن غیرت الٰہی جوش
مارتی ہے جیسا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے مَنْ عَادٰی اَوْلِیَالِیْ فَقَدْ آذَ
نْتُہٗ بِالْحَرْب اس لئے یہ اصول نہایت صحیح ہے کہ جس کو کرامات کے
دیکھنے کا شوق ہو وہ یا تو غایت درجہ کا دوست ہو جائے یا غایت درجہ کا
دشمن کرامات بازیچہ اطفال نہیں ہے کہ خواہ نخواہ کھیل کی طرح دکھلائی

ہیں اور خواہ مخواہ بازیگروں کی طرح کرشمہ نمائی ان کی عادت نہیں اگرچہ
اولیاء اللہ پر کرامت مثل بارش کے برستی ہے لیکن وہ شخص جو کہ پورا
دوست یا پورا دشمن نہ ہو ان انوار کے مشاہدہ سے بے نصیب رہتا
ہے اس عاجز نے جو سولہ ہزار اشتہار کرامت نمائی کے لئے شائع کیا تھا
اور شرط کی تھی کہ اگر کوئی مخالف منکر کرامت ہو تو ایک برس تک
ہمارے دروازہ پر آکر بیٹھے اس کا ہرجہ دیا جائے گا اس اشتہار
سے اللہ جل شانہٗ کی غرض یہی تھی کہ اس پابندی سے وہی شخص آکر ایک
سال تک بیٹھے گا جو ہمارا دشمن ہوگا۔
(۶) اس میں شک نہیں ہے اور خدا تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ یہ عاجز نبیوں کی
طرح اصلاح خلق اللہ کے لئے مامور ہو کر آیا ہے اور دل میں بہت خوش ہے
کہ وہ کرامات الٰہی جو یہ عاجز دیکھ رہا ہے لوگ بھی دیکھیں لیکن خدا تعالیٰ
اپنے قانون قدیم سے تجاوز نہیں کرتا دوست کامل بننا چاہیئے یا دشمن
کامل تا آسمانی نشان ظاہر ہوں ہاں ایک طریق ہے اور اس کو آپ ہی
بجا لا سکتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ آپ کا اب تک یہ عقیدہ ہے کہ بارہ اماموں کو
جس قدر فضیلت ہے وہ اصحاب کبار کو حاصل نہیں غایت درجہ اصحاب کبار
بادشاہوں کی طرح ہیں اور اس عاجز کا یہ عقیدہ ہے کہ اصحاب کبار
کے مقابل میں بارہ امام کچھ بھی چیز نہیں بلکہ اصحاب کبار کی محبت ان کا
فخر اور ان کے ترقی ایمان کا موجب ہے قرآن شریف میں بجز ابوبکر صدیق
کے کسی اہل بیت کا ذکر نہیں اور یہ بھی میرا عقیدہ ہے کہ صحابہ کے بعد جسقدر
اہل بیت میں امام ہوئے ہیں وہ اپنے کمالات میں بے مثل نہیں بلکہ ایسے
لوگ ہمیشہ ہوتے ہیں یہ میرے لئے شکر کا مقام ہے اور اسبات کا کہنا اپنے

محل یہ ہے کہ ان اماموں کے موافق ایک میں بھی ہوں اور ان سے زیادہ بھی مجھ پر انعامات الٰہی ہیں جس کو آپ سمجھ نہیں سکتے اور نہ اس زمانے کی خلقت سمجھ سکتی ہے۔ اب اگر میں اس دعوے میں راستی پر نہیں تو میری طرف سے عام منادی ہے کہ شیعوں کے بزرگ لوگ میرے اشتہار کے موافق مباہلہ اور مقابلہ کے لئے آویں۔ بیشک اگر وہ آویں تو اللہ جل شانہ ان کی پردہ دری کرے گا اور اپنے بندے کی تائید میں وہ انوار دکھلائیگا جو ہمیشہ اپنے خادموں اور بندوں کے لئے دکھلاتا رہا ہے اس طریق سے آپ کرامات کو مشاہدہ کر سکتے ہیں اور آپ مقدرت رکھتے ہیں کہ کسی شیعہ کے مجتہد کو دو چار ہزار روپیہ دیکر میرے دروازہ پر بٹھاویں اور مقابلہ کرا دیں۔ تا سیہ روی شود ہر کہ در وغش باشد۔

(۷) موافق شرائط مطبوعہ کے تحریری بیعت بھی ہو سکتی ہے اگر خدا تعالیٰ کی طرف سے وقت صفا میسر آیا تو انشاء اللہ آپ صاحبان کے لئے دعا کروں گا۔ (والسلام علی من اتبع الھدیٰ) ۔ خاکسار مرزا غلام احمد

محترمہ صفیہ بیگم صاحبہ مرحومہ اہلیہ قریشی محمد عثمان صاحب کے نام

(تعارفی نوٹ)

قریشی محمد عثمان صاحب ایس ڈی او سلسلہ کے پرانے مخلصین میں سے ہیں انکی اہلیہ محترمہ مرحومہ کے خطوط کے

جواب میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تین مکتوب لکھے تھے جن کو رسالہ مصباح نے الفضل ۳ نومبر ۱۹۴۳ء سے لیکر شائع کیا تھا مصباح نومبر ۱۹۴۳ء سے لیکر یہاں درج کئے جاتے ہیں۔

(عرفانی کبیر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

195/1

عزیزہ صدیقہ بیگم :- السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ تمہارا خط پہنچا خدا تعالیٰ تم کو معہ تمام عزیزان کے خوش رکھے اور تمہیں عمر و الا لڑکا عطا فرمائے آمین۔ بہتر ہوگا کہ جب خدا تعالیٰ موقعہ دے۔ تو دو تین مہینے اس جگہ رہ جائیں۔ یہ تمہاری محبت اور اخلاص کی نشانی ہے کہ تم نے میری طرف خط لکھا۔ ہمیشہ اپنے حالات خیریت آیات سے مطلع کرتی رہو میں تم پر بہت خوش ہوں۔ ہمیشہ نماز کی پابندی رکھیں۔ والسلام :-

خاکسار مرزا غلام احمدؐ (۱۳ر جون ۱۸۹۷ء)

196

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ تمہارا خط پہنچا۔ تمہارے اخلاص اور محبت سے بہت خوشی ہوئی۔ خدا تمہیں بہت خوش رکھے اور دنیا کی

بلاؤں اور آفتوں سے بچائے آمین۔ ہمیشہ اپنی خیریت سے اطلاع دیتی رہو۔ تم اپنے میاں سے بڑھ کر اخلاص مند ثابت ہوئی ہو۔ اور تمہارے خط میں بہت محبت اور اخلاص کی بو آتی ہے۔ میں تمہارے لئے دعا کرتا ہوں کہ تم ہمیشہ خوش رہو۔ اور تمہارے بہت لڑکے ہوں اور خاتمہ بالخیر ہو۔ آمین والسلام۔

"مرزا غلام احمد"

۱۹۷/۴ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ تمہارا خط پہنچا۔ تمہارے اخلاص اور محبت سے مجھے تعجب آتا ہے کہ۔ خدا نے اس قدر تمہیں سچی ارادت اور محبت سے حصہ دیا ہے۔ اور تمہارے دل میں یقین بھر دیا ہے۔ خدا تمہیں بہت خوش رکھے۔ اور اولاد صالح عنایت کرے۔ اور تمہیں موقعہ دے۔ کہ دو تین مہینے تک اس جگہ رہ جاؤ۔ میں تم سے بہت خوش ہوں اور ایسی عورتیں میں نے بہت کم دیکھی ہیں۔ جو اس قدر یقین اور اعتقاد رکھتی ہوں تمہارے دل میں محبت اور اعتقاد درچا ہوا معلوم ہوتا ہے خدا تمہیں ہر ایک مصیبت سے بچائے اور تمہیں خوش رکھے۔ زیادہ خیریت۔ والسلام

خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان مورخہ ۲۰ فروری ۱۸۰۶ء

حضرت مرزا ایوب بیگ صاحب رضی اللہ عنہ کے نام

تعارفی نوٹ

حضرت مرزا ایوب بیگ صاحب رضی اللہ عنہٗ سلسلہ کے نوجوانوں کیلئے
ایک موثر نمونہ کے نوجوان تھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی محبت میں
وہ گداز تھے اور انکی عملی زندگی قابلِ رشک تھی درجوانی توبہ کردن شیوۂ
پیغمبری کا مفہوم ان کے حسبِ حال تھا انکی سیرۃ بہت کچھ لکھوانا چاہتی تھی
اللہ تعالیٰ نے چاہا تو میں کتاب تعارف میں تفصیل سے لکھنے کا عزم رکھتا ہوں
میری تحقیقات میں وہ اپنے خاندان میں پہلے احمدی تھے گو ان کے برادرِ بزرگ
مخدومی ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب مرحوم و مغفور کہتے تھے کہ میں نے
پہلے بیعت کی ہے لیکن چونکہ ایک دوسرے کو پتہ نہ تھا اس لئے تقدیم
تاخیر کی بحث ہو سکتی ہے بہرحال مرحوم ایوب صادق ایک فرشتہ خصلت
پاک باز نوجوان تھا وہ عین جوانی میں فاضلکا میں فوت ہو گئے اور حضرت
مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب مقبرہ بہشتی اللہ تعالیٰ کی وحی کے
ماتحت قائم فرمایا تو حضرت ایوب صادق کی ہڈیوں کو وہاں سے منگوا کر
مقبرہ میں دفن فرمایا اَللّٰھُمَّ ارْحَمْہُ وَ نَوِّرْ مَرْقَدَہٗ مرحوم مرزا
یعقوب بیگ صاحب ان کی سیرۃ لکھنا چاہتے تھے اور کچھ حصہ میرے
اہتمام میں طبع ہوا تھا پھر وہ رہ گیا اور اختلاف کے بعد بھی ڈاکٹر صاحب نے
الحکم میں ان کے متعلق لکھا۔ اور اس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام
کے مکتوبات گرامی پھر شائع کئے۔ میرا خیال ہے کہ ان کے نام کے اور بھی خطوط

ہونے چاہئیں۔ میں نے عزیز مکرم مرزا مسعود بیگ صاحب کو لاہور لکھا تھا اور انہوں نے وعدہ بھی کیا تھا مگر اس اشاعت تک وہ مکتوبات نہ آسکے اس لئے جو میرے پاس ہے شائع کر دیا جاتا ہے میں اسے ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کے نوٹ کے ساتھ درج کر رہا ہوں اور مزید خطوط مل جانے پر انشاء اللہ آیندہ شائع ہو جائیں گے وباللہ التوفیق۔

(عرفانی کبیر)

سیرت ایوب کا مختصر خاکہ

اس وقت جو میں عزیز مرحوم ایوب بیگ کی سیرت لکھ رہا ہوں میرا وہ خط جو کہ میں نے عزیز مرحوم کی وفات کے بعد میں نے آخر اپریل سنہ ۱۹۰۰ء میں الحکم میں چھپوایا تھا۔ میرے سامنے ہے۔ اس خط میں محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس ولی اللہ کے حالات گویا کہ ایک کوزہ میں بند کیا گیا ہے۔ اس کے پڑھنے سے جو میرے دل کی حالت ہوئی ہے۔ اور جو رقت اس وقت مجھ پر طاری ہے میں بیان نہیں کر سکتا۔ خط کو پڑھتے پڑھتے میں کئی دفعہ سجدہ میں گرا۔ اور مرحوم اور اُس کے والدین ملکہ کل مسلمانوں کے لئے بہت دُعا کی اور اپنے خاتمہ بالخیر کے لئے بھی دعا کی۔ پیشتر اس کے کہ احباب تک مکمل سیرت پہونچے۔ یہ خط بغرض اشاعت ارسال ہے۔ ممکن ہے کہ اہلِ دل کو اس سے فائدہ ہو اور حضرت مسیح موعود کی صداقت اور آپ کی برکاتِ صحبت اس کے لئے مترجم بن سکیں۔ آمین ؎

گوش کن گر اہلِ دل اشنو گر غافلی
شاید کہ نغز اں باغ دیگر چنیں ایام را

دار السلام دلہوزی
۲۴ جولائی سنہ ۱۹۳۵ء

خاکسار:۔ مرزا یعقوب بیگ

مرحوم کی وفات پر خاکسار کا خط

درحقیقت بس است یار یکے
دل یکے جاں یکے نگار یکے
ہر کہ او عاشق یکے باشد
ترک دنیاش اندکے باشد

برادران! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ:۔ آج میرے لئے

نہایت افسوس کا دن ہے کہ میں اپنے اس عزیز اور نہایت ہی پیارے بھائی
کی وفات کا تذکرہ آپ کے سامنے کرتا ہوں۔ جو کہ اپنی جوانی اور علین شباب
کے ایام میں جبکہ وہ نونہال ابھی برگ و بر لانے کے قابل ہوا تھا۔ یک لخت
کاٹا گیا۔ اور ہم سے اِس دنیا میں ہمیشہ کے لیئے دور ہو گیا۔ اور پس ماندگان
کے لیئے داغ مفارقت چھوڑ گیا۔ اور اپنی صرف پچیس سالہ عمر میں سب سے پہلے
دوسرے جہان میں لایا گیا بھائی بھائی تو دنیا میں بہت ہوتے ہیں۔ اور ایک
بھائی کی وفات دوسرے بھائی کے لیئے ایک بڑا بھاری صدمہ ہوتی ہے
مگر اس بھائی مرحوم میں اور مجھ میں جو تعلق محبت اور یگانگت کا تھا۔ میں
دنیا کے برادرانہ رشتوں میں اس کی نظیر نہیں دیکھتا۔ یہ کہنا کچھ مبالغہ نہ ہوگا
کہ ہم میں سے ہر ایک دوسرے کا عاشق و شیدا تھا۔ اور اس قدر دلی لگاؤ
کی صرف ایک ہی وجہ تھی یعنی آج سے آٹھ نو سال پیشتر جب کہ مجھے ابھی
داڑھی کا آغاز بتدریج ہی ہوا تھا۔ اور مرحوم ایوب بیگ مجھ سے بھی خورد
سال تھا۔ خدا تعالیٰ کے خاص فضل اور مہربانی سے اور ہمارے والدین
کے خوش طالع سے آخری وقت کے امام کے قدموں تک ہماری پہونچ ہوئی
اس پیر بزرگ نے عنایت کرم اور کمال مہربانی سے ہم دونوں کو اپنے
بچوں کی طرح کنار عاطفت میں لیا۔ اور ہم کو بھی نہایت تکلف کے ساتھ
اس نور سے بہرہ ور کیا۔ جو اس کے اپنے سینہ میں روشن تھا۔ اور ہم کو بھی
اپنے زمرہ خدام میں شمولیت کا شرف بخشا (ان دونوں پر دو ... خدا تعالیٰ
کی رحمت کی بارش ہوتی رہی۔ اور اس مرسل باغبان کے باغ میں پرورش
پاتے رہے جس کے باغ کو کسی بیرونی آبپاشی کی ضرورت نہیں۔ بلکہ اس کے
اندر ہی اندر ہر ایک درخت کی جڑ کے نیچے نہر چلتی ہے اور اس کو سیراب کرتی ہے

اور اس آلہی پیوند سے اور اس باغبان کی کوشش سے دونوں پودے بڑھے پھولے اور سرسبز ہوئے ان کا رنگ و بو نہایت خوشگوار اور دل و دماغ کو راحت بخشنے والا ہوا۔ دردمند باغبان ان کو جب کبھی دیکھتا نہایت ہی خوش ہوتا۔ یہاں تک کہ قضاء الٰہی سے ایک دن آندھی چلی۔ اور ان دونوں درختوں میں سے چھوٹا پودا اُکھاڑ گیا اور اس آندھی کے اندھیرے میں کوئی اس کو اُٹھا کر لے گیا۔ جب باغبان نے ادھر نظر کی تو اس کو نہ پایا نہایت متردد ہوا۔ اور قریب تھا کہ درد سے آہ نکالے کہ خدا وند ذوالجلال نے آواز دی کہ یہ پودا اب پودوں سے مجھے پسند آیا۔ میں نے اس کو سفلی باغ سے اُٹھا کر علوی باغ میں لگا لیا ہے۔ یہ قبولیت کی خبر سُن کر باغبان کا دل نہایت خوش ہوا اور اس ذرہ نوازی کا شکر بجا لایا۔ وہ تو نہایت خوش قسمت تھا کہ جس کی جڑھ بہشت میں جا لگی جس کو کبھی بھی نقطاع نہ ہوگا۔ اور ابد الآباد تک بڑھے گا اور پھولے گا۔ مگر ابھی دوسرے پودے اور دیگر درختوں کی ہستی معرض خطر میں ہے۔ کہ ان کا کیا انجام ہوگا۔ کہ وہ کھڑے کھڑے ہی سُوکھ جاتے ہیں یا اُن کو بھی اعلٰی طبقات میں ہی جگہ ملتی ہے)۔

اس مبارک پیوند کا نتیجہ یہ ہوا کہ صدق اور راستی سے محبت ہو گئی اور ہر ایک قسم کے جھوٹ اور تاریکی سے نفرت۔ اور دل جو ابھی کسی قسم کے اثرات سے متاثر نہ ہوئے تھے۔ اس نیک صحبت سے فیض یاب ہو گئے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو کہ افضل البشر اور خیر الرسل ہے۔ اور ہر ایک خیر و خوبی کی جڑھ ہے۔ غایت درجہ کا اُنس ہو گیا۔ اور خدا اور کتاب اللہ سے خاص لگاؤ اور محبت ہو گئی۔ اور حضرت مسیح موعود

علیہ السلام کی دعا سے خدا تعالیٰ کے خوف و خشیت نے دل میں جگہ لی۔ ہمارا جسمانی باپ تو ایک تھا ہی۔ روحانی طور پر بھی ہم ایک باپ کے فرزند ہو گئے اور مامور ربانی کی محبت کے تعلق سے تو ایک دوسرے سے کچھ ایسا لگاؤ تھا کہ میں سمجھتا تھا کہ ہم دونوں بھائی ایک دوسرے کیلئے ایک جان اور دو قالب تھے۔

مرحوم کی وفات

جب کہ میرے اور اس عزیز کے ایسے تعلقات تھے تو ایسے آرام قلب اور راحت جان شفیق کے گذر جانے سے ممکن تھا کہ عام دنیا داروں کی طرح میں بھی اندوہ غم و کرب میں مبتلا ہو کر فراق میں ہلاک ہو جاتا مگر تسلی دینے والی ایک ہی بات تھی کہ اس عزیز کا خاتمہ بخیر ہوا۔ جو کہ اس امام زماں کے ایک خواب سے قریب چھ ماہ پیشتر معلوم ہو چکا تھا

اسم با مسمّٰی ایوبؑ یہ سعید نوجوان اپنے رشد اور نیک بختی اور طہارت میں اسلام کے اس برگزیدہ سلسلہ میں ایک نمونہ تھا اور جو صبر اور استقلال اس نے اپنی ڈیڑھ سال سے زیادہ عرصہ کی بیماری میں دکھایا۔ اس کی اس زمانہ میں بہت کم نظیر ملتی ہے۔ یعنی اس تمام عرصہ میں ایک لحظہ بھر کے لئے بھی اس کے ایمان اور استقلال کو جنبش نہیں آئی۔ اور وہ اخیر وقت تک اس بیماری میں بھی اللہ تعالیٰ کی رضامندی پر تسلیم کرتا جیسے کہ کوئی دنیادار کسی دنیاوی نعمت پانے پر خوشی اور انبساط سے شکر کا لفظ منھ پر لاتا ہے۔ تمام بیماری میں اس اسم با مسمّٰی ایوب نے اُف تک نہ کی اور آخری سانس تک بیماری کے دُکھ سے اس کی آنکھ میں آنسو نہ آیا۔

اور ایسی سخت بیماری کے ان ڈیڑھ سال کے عرصہ میں اس کی نیند کا بہت سا حصہ جاگتے ہوئے گذر رہا تھا اور کئی کئی راتیں اس نے اپنی آنکھوں میں گزاری تھیں اس نے کبھی ناشکری نہیں کی۔ اور نہ کبھی کوئی لفظ مایوسی کا مُنھ سے نکالا۔ میں نے اس کو ساری ساری رات کھانستے سُنا۔ اور بے آرامی میں دیکھتا تھا مگر جب کبھی میں پوچھتا کہ بھائی کیا حالت ہے۔ تو جواب دیتا۔ کہ الحمد للہ اب بہت اچھا ہوں۔ اس بیماری کی حالت میں بھی اس نے کوئی نماز قضا نہ کی۔

کامل الایمان

میں طبیب ہوں۔ میں نے ہزارہا بیمار دیکھے ہیں بیماری سے اکثر انسان ہراساں ہو جاتا ہے۔ اور متعلقین و تیمارداروں کو بیمار کو تسلی و تشفی دینی پڑتی ہے مگر میں نے اُسے ایسا تسلی یافتہ بیمار پایا کہ ہمیشہ اپنے لواحقین و متعلقین کو تسلی دیتا اور اُس کی نازک حالت کو دیکھ کر اگر کوئی رشتہ دار اپنی آنکھوں سے آنسو بہاتا۔ تو وہ بڑے مضبوط دل اور واثق یقین سے اُس کو تسلی دیتا۔ اور کہتا کہ خدا کے فضل سے مایوس نہ ہو میں تو اُس کی رحمت سے نا اُمید نہیں ہوں۔ تم کیوں پریشان ہوتے ہو۔

حضرت مسیح موعودؑ سے عشق و محبت

وہ اعلیٰ درجہ کے اخلاص اور ایمان کا نمونہ تھا۔ حضرت مسیح موعود کو جس سے اُس کو یہ دولت ملی تھی آخر وقت تک ہمیشہ یاد کرتا رہا۔ اور اُس کی اخیر ایام بڑی بھاری یہی آرزو تھی کہ حضرت مسیح موعودؑ کی آخری قدمبوسی سے مشرف ہو۔ اور مرنے کے وقت کلمۂ شہادت کل لوازمات ایمان کا اپنی زبان سے اقرار کرنے کے بعد اُس نے کہا کہ میرا حضرت مسیح موعود امام آخرالزماں پر ایمان ہے۔ بس یہی اُس کے آخری کلمات تھے۔ اس کے بعد زبان بند ہو گئی۔ اور حضرت مسیح موعودؑ کا خط

جن کا کہ وہ کامل درجہ عشق رکھتا تھا۔ اُس کی عین نزع کی حالت میں پہنچا۔ وہ خط اس وقت اس عزیز کو جو خدا تعالیٰ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے بالکل تیار بیٹھا تھا سنایا گیا اور وہ اس پیارے امام کے مبارک ہاتھوں کی تحریر جس کو وہ چومنے اور آنکھوں سے لگانے کی نہایت آرزو رکھتا تھا۔ اس کے مُنہ اور آنکھوں سے لگا کر اس کے سینے پر رکھدی گئی۔ اس کے بعد معاً وہ پاک رُوح ہمارے پاس سے پرواز ہوگئی۔ گویا کہ اس کو صرف اس خط کی انتظار تھی۔

یہ ایک شخص تھا جو اولیاء اللہ کے صفات اپنے اندر رکھتا تھا۔ اور اس کی زندگی انبیاء کے طریق پر تھی۔ مروجہ علوم میں اس نے بی اے تک تعلیم پائی تھی۔ مگر دین اور خدا شناسی میں وہ اس بیس سالہ عمر میں اس مرتبہ کو پہنچ گیا تھا۔ کہ کروڑ ہا مخلوقات کو وہ معرفت پیری میں بھی نصیب نہیں ہوتی۔ اور اس جہان میں ہی اس کا تعلق اُس جہان سے نزدیک تر ہوگیا تھا۔ اور اُس کا دل اللہ تعالیٰ کی محبت سے ایسا پُر تھا کہ وہ سارا ہی اُس کا ہوگیا تھا۔ اس لئے اس رب السمٰوات والارض نے اُس کو اپنے ہی پاس بلا لیا اور یہ سب فضل اور برکت اور حسنِ خاتمت اس امام مسیح موعود کے انفاس طیبات اور محبت اور دُعا کا نتیجہ تھا۔ میں دُعا کرتا ہوں کہ ہم میں سے ہر ایک فرد اس مسیح موعود کا ایسا ہی سچا خادم اور جاں نثار ثابت ہو جیسا کہ ہمارا بھائی مغفور مرحوم ایوب تھا۔ خدا کرے کہ ہم میں سے ہر ایک کا ایسا ہی اچھا خاتمہ ہو جیسا کہ اس عزیز کا ہوا (آمین)

اس عزیز نوجوان کی صلاحیت اور تقویٰ کی وجہ سے حضرت اقدس کو بھی اس سے غایت درجہ کی محبت اور پیار تھا۔ جو کہ حضرت مسیح موعودؑ کے اپنے ہاتھ کے لکھے ہوئے دو گرامی ناموں سے ظاہر ہوگا جو ذیل میں درج ہیں۔ اوّل وہ خط

ہے۔جس کا میں پہلے ذکر کر آیا ہوں۔ وہ آن عزیز کے دام واپسیں پر ملا۔ اور دوسرا اس مخبر صادق کی طرف سے تعزیت نامہ ہے۔

مجھے اپنے منصبی فرائض اتنے ہیں کہ فرصت نہیں رکھتا کہ میں سب احباب کی طرف اس عزیز کی وفات کے متعلق حالات لکھ سکوں۔ اس لئے میں نے مختصر طور پر یہ عریضہ آپ صاحبان کی طرف لکھا ہے تاکہ جہاں جہاں کہ آپ ہوں اس واقعہ ناگزیری کی خبر ہو اور آپ سب صاحبان اس مرحوم ومغفور کے لئے اگلے جہاں میں ترقی مدارج ومغفرت کی دعا کریں۔

وہ عزیز اس تمام جماعت کا پیارا تھا۔ اور ہر ایک کی محبت اس کے دل میں تھی اس مرحوم متقی نوجوان کا آپ سب صاحبان کو آخری سلام پہنچے۔

اس عزیز نے عمر تو تھوڑی پائی۔ مگر اس کی صلاحیت اور تقوی کا قصہ لمبا ہے۔ اور میں چاہتا ہوں کہ اس کو ایک کتاب کی صورت میں پیش کردوں۔ شاید ہے کہ اس نوجوان کی پاک مثال سے کوئی دل متاثر ہو جاوے۔ اور اس نور کے چشمہ کی طرف ہمہ تن رجوع کرے۔ جو اس آخری زمانہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حوض کوثر سے نکلا ہے۔ تاکہ اس کا ایک گھونٹ اندر کے خفیہ در خفیہ معاصی کی آگ بجھانے کا کام دے۔ اور ایمان کا پودا اس سے نشوونما پا جائے اور یہ اسکی نجات کا موجب ہو جائے۔

اس کی زندگی اور موت تو نمونہ تھی ہی۔ اس کی وفات کے بعد کے حالات بھی عجیب ہیں۔ جو کہ کئی متقی اور صالح لوگوں نے کثرت سے اس کو اولیاء اللہ اور انبیاء کی مجلس میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مصاحبت میں جنت کے نعما کھاتے اور خوش وخرم پھرتے عالم رویا میں دیکھا ہے۔

میں سچ کہتا ہوں اور خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر سچ کہتا ہوں۔ کیونکہ مجھے

کوئی بات جھوٹ کہنے پر مجبور نہیں کرتی اگر دین کی ترقی چاہتے ہو اور اس خاتم الانبیاء کے پیارے بننا چاہتے ہو۔ اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک کوئی عزت حاصل کرنی چاہتے ہو۔ تو اس مسیح موعود کا دامن پکڑو جو کہ اس آخری زمانہ کا امام ہے۔ اور اگر دنیا میں عزت اور آسودگی اور کشائش رزق چاہتے تو بھی اس مسیح موعود کے آگے سرِ تسلیم خم کرو۔ کیونکہ یہ سچی اطاعت کی راہ بتلاتا ہے اور یہ سکھاتا ہے کہ اپنے فرض منصبی کو پورا کرنا کس قدر ضروری ہے۔

والسلام۔ (مرزا یعقوب بیگ ایل ایم۔ ایس اسسٹنٹ سرجن

از نافضلکا

مرقومہ آخری اپریل ۱۹۰۵ء

سیرتِ ایوب

۱۹۸

خط حضرت مسیح موعود علیہ السلام نمبر (۱)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

محبی عزیزی مرزا ایوب بیگ صاحب و محبی عزیزی مرزا یعقوب بیگ صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ اس وقت جو میں درد سر اور موسمی ہیضے یکدفعہ سخت بیمار ہو گیا ہوں۔ مجھ کو تار ملی جس قدر میں عزیزی مرزا ایوب بیگ کی دعا میں مشغول ہوں۔ لیکن کا علم تو خدا تعالیٰ کو ہے۔ خدا تعالیٰ کی رحمت سے ہرگز ناامید نہیں ہونا چاہئے۔ میں تو سخت بیماری میں بھی آنے سے فرق نہ کرتا لیکن میں تکلیف کی حالت میں ایسے عزیز کو دیکھ نہیں سکتا۔ میرا دل جلد صدمہ

قبول کرتا ہے یہی چاہتا ہوں کہ تندرستی اور صحت میں دیکھوں۔ جہاں تک انسانی طاقت ہے۔ اب میں اس سے زیادہ کوشش کروں گا۔ مجھے پاس اور نزدیک سمجھیں نہ دور۔ میرے پاس وہ الفاظ نہیں۔ جن سے میں اس درد کو بیان کروں۔ خدا تعالیٰ کی رحمت سے ہرگز نا اُمید مت ہو۔ خدا بڑے کرم اور فضل کا مالک ہے اس کی قدرت اور فضل اور رحمت سے کیا دور ہے کہ عزیزی ایوب بیگ کو تندرست جلد تر دیکھوں۔ اس علالت کے وقت جو تار مجھ کو ملی میں ایسا سراسیمہ ہوں کہ قلم ہاتھ سے چلی جاتی ہے۔ میرے گھر میں بھی ایوب بیگ کے لئے سخت بیقرار ہیں اس وقت میں ان کو بھی اس تار کی خبر نہیں دے سکتا۔ کیونکہ کل سے وہ بھی تپ میں مبتلا ہیں۔ اور ایک عارضہ حلق میں ہو گیا ہے۔ مشکل سے اندر کچھ جاتا ہے۔ اس کے جوش سے تپ بھی ہو گیا ہے۔ وہ نیچے پڑے ہوئے ہیں اور میں اوپر کے دالان میں ہوں میری حالت تحریر کے لائق نہ تھی۔ لیکن تار کے دردانگیز اثر نے مجھے اسوقت اُٹھا کر بٹھا دیا آپ کا اس میں کیا حرج ہے کہ اس کی ہر روز مجھ کو اطلاع دیں معلوم نہیں جو میں نے ابھی ایک بوتل میں دوا روانہ کی تھی وہ پہنچی یا نہیں۔ ریل کی معرفت روانہ کی گئی تھی۔ معلوم نہیں مالش ہر روز ہوتی ہے یا نہیں آپ ذرہ ذرہ حال سے مجھے اطلاع دیں۔ اور خدا بہت قادر ہے تسلی دیتے رہیں۔ چوزہ کا شوربہ یعنی بچے خورد کا ہر روز دیا کریں معلوم ہوتا ہے کہ دستوں کی وجہ یہ ہے کہ کمزوری نہایت درجہ تک پہنچ گئی ہے۔ والسلام۔

۲۵ر اپریل سنہ ۱۹۰۶ء۔

نوٹ:۔ یہ وہی خط ہے جس کا ذکر خاکسار نے اپنے خط مورخہ آخر اپریل سنہ ۱۹۰۶ء میں کیا ہے۔ جو کہ مرحوم کے عین نزاع کے وقت پہنچا۔ اور عین اس آخری وقت یعنی حالت نزع میں موصول ہوا۔ یہ خط مرحوم کو اُس وقت پڑھ کے سنایا گیا

اور اس کی آنکھوں اور ہونٹوں سے لگایا گیا اس کے معاً بعد اس کی روح جان بحق تسلیم ہوئی۔ گویا کہ اسی خط کی اُسے انتظار تھی۔ اور پھر رفیق اعلیٰ سے جا ملی اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ (مرزا یعقوب بیگ ڈاہوری ۱۸۹۰ء جولائی)

خط حضرت مسیح موعود علیہ السلام نمبر (۱۹۹/۲)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

محبی عزیزی مرزا یعقوب بیگ صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا وہ نامہ حسن کا چند روز سے ہر وقت اندیشہ تھا آخر کل عصر کے بعد پہنچا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ عزیزی مرزا ایوب بیگ جیسا سعید لڑکا جو سراسر نیک بختی اور محبت و اخلاص سے پُر تھا۔ اس کی جدائی سے مجھی بہت صدمہ اور دکھ پہنچا۔ اللہ تعالیٰ مغفرت اور اس کے سب عزیزوں کو صبر عطا کرے۔ اور اس مصیبت کا اجر بخشے۔ (آمین ثم آمین)

اس مرحوم کے والد ضعیف کمزور کا کیا حال ہوگا اور اس کی بیوہ عاجزہ پر کیا گزرا ہوگا۔ ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ سب کو اس صدمہ کے بعد صبر عطا فرمائے ایک جوان صالح نیک بخت جو اولیاء اللہ کی صفات اپنے اندر رکھتا تھا اور ایک پودہ نشو نما یافتہ جو اب اُمید کے وقت پر پہنچ گیا تھا یک دفعہ اس کا کاٹا جانا اور دنیا سے ناپدید ہو جانا سخت صدمہ ہے۔ اللہ جل شانہٗ سوختہ دلوں پر رحم کی بارش کرے۔ اسی خط کے وقت جو ایوب بیگ مرحوم کی طرف میری توجہ تھی کہ وہ کیونکر جلد ہماری آنکھوں سے ناپدید ہو گیا۔ اور تمام تعلقات کو خواب و خیال کر گیا۔ کہ یکدفعہ الہام ہوا۔

"مبارک وہ آدمی جو اس دروازے کی راہ داخل ہوں"

یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ عزیزی ایوب بیگ کی موت نہایت نیک طور پر ہوئی ہے۔ اور خوش نصیب وہ ہے جس کی ایسی موت ہو۔ ایک دفعہ عزیز مرحوم کی زندگی میں بکثرت اس کی شفا کے لئے دعا کی۔ تب خواب میں دیکھا کہ ایک سڑک ہے گویا وہ چاند کے ٹکڑے اکٹھے کر کے بنائی گئی ہے۔ اور ایک شخص ایوب بیگ کو اس سڑک پر لیجا رہا ہے۔ اور وہ سڑک آسمان کی طرف جاتی ہے اور نہایت خوش اور چمکیلی سڑک ہے۔ گویا زمین پر چاند بچھایا گیا ہے۔

میں نے یہ خواب اپنی جماعت میں بیان کی اور تکلف کے طور پر یہ سمجھا کہ یہ صحت کی طرف اشارہ ہے۔ لیکن دل نہیں مانتا تھا کہ اس خواب کی تعبیر صحت ہو سو اب اس خواب کی تعبیر ظہور میں آئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

میری طرف سے اپنے والد صاحب کو بھی عزا پرسی کا پیغام پہنچا دیں۔ خدا تعالیٰ نے جو چاہا ہو گیا۔ اب صبر و رضاء درکار ہے۔ رب اغفر وارحم وانت خیر الراحمین۔ والسلام۔

نوٹ:۔ یہ حضرت مسیح موعودؑ کا تعزیت نامہ ہے جو کہ مرحوم کی وفات کے بعد موصول ہوا۔ اللہ تعالیٰ اسے غریق رحمت کرے (آمین)۔

مرزا یعقوب بیگ ڈلہوزی ۲۸/۷/۳۵

حضرت نواب محمد علیخان صاحب کے نام

مکتوب نمبر (۲۰)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم۔ محبّی عزیزی اخویم نواب صاحب سلمہٗ تعالیٰ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ عنایت نامہ پہنچا اللہ تعالیٰ آپ کو صبر اور استقامت بخشے اور اس مصیبت کا اجر عطا فرمائے۔ دنیا کی بلائیں ہمیشہ ناگہانی ہوتی ہیں۔ یہ نہایت ضروری ہے کہ جہاں تک جلد ممکن ہو آپ دوسری شادی کی تجویز کریں۔ میں ڈرتا ہوں کہ آپ کو اس صدمہ سے دل پر کوئی حادثہ نہ پہنچے۔ جہاں تک ممکن ہو کثرت غم سے پرہیز کریں۔ دنیا کی یہی رسم ہے۔ **نبیوں اور رسولوں کے ساتھ یہی ہوتی آئی ہے۔**

خدا اپنے پیارے بندوں کو امتحان میں ڈالتا ہے اللہ تعالیٰ جس سے پیار کرتا ہے اُسے کسی امتحان میں ڈالتا ہے اور جب وہ اپنے امتحان میں پورا نکلتا ہے تو اس کو دنیا اور آخرت میں اجر دیا جاتا ہے۔

نواب صاحب کی نسبت الہام ایک امر آپ کو اطلاع دینے لائق ہے کہ آج جو پیر کا دن ہے اس میں غالباً تین بجے کے قریب آپ کی نسبت مجھے الہام ہوا۔ اور وہ یہ ہے۔ **فبای عزیز بعدہٗ تعلمون**۔ یہ اللہ جلشانہٗ کا کلام ہے۔ وہ آپ کو مخاطب کر کے کہتا ہے۔ کہ اس حادثہ کے بعد اور کونسا بڑا حادثہ ہے جس سے تم عبرت پکڑو گے اور دنیا کی بے ثباتی کا تمہیں علم ہوگا۔

میاں بیوی کا رشتہ سب سے نرالا ہوتا ہے درحقیقت اگرچہ بیٹے بھی

پیارے ہوتے ہیں۔ بھائی اور بہنیں بھی عزیز ہوتی ہیں لیکن میاں بیوی کا علاقہ
ایک الگ علاقہ ہے جس کے درمیان اسرار ہوتے ہیں۔ میاں بیوی ایک ہی بدن
اور ایک ہی وجود ہو جاتے ہیں ان کو صدہا مرتبہ اتفاق ہوتا ہے کہ وہ ایک ہی
جگہ سوتے ہیں وہ ایک دوسرے کا عضو ہو جاتے ہیں۔ بسا اوقات ان میں
ایک عشق کی سی محبت پیدا ہو جاتی ہے اس محبت اور باہم انس پکڑنے کے
زمانہ کو یاد کر کے کون دل ہے جو بیتاب نہیں ہو سکتا۔ یہی وہ تعلق ہے جو چند
ہفتہ باہر رہ کر آخر فی الفور یاد آتا ہے۔ اسی تعلق کا خدا نے بار بار ذکر کیا ہے
کہ باہم محبت اور انس پکڑنے کا یہی تعلق ہے۔ بسا اوقات اس تعلق کی برکت
سے دنیوی تلخیاں فراموش ہو جاتی ہیں۔ یہاں تک کہ انبیاء علیہم السلام بھی اس
تعلق کے محتاج تھے۔ جب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم بہت ہی غمگین ہوتے
تھے تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی ران پر ہاتھ مارتے تھے اور فرماتے
تھے کہ ارحنا یا عائشہ یعنی اے عائشہ ہمیں خوش کر کہ ہم اس وقت غمگین ہیں۔
اس سے ثابت ہے کہ اپنی پیاری بیوی۔ پیارا رفیق اور انیس عزیز ہے جو اولاد
کی ہمدردی میں شریک غالب اور غم کو دور کرنے والی اور خانہ داری کے
معاملات کی متولی ہوتی ہے۔ جب وہ ایک دفعہ دنیا سے گذر جاتی ہے تو کیسا
ہے اور کیسی تنہائی کی تاریکی چاروں طرف نظر آتی ہے گھر ڈراتا معلوم
ہوتا ہے اور دل ٹکڑے ٹکڑے ہوتا ہے۔ اس الہام میں خدا تعالیٰ نے یہی
یاد دلایا ہے کہ اس صدمہ سے دین میں قدم آگے رکھو۔ نماز کے پابند اور سچے مسلمان ہو
اگر ہو لیا کرو گے تو خدا جلد اس کا عوض دے گا اور غم کو بھلا دے گا۔ وہ ہر ایک
بات پر قادر ہے یہ الہام تھا اور پیغام تھا اس کے بعد آپ ایک تازہ نمونہ دینداری کا دکھلائیں
خدا پر حق ہی ایمان کے حکم پر حق تقویٰ سے غموں کو دور کر دیتا ہے والسلام (خاکسار مرزا غلام احمد قادیانی) ۱۸۹۹

احباب بمبئی کے نام

حضرت سیٹھ اسماعیل آدم سلمہ اللہ تعالیٰ کے نام

تعارفی نوٹ

بمبئی کو اپنی تجارتی اور سیاسی حیثیت سے جو اہمیت حاصل ہے وہ ظاہر ہے
بمبئی گویا باب عالم ہے جن کو بمبئی کو دیکھنے کا کبھی موقع ملا ہے وہ وہاں کی
معروف زندگی کو دیکھ کر یہ خیال نہیں کر سکتا کہ یہاں کے بسنے والوں
مذہب کے متعلق سوچنے کا بھی وقت مل سکتا ہے۔ بمبئی ایک بین الاقوامی شہر بن گیا
ہے ہندوستان کے اس سب سے بڑے شہر میں احمدیت کی بنیاد ۱۹۲ [illegible] میں
رکھی گئی۔ اور سب سے پہلے بابا زین الدین ابراہیم جو ایک [illegible] کریڈیٹل میں انجینئر تھے

سلسلۂ احمدیہ میں داخل ہوئے اس وقت ہمارے محترم بھائی سیٹھ اسماعیل آدم مد و شباب میں تھے وہ ایک معزز میمن خاندان کے فرد تھے اسی قبیلہ کے جس کے ایک فرد حضرت سیٹھ عبدالرحمٰن صاحب مدراسی رضی اللہ عنہ تھے اسی زمانہ کا اسماعیل آدم اپنی قوم کے نوجوانوں میں ایک ہونہار اور علمی مذاق کا نوجوان تھا مذہب کی اہمیت مقبولیت کے رنگ میں گو سمجھتا تھا مگر مذہب کی عملی روح اس زمانہ کے تاجر نوجوانوں کی طرح نہ تھی۔ ہاں علمی مذاق تھا۔ اخبار بینی اور اخبار نویسی کا بھی مذاق تھا یہی مذاق انہیں احمدیت کے لئے رہنمائی کرنے والا ہوا۔ ۱۸۹۶-۹۵ء کے قریب ان کے اندر حق پرستی اور حق جوئی کی فطرتی چنگاری سُلگ اُٹھی اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق اخبار اذکار نے ان کو تحقیق حق کی طرف متوجہ کیا اس کے متعلق مفصل حالات ان کے تذکرہ میں آئیں گے انہوں نے اپنے پیر صاحب العلم (جھنڈے والا پیر) سے ایک حلفی بیان چاہا اور فارسی زبان میں ایک خط لکھا جس کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

"ہم تو دنیا دار ہیں۔ اور روحانی آنکھوں سے اندھے ہیں اور آپ لاکھوں انسانوں کے پیشوا اور رہنما ہیں۔ صاحب بصیرت ہیں لہذا آپ حلفاً جواب دیں۔ کہ میرزا غلام احمد صاحب قادیانی مدعی مہدویت و مسیحیت اپنے دعویٰ میں صادق ہیں یا کاذب۔ اگر آپ نے کوئی جواب نہ دیا۔ اور وہ (مرزا صاحب) سچے ہوئے۔ اور ہم ہدایت سے محروم ہو گئے۔ تو آپ خدا تعالیٰ کے نزدیک اس کے ذمہ دار ہیں۔ اور اگر وہ جھوٹے ہیں اور ہم نے نادانی سے ان کو مان لیا۔ تو ہماری گمراہی کا وبال سب آپ کے سر پر ہے۔"

اس کا جواب حضرت پیر سائیں جھنڈے والے صاحب نے جو لکھا وہ بھی درج ذیل ہے:۔

شہادت اوّل:۔ ہمارے سلسلہ کا دستور ہے کہ مابین نماز مغرب و عشاء ہم اپنے مریدوں کے ساتھ حلقہ کرکے ذکر اللہ کیا کرتے ہیں ایک روز حلقہ میں بحالت کشف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہم نے دیکھا۔ تو ہم نے آپ سے سوال کیا۔ کہ یا حضرت یہ شخص مرزا غلام احمد کون ہے؟ تو آپ نے جواب دیا۔

"از ماست"

یعنی مرزا غلام احمد تو ہماری طرف سے ہے۔

شہادت دوم:۔ "ہمارے خاندان کا وطیرہ ہے کہ بعد نماز عشاء ہم کسی سے کلام نہیں کرتے۔ اور سو جاتے ہیں یہی سنت رسول ہے ایک دن خواب میں ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ تو ہم نے سوال کیا۔ کہ حضور مولویوں نے اس شخص (حضرت مسیح موعود) پر کفر کے فتوے لگا دئے ہیں اور اس کو جھٹلاتے ہیں۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا۔

"در عشق ما دیوانہ شدہ است"

یعنی مرزا غلام احمد تو ہمارے عشق اور محبت میں دیوانہ ہے۔

شہادت سوم:۔ "ہمارا سلسلہ اور خاندان تہجد گذار ہے اس لئے ہم روزانہ رات کو تین بجے کے بعد اٹھتے ہیں۔ اور بعد نماز تہجد کروٹ لیٹ رہتے ہیں اور ابھی وضو سے صبح کی نماز پڑھتے ہیں۔ اور یہ بھی سنت رسول صلعم ہے ایک دن اسی کروٹ لیٹنے کی حالت میں کچھ غنودگی طاری ہوئی۔ اور آنحضرت صلعم تشریف فرما ہوئے۔ سو وقت

ہماری حالت نیند اور بیداری کے درمیان تھی۔ تو ہم نے آپکا دامن پکڑ لیا اور عرض کی۔ یا رسول اللہ اب تو سارا ہندوستان چھوڑ عرب کے علماء نے بھی کفر کے فتوے دیدیے۔ تو آپنے بڑے جلال میں تین بار دوہرا کر فرمایا۔

"ھو صادق ھو صادق ھو صادق"

یعنی مرزا غلام احمدؑ تو سچے ہیں۔ مرزا غلام احمدؑ تو سچے ہیں۔ مرزا غلام احمدؑ تو سچے ہیں۔

یہ جواب "پیر سائیں جھنڈے والے" صاحب نے جناب سیٹھ اسمٰعیل آدم صاحب آف بمبئی کے پاس یہ لکھ کر کہ

"یہ ہے سچی گواہی جو ہمارے پاس ہے۔ ہم آپ کی قسم سے سبکدوش ہو گئے۔ ماننا نہ ماننا آپ کا کام ہے۔" (راقم رشید الدین پیر صاحب العلم)

بھیج دیا۔

یہ جواب پہنچنا تھا۔ کہ سیٹھ اسمٰعیل صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کر لی۔ اور آپ کے حلقۂ اطاعت میں داخل ہو گئے۔

سلسلہ بیعت میں داخل ہونے کے بعد کل کا اسماعیل بالکل بدل گیا اور حقیقی معنوں میں ابدال ہو گیا قابلیت موجود تھی اخلاص تھا اس سلسلہ میں آکر ترقی کرتا چلا گیا۔ اور وہ بمبئی کے سلسلہ کا آدم قرار پایا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عاشقانہ رنگ میں اخلاص ہے اور سلسلہ کی خدمت میں انہوں نے بڑی بڑی قربانیاں کی ہیں اُن کی تفصیل کتاب تعارف میں آئے گی۔ خلافت ثانیہ کی اوّل ہی بیعت کر لی مگر بعد میں شیخ رحمت اللہ صاحب مرحوم اور دوسرے لاہوری احباب کے اثر میں لاہور سے تعلق رہا مگر قادیان

سے قطع تعلق کیا نہ **فسخ بیعت** بالآخر اللہ تعالیٰ نے توفیق بخشی کہ اصل مرکز سے کامل طور پر وابستہ ہوگئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی سیٹھ صاحب سے بڑی محبت تھی اور اس محبت کے اظہار کو خاکسار عرفانی نے بارہا دیکھا۔ ۱۸۹۴ء سے مجھے شرف ملاقات نصیب ہوا اور اس تعلق مودت و اخوت میں ہر نئے دن نے ترقی بخشی اب ہم دونوں ستر سے اوپر جا رہے ہیں۔ اور خدا کا شکر ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام میں ہو کر ایک ہی باپ کے بیٹے ہیں۔ ذیل کے خطوط انہیں کے نام ہیں اور حضرت سیٹھ صاحب اب کاروباری سلسلہ سے ریٹائر ہو کر سلسلہ کے کاموں میں مصروف ہیں اور جماعت احمدیہ بمبئی کے امیر ہیں اللہ تعالیٰ ان کو خدمت سلسلہ کے لئے تا دیر سلامت رکھے آمین

(خاکسار عرفانی کبیر)

مکتوبات

۹ر جنوری ۱۹۰۲ء

مکتوب ۲۰۱ / ۱

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ آپ کا عنایت نامہ پہونچا اور نیز مبلغ دس روپیہ عہ کا نوٹ پہونچا خدا تعالیٰ آپکی ترددات دور فرماوے اور تقوی الیمان عطا کرے آمین۔ اللہ تعالیٰ بہت کریم و رحیم ہے۔ وہ بہت کریم و رحیم ہے۔ اللہ تعالیٰ زیادہ فضل و کرم کرتا ہے دنیا میں انسانوں کو تھوڑی سی تکلیف دیکر رحمتوں کا دروازہ کھول دیتا ہے۔ اس پر توکل رہنا چاہیئے۔ اور میں نے بھی آپ کے لئے دعا کی ہے خدا تعالیٰ قبول فرماوے آمین۔ باقی سب طرح سے خیریت

رہے۔ والسلام (خاکسار مرزا غلام احمدؐ)

مکتوب نمبر (۲۰۲)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

محبی اخویم السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ:۔

آج کی ڈاک میں مبلغ پندرہ روپے مرسلہ آپ کے مجھ کو عین اسوقت پہنچے جب کہ سالانہ جلسہ آخری سال میں ضرورت تھی۔ خدا تعالیٰ آپ کو ان تمام خدمات کی جزائے خیر بخشے آمین باقی بفضلہ تعالیٰ ہر طرح سے خیریت ہے۔ گاہے گاہے اپنی خیریت سے مطلع فرماتے رہیں۔ والسلام

۲۵ دسمبر ۱۹۰۶ء (خاکسار مرزا غلام احمدؐ)

مکتوب نمبر (۲۰۳)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

محبی اخویم السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ:۔ آپ کا عنایت نامہ پہونچا میں نے پہلے خط کا جواب بھیج دیا تھا۔ شاید ڈاک میں گم ہو گیا ہو میں انشاء اللہ دعا کروں گا۔ پہلے بھی دعا کی تھی۔ منی آرڈر نہیں پہونچا غالباً کل تک پہنچ جائے گا باقی بفضلہ تعالیٰ سب طرح سے خیریت ہے۔ والسلام۔

(خاکسار مرزا غلام احمدؐ قادیان) ۳ اگست ۱۹۰۷ء

مکتوب نمبر (۲۰۴) ۲۲ دسمبر ۱۹۰۷ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم:۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ:۔ آپ کے پارچہ جات کا پارسل پہونچا۔ جزاکم اللہ خیرا آمین افسوس تمام پارچہ جات جو تقسیم

کرنے کے لایق تھے غرباء مستحقین کو تقسیم کر دے۔ خدا تعالیٰ آپ کو جزائے
خیر دے آمین اور جو خاص ہمارے گھر کے لئے آپ کا تحفہ تھا اُس کا
میں شکریہ ادا کرتا ہوں اور دُعا کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ آپ کو اس کا
بدلہ دے آمین :۔ باقی بفضلِ تعالیٰ تا دم حال سب طرح سے خیریت
ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو بھی مع اہل و عیال خیریت اور امن اور اماں
سے رکھے اور بلاؤں سے بچا دے آمین ثم آمین والسلام۔

خاکسار مرزا غلام احمد عنہ تعالیٰ از قادیان

مکتوب ـــــــ نمبر (۲۰۵/۵)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم :۔

محبی عزیزی اخویم سیٹھ اسماعیل آدم صاحب :۔ السلام علیکم
ورحمۃ اللہ وبرکاتہ :۔ آپ کا محبت اور اخلاص کا نمونہ جو آپ نے
برخوردار محمود اور بشیر کی شادی کی تقریب پر بھیجا ہے۔ یعنی ایک
ٹوپی اور ایک اوڑھنی پہنچ گیا۔ میں آپ کا اس محبانہ تحفہ کا شکر کرتا
ہوں اور آپ کے حق میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو دین اور
دُنیا میں اس کا اجر بخشے آمین۔ باقی خیریت ہے۔ والسلام۔

۳ر اکتوبر ۱۹۰۷ء (خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہ)

مکتوب ـــــــ (۲۰۶/۶) ۲۱ر اکتوبر ۱۹۰۷ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ :۔ آپ کا اخلاص نامہ مع
نوٹ مبلغ دس روپے پہنچا جزاکم اللہ خیرا :۔ خدا تعالیٰ یہ نئی شادی
آپ کے لئے مبارک کرے اور اس میں آپ کا صدمہ اور غم بھلا دے آمین

بفضلہ تعالیٰ سب طرح خیریت ہے میں یہ خط بمبئی میں بھیجتا ہوں امید ہے
انشاء اللہ العزیز اس خط کے پہنچنے تک آپ بخیر و عافیت بمبئی میں
پہنچ گئے ہوں گے خدا تعالیٰ آفات سے محفوظ رکھے والسلام۔
خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان۔

مکتوب نمبر (۲۰۷/ے) ۱ر دسمبر ۱۹۰۷ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم
محبی اخویم السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ آج کی تاریخ آپ کا
محبت نامہ مع مبلغ دس روپیہ مجھ کو ملا خدا تعالیٰ آپ کو ان تمام
نعمتوں کی جزائے خیر بخشے آمین۔ اس طرف بھی قحط پڑ گیا ہے یہ تمام
انسانوں کی شامت اعمال ہیں آگے طاعون کے دن بھی قریب آتے
جاتے ہیں معلوم نہیں کیا ہونے والا ہے ایک پیشگوئی میں خدا تعالیٰ نے
فرمایا ہے کہ آئندہ ایک سخت طاعون ہونے والا ہے معلوم نہیں کہ اس
سال یا آئندہ سال اسی طرح ہمیشہ خیر و عافیت سے مطلع فرماتے رہیں
والسلام۔ (مرزا غلام احمد)

مکتوب نمبر (۲۰۸/ے ۸)

حضرت اقدس:۔
السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ:۔
سیٹھ اسمٰعیل آدم کا لڑکا پلیگ سے بیمار ہے انہوں نے دعا
کے واسطے لکھا ہے۔ (محمد صادق)
السلام علیکم:۔ میرے نام بھی کل خط آیا تھا اور نیز دس روپیہ
آئے لکھے کہ اب بہ نسبت سابق اچھا ہے اور کل تار آئی تھی۔ میری طرف

آپ خط لکھدیں کیونکہ میں اسوقت بیمار ہوں اور خط میں لکھدیں کہ تار پہونچ گئی تھی دُعا کی گئی تھی اور اب خط بھی پہونچ گیا اور دس روپیہ بھی پہونچ گئے ہیں دعا کی جاتی ہے جلد اور والیسی صحت سے اطلاع بخشیں یہی خط میری طرف سے ڈاک میں روانہ کردیں اپنے ہاتھ سے لکھدیں اور میری طرف سے لکھدیں کہ آج بخار ہے میں خود نہیں لکھ سکتا۔ والسلام۔ (خاکسار مرزا غلام احمدؐ)

مکتوب نمبر (۲۰۹/۹)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ آپ کا محبت نامہ پہونچا الحمد للہ والمنۃ کہ خدا تعالیٰ نے آپ کے لخت جگر کو طاعون کے صدمہ میں بچالیا۔ درحقیقت یہ نئی زندگی ہے۔ خدا تعالیٰ نے آپ پر بہت ہی رحم کیا۔ کہ اس مہلک مرض میں بچالیا۔ اس خط میں ایک نوٹ مبلغ دس عنلے روپیہ پہونچا۔ جزاکم اللہ خیرالجزا۔ باقی بفضلہ تعالیٰ ہر طرح خیروعافیت ہے۔ والسلام۔

(خاکسار مرزا غلام احمدؐ)

مکتوب نمبر (۲۱۰/۱۰) ۱۲ر فروری سنہ ۱۹۰۰ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ آج آپ کا محبت نامہ معہ مبلغ دس روپے میرے پاس پہونچا خدا تعالیٰ آپ کو بہت بہت جزائے خیر بخشے آمین ثم آمین۔ تجارت کی رونق اور رُبے رونقی اور امور کی طرح خدا تعالیٰ کے اختیار میں ہے یہ سب اس ملک کی تمام تر اعمال

میں ہے آپ ایک مدت تک مجھے یاد دلاتے رہیں میں انشاء اللہ تعالیٰ
دعا کرتا رہوں گا باقی بفضلہ تعالیٰ سب طرح سے خیریت ہے۔
والسلام۔ (خاکسار مرزا غلام احمد)

مکتوب نمبر (۲۱۱/۱۱)

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کا خط مشتمل عزا پرسی
عزیز مرحوم مبارک احمد معہ مبلغ دس روپیہ کے نوٹ کے پہنچا خدا تعالیٰ
آپ کو جزائے خیر بخشے میں ہمیشہ آپ کے لئے دعا کرتا ہوں اور انشاء اللہ
کرتا رہوں گا باقی سب طرح سے خیریت ہے والسلام

خاکسار مرزا غلام احمد ۵ر اکتوبر ۱۹۰۷ء

مکتوب نمبر (۲۱۲/۱۲)

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

آپ کا عنایت نامہ معہ مبلغ دس روپیہ کے پہنچا جزاکم اللہ
خیر الجزاء آمین انشاء اللہ آپ کے لئے کئی دفعہ دعا کروں گا خدا تعالیٰ
آپ کو کسادِ روزگار سے بچاوے۔ آمین یہ آپ کے اخلاص کا نشان
ہے کہ باوجودیکہ کاروبار تجارت کی ویسی حالت نہیں جیسا کہ آپ
لکھتے ہیں تب بھی سلسلہ کے لئے آپ کی طرف سے برابر مدد
پہنچتی ہے خدا تعالیٰ آپ کے کاروبار تمام آسان کر دے اور مشکلات
سے نجات بخشے والسلام

خاکسار مرزا غلام احمد ۲۰ر جنوری ۱۹۰۸ء

مکتوب نمبر (۲۱۳/۱۳) ۳ر مئی ۱۹۰۷ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

محبی اخویم سیٹھ اسماعیل آدم صاحب سلمہ اللہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کے خط آمدہ سے واقعہ دردناک آپ کی اہلیہ کی وفات سے
اطلاع ہوئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون دعا بہت کی گئی تھی مگر تقدیر
مبرم کے ساتھ کیا چارہ ہے بجز اس کے کہ صبر اور رضا سے کام لیا جائے
مجھے آپ کی زبانی معلوم ہے کہ آپ کی یہ اہلیہ مرحومہ بڑی خیر خواہ اور آپکی
تکالیف کے وقت خود اپنے آپ کو درد اور تکالیف میں ڈالتی تھی جبکہ
آپ کو طاعون ہوئی تو آپ کی خدمت کرنے کے وقت اپنی جان کی بھی
پرواہ نہ کی درحقیقت ایسی دلی خیر خواہ بیویاں بہت ہی کم ملتی ہیں اور ان
کے مرنے سے زندگی تلخ ہو جاتی ہے اور نیز ان کے مرنے سے خانہ داری کا
انتظام تمام درہم برہم ہو جاتا ہے مگر خدا تعالیٰ کی قضا و قدر سے موافقت
کرنا اور اس کی رضا پر راضی ہونا ایماندار کا کام ہے خدا تعالیٰ اپنے
بندوں کو آزماتا ہے کہ وہ مصیبت کے وقت انشراح صدر سے صبر کرتے
ہیں یا نہیں مجھے معلوم تھا کہ آپ کی بیماری میں آپ کو بہت تکلیف ہے
اس لئے دعا بار بار کی گئی مگر چونکہ آسمان پر ان کی موت مقرر ہو چکی
تھی اور عمر کا پیمانہ لبریز ہو چکا تھا اس لئے دعا بے سود تھی بہرحال
اب آپ کو صبر کرنا چاہئے۔ خدا تعالیٰ قادر ہے کہ کسی نعم البدل سے اس
درد کو دور کر دے آپ کی موجودہ تکالیف کی گھبراہٹ تو بے شک
آپ کو بہت صدمہ پہنچا رہی ہوگی مگر صبر کریں خدا آپ کو اس مصیبت کی
جزا دے آمین۔

باقی سب طرح سے خیریت ہے والسلام۔ راقم مرزا غلام احمد (بقلم خود)

مکتوب نمبر (۲۱۴ / ۱۴)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ ۔ پہلے آپ کے خط کا میں جواب لکھ چکا ہوں اور نوٹ دس عہ کے پہونچنے کی بھی اطلاع دے چکا ہوں آپ کے تجارتی کام میں تشویش ہونا میرے لئے باعث تفکر ہے خدا تعالیٰ غیب سے آپ کے لئے کوئی سامان میسر کرے اور کام میں رونق بخشے آمین باقی سب طرح سے خیریت ہے ۔ دوسرا خط بھی پہنچ گیا ۔ باقی سب خیریت ہے

والسلام (غلام احمدؐ)

مکتوب نمبر (۲۱۵ / ۱۵)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ ۔ آپ کا اخلاص نامہ مع نوٹ مبلغ دس عہ روپیہ مجھ کو ملا ۔ خدا تعالیٰ آپ کو آپ کے (۱) خدمات کا دست بدست بدلہ دے آمین ۔ درحقیقت تجارت کے امور میں ہر جگہ یہی ہوا چل رہی ہے مگر اللہ تعالیٰ قادر ہے کہ اس ہوا کو بدلا دے ۔ آمین انشاء اللہ القدیر آپ کے لئے دعا کرتا رہونگا ہمیشہ اپنے حالات ابتلاآت سے مطلع فرماتے رہیں ۔ والسلام ۔ خاکسار مرزا غلام احمد)

مکتوب نمبر (۲۱۶ / ۱۶)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم ۔

عید الفطر مبارک باد

جناب مخدومنا سیدنا و مولانا حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود ایدکم اللہ بنصرہٖ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

قبل اس کے ایک عریضہ مع ایک پارسل بذریعہ ڈاک مورخہ ۲۳ر رمضان المبارک کے روز خدمت عالی میں ارسال کیا تھا یقین ہے کہ پہونچا ہوگا۔ آج روز اس عریضہ کے ساتھ مبلغ دس روپیہ کا نوٹ ارسال خدمت ہے غالباً یہ عید الفطر کے روز پہونچے گا۔ یہ تحفہ عید قبول فرماویں اور دعا سے یاد فرماویں۔

آپ کا خاکسار خادم اسماعیل آدم

از بمبئی ۵ر نومبر ۱۹۰۴ء

دس روپیہ پہونچ گئے۔ والسلام (غلام احمدؐ)

مخدومی السلام علیکم۔

اتفاقاً پرانے کاغذات میں سے یہ کاغذ نکلا ہے جس پر حضرت صاحب کے دستِ مبارک سے لکھا ہوا ہے اس واسطے ارسال خدمت ہے والسلام

(عاجز محمدؐ صادق)

مکتوب نمبر (۲۱۷/۱۷) (۳۰ر اکتوبر ۱۹۰۴ء)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

محبی عزیزی اخویم سیٹھ اسمٰعیل آدم۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ آپ کا محبت اور اخلاص کا تحفہ جو آپ نے برخوردار محمود اور بشیر کی شادی کے تقریب پر بھیجا ہے یعنی ایک ٹوپی اور ایک اوڑھنی پہونچ گیا ہے میں آپ کے اس محبانہ تحفہ کا شکر کرتا ہوں اور آپ کے حق میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو

دین اور دُنیا میں اس کا اجر بخشے آمین باقی خیریت ہے والسلام۔
خاکسار غلام احمد عفی عنہ

نوٹ ۱:۔ حضرت سیٹھ اسماعیل آدم کے نام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ ایک خاص مکتوب درج کیا جاتا ہے۔ اس خط کا فوٹو الحکم کے جوبلی نمبر میں مرحوم محمود احمد عرفانی نے شایع کیا تھا یہ خط اپنے اندر ایک تاریخ رکھتا ہے۔ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی شادی پر مکرمی حضرت سیٹھ اسماعیل آدم نے ایک تحفہ حضرت کی خدمت میں بھیجا تھا وہ ایک ٹوپی تھی اور اوڑھنی تھی ٹوپی پر کلابتوں سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ الہام درج تھا فرزند دلبند گرامی ارجمند مظہر الاوّل والآخر مظہر الحق والعلا کان اللہ نزل من السماء۔ اس سے ظاہر ہے کہ حضرت سیٹھ صاحب دوسرے اکابر صحابہ کی طرح اس وقت بھی حضرت خلیفہ ثانی کے مصلح موعود ہونے کا یقین رکھتے تھے۔

نوٹ ۲:۔ حضرت سیٹھ اسماعیل آدم صاحب کے نام کے خطوط سے خود سیٹھ صاحب کی سیرۃ پر بھی ایک روشنی پڑتی ہے گو مکتوبات کی اشاعت میں مکتوب الیہ کے سوانح حیات یا سیرۃ پر بحث مقصود نہیں یہ چیزیں خود ان کے سوانح حیات میں تفصیلاً اور کتاب تعارف میں اجمالاً آئیں گی مگر میں یہاں اپنے دلی جوش کو دبا نہ سکوں گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خطوط سے مکرم سیٹھ صاحب کا یہ عمل ثابت ہوتا ہے کہ وہ جب حضرت صاحب کی خدمت میں عریضہ لکھتے تو اس کے ساتھ ضرور ایک مقررہ رقم بھیجتے۔ خواہ ایسے خطوط کتنی مرتبہ لکھنے پڑتے۔ یہ

دراصل قرآن مجید کی اس ہدایت پر عمل تھا کہ

"مومنو جب تم رسول سے علیحدہ مشورہ کرو تو اپنے مشورہ
سے پہلے صدقہ پیش کیا کرو یہ تمہارے لئے خیر و برکت کا
باعث ہے"۔

یہ ایک روح تھی جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی
قدسی نے اپنی جماعت میں پیدا کر دی تھی۔ وللہ الحمد۔

(عرفانی کبیر)

ضروری گذارش

احباب بمبئی میں سے مکرمی بابا زین الدین ابراہیم مغفور الخیر
کے نام کے خطوط اس نمبر میں نہیں آسکے وہ بھی کافی تعداد میں ہیں
اس لئے پانچویں جلد کے چھٹے نمبر کا آغاز ان سے ہی ہوگا (انشاء اللہ العزیز)
اس پانچویں جلد میں وہ مکتوبات درج ہیں جو حضور نے اپنے خدام و احباب
سلسلہ کو لکھے اس جلد کے پانچ نمبر شائع ہو چکے ہیں اور ابھی کم از کم
دو یا تین نمبر اور ہوں گے یا شاید زیادہ۔ میرے پاس بھی کافی ہیں
اور بہت سے لوگوں کے پاس ہیں ان کو یہ خیال نہیں آتا کہ یہ جمع
ہو کر شائع ہو جائیں الا ما شاء اللہ میں امید کرتا ہوں کہ

جن احباب کے پاس حضرت اقدس کے مکتوبات ہیں وہ ان کے نقول میرے پاس بھیجدیں تاکہ وہ شایع ہو جائیں۔

اب میں اس نمبر کو ختم کرتا ہوں۔ اور پچھلے نمبر کی اشاعت کیلئے توفیق ربی کا امیدوار ہوں فقط

خاکسار

(عرفانی کبیر)

مکتوبات جلد پنجم کا پورا سٹ طلب کرو

(پ)

نمبر (۱) حضرت سیٹھ عبدالرحمن مدراسی کے نام

(۲) حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ عنہ کے نام

(۳) حضرت چودھری رستم علیخاں رضی اللہ عنہ کے نام

(۴) حضرت نواب محمد علیخاں سلمہ اللہ تعالیٰ کے نام

ان چار نمبروں کے مجموعہ کی قیمت پانچ روپیہ مع محصول ڈاک ہے۔

عرفانی کبیر الہ الدین بلڈنگ سکندرآباد دکن